كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ

للہ الحمد والمنۃ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ وصوفیہ کرام زیور اسلام سے ملون ہوا

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب وارثی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل
سرکار عالی نظام و مترجم کتاب یوذاسف و بلوہر و کلام الروحانیہ و
مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی غوث الصمدانی امام
عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ
سے جو عربی زبان مین ہے صاف و سلیس و با محاورہ اُردو مین
ترجمہ کیا

محمد عبد الرحیم خان ولد بشیر الدین خان کے اہتمام سے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

طبع اول پانسو جلد
علی بخش پرنٹر

قیمت فی جلد ۲ /

سنہ ۱۹۱۱ء

فہرست اسماء مندرجہ جلد دوم نفحات عظمیٰ بترتیب حروف تہجی۔

نام	صفحہ	نام	صفحہ
الف			
ابراہیم دسوقی	۲۲۴	ابو الحسن محمد بن سعید وراق	۱
ابراہیم جبعری	۳۵۰	ابو الحسین بن حیان جمال	۴۱
ابن العربی	۲۹۹	ابو الحسین بندار بن حسین شیرازی۔	۴۲
ابو اسحق ابراہیم بن احمد مولد	۵۴	ابو الحسین علی بن ہند قرشی فارسی	۴۵
ابو اسحق ابراہیم بن داؤد قصار	۳	ابو الخیر اقطع	۲۹
ابو اسحق ابراہیم بن شیبان قرمیسینی	۴۶	ابو السعود ابی العشائر	۲۱۱
ابو الحجاج اقصری۔	۱۹۶	ابو العباس احمد بدوی رح	۲۸۲
ابو جعفر احمد بن حمدان۔	۹	ابو العباس احمد بن محمد دینوری۔	۷۵
ابو حمزہ خراسانی	۷	ابو العباس احمد ملثم	۱۹۴
ابو سعید احمد بن محمد زیاد	۵۹	ابو العباس بن قاسم بن مہدی	۶۵
ابو سعید قلوری۔	۱۶۲	ابو الفتح واسطی۔	۳۴۵
ابو النجیب عبد القادر سہروردی	۱۳۸	ابو القاسم ابراہیم بن محمد بن محمویہ نصرآبادی	۷۸
ابو الحسن بن احمد بن سہل بوشنجی	۷۰	ابو القاسم بن احمد بن محمد مصری	۸۶
ابو الحسن بن صائغ سکندری	۲۰۹	ابو بکر بن احمد بن محمد بن سعدان	۵۷
ابو الحسن خیر نساج	۶	ابو بکر بن داؤد دینوری رقی	۶۶
ابو الحسن علی بن ابراہیم جبعری	۸۰	ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی	۳۳
ابو الحسن علی بن بندار بن حسین صوفی۔	۸۴	ابو بکر بن ہوار بطائحی	۱۱۳
		ابو بکر حسین بن علی بن یزدان یار	۴۷
ابو الحسن علی بن سہیل صائغ دینوری	۲	ابو بکر طمستانی	۷۳

ابوبکر عبداللہ بن طاہر ابہری ۴۲
ابوبکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری ۸۵
ابوعبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری ۸۶
ابوعبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری۔ ۸۱
ابوعبداللہ حسین جبلی ۷
ابوعبداللہ قرشی ۲۰۲
ابوعبداللہ محمد بن احمد بن حمدون قراد ۸۶
ابوعبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری ۵۵
ابوعبداللہ محمد بن عبدالخالق دینوری ۸۹
ابوعبداللہ محمد بن خفیف ۷۱
ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسن روغندی ۸۴
ابوعبداللہ محمد بن منازل ۲۳
ابوعثمان سعید بن سلام مغربی ۷۶
ابوعلی حسین بن احمد کاتب ۴۰
ابوعلی رودباری ۱۸
ابوعلی محمد بن عبدالوہاب ثقفی ۲۲
ابوعمرو اسمٰعیل بن نجید ۶۸
ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی ۱۷۲
ابوعمرو محمد بن ابراہیم زجاجی ۶۰
ابومحمد شنبکی ۱۱۴
ابومحمد عبدالرحیم مغربی قنادی ۱۹۱
ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن رازی ۶۷
ابومحمد عبداللہ بن محمد رازی ۸۷

ابومحمد عبداللہ بن مرتعش ۱۷
ابومحمد قاسم بن عبداللہ بصری ۱۷۰
ابومحمد ماجد کردی ۱۶۵
ابومدین مغربی ۱۸۵
ابومظفر قرمیسینی ۴۳
ابویعزیٰ مغربی ۱۲۷
ابویعقوب اسحٰق بن محمد ۳۵
ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی ۱۲۳
احمد بن ابی الحسین رفاعی ۱۴۰
اغراز بن مستودع بطائحی ۱۱۶

ب

بقار بن بطو ۱۶۰

ت

تاج العارفین ابوالوفا ۱۲۰

ج

جاگیر رضی اللہ عنہ ۱۶۷
جعفر بن محمد بن نصیر خواص ۶۲

ح

حماد بن مسلم دباس ۱۲۱
حیات بن قیس ۱۸۰

د

داؤد کبیر ماخلا ۲۰۱

رائے مہملہ

رسلان دمشقی ۱۸۱

س مہملہ

سوید سنجاری ۱۷۶

ش

شبلی رح ۱۰

ع

عبدالحق بن سبعین مرسی ۔ ۳۴۹

عبدالرحمن طفسونجی ۔ ۱۵۸

عبدالغفار قوصی ۱۰۷

عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم ۹۰

عبداللہ بن ابی جمرہ اندلسی ۳۴۸

عبداللہ بن محمد عرشی مرجانی ۳۴۸

عدی بن مسافر اموی ۱۲۹

عقیل منبجی ۱۲۵

علی بن محمد مزین ۳۷

علی بن وہب سنجاری ۱۴۳

علی بن الہیتی ۱۵۵

علی ہلیمی ۳۴۶

ق

قطب الدین قسطلانی ۲۰۱

ک

کمال الدین ابن عبدالظاہر ۳۰۱

م

محمد بن ابی جمرہ ۲۰۴

محمد بن عبدالجبار نفری ۳۴۲

محمد بن علیان نسوی ۵۲

محمد عبدری ۔ ۳۵۰

محمد تولوی صوفی ۳۴۹

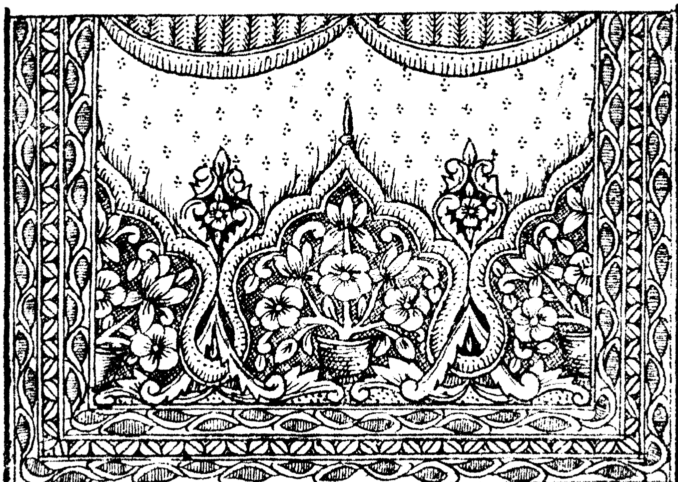
مطر باذرالی ۱۶۴

ممشاد دینوری ۴

منصور بطائحی ۱۱۷

منصور حلاج ۳۴

موسی بن ماہین زولی ۱۳۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۹۷) ابوالحسن محمد بن سعید وراق رحمہ اللہ تعالے

بڑے بزرگون اور ابوعثمان رحمۃ اللہ کے قدیم مریدون مین سے تھے اور انہی کی روش وطرز پر انکے کلام بھی ہین۔ علوم ظاہریہ کے عالم تھے اور معاملات دقیقہ اور عیوب افعال پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ تین سو بتیس ۳۳۲ھ ہجری کے پیشترہی سعادت اخروی کے شوق مین دار دنیا سے کوچ کر گئے۔ آنکے کلمات مین سے ہے کہ عفو مین شریفانہ برتاو یہ ہے کہ معاف کردینے کے بعد تم اپنے بھائی کے گناہ کو مطلق یاد نکرو بخیل سے تنگدلی کبھی جدا نہین ہوتی۔ جو دل کہ مرنے والے ہین اونکی زندگی اوس زندہ جاوید کی یاد مین ہے جو کبھی نہ مرے گا۔ اور سب سے زیادہ خوشگوار زندگانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جینا ہے نہ غیر کے ساتھ۔ یہ کہتے تھے کہ ابتدا مین جب ہم ابوعثمان

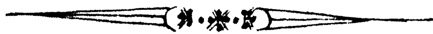
حیری کی مسجد مین رہتے تھے ہمکو حکم تہا کہ جو کچھ فتوحات آئین اون مین ہم ایثار کرین اور کچھ باقی رکھکر رات کو نہ سوئین اور جو ہمارے ساتھ بُرائی سے پیش آئے اوس سے اپنے نفس کیلیے بدلہ نہ لین بلکہ اوس سے عاجزی کرین اور جب ہمارے دل مین کسی کی حقارت کا خیال آئے تو ہم اُسکی خدمت بجا لائین اور اُسکے ساتھہ احسان کرین یہانتک کہ وہ خیال مٹ جاے - اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر سے اور خلق کی رویت سے فنا ہوا اُسکا باطن خیرات و احسانات کے مشاہدہ سے زندہ ہوا - سب سے زیادہ فائدہ مند اللہ تعالی کے امر و نہی - وعدہ وعید اور ثواب و عذاب کا علم ہے اور سب سے اعلی اللہ تعالی اور اُسکے اسما و صفات کا علم ہے - قطعیت کے خوف نے عاشقون کی جانین گھلادین اور عارفون کے جگر کباب کرڈالے - مخلوق کے ساتھ اُنس وحشت ہے اور اوس سے طمانینت حماقت اور اوس سے تسکین حاصل کرنی بے بسی اور اس پر بہروسا کرنا بوداپن اور اس پر اعتماد کرنا گھاٹا اٹھانا ہے -

(۱۹۸) ابو الحسن علی بن سہل صائغ دینوری رضی اللہ عنہ

بہت بڑے بزرگ تھے - انہون نے مصر مین رہنا اختیار کیا تہا اور تین سو تیس ۳۳۰ھ ہجری مین وہین سے آخرت کا سفر کیا - بڑی ہیبت والے تھے جو کوئی انکو دیکھتا تہا وہ ان سے ڈرتا تہا اور اللہ تعالی کے معاملہ مین مخلصین مین سے تھے - انکا قول ہے کہ مرید کو چاہیے کہ دو مرتبہ دینا کو چھوڑے پہلی مرتبہ تو اوسکی دلچسپیون اُسکی نعمتون اُسکے طرح طرح کے

ماکولون اور مشہور ہون اور اُسکی سب چیزون سے دست بردار ہو جائے اور جب اُسکا
تارک مشہور ہوجائے اور اُسکے ترک کی وجہ سے اُسکی تعظیم و تکریم ہونے لگے تو اوسوقت
اُسکو اپنے حال پر اس طور سے پردہ ڈالنا چاہیئے کہ دنیا دارون کی طرف جُھکے تاکہ اُسکا
ترک دنیا دنیا کی طرف جھکنے اور دنیا کو تلاش کرنے سے بڑہ نہ جائے یا اُسکا فتنہ
اسکے فتنہ سے زیادہ نہو جائے - اور جب اِن سے غیب کی چیز پر آنکھون کے سامنے
کی چیز سے دلیل لانے کو کہا جاتا تو کہتے تھے کہ جو آنکھون کے سامنے موجود اور دیکھا
جاتا اور اپنا مثل رکھتا ہے اُس سے اُسکے صفات پر کیونکر دلیل لائی جا سکتی ہے جو
نہ سامنے موجود ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے اور جسکا نہ مثل ہے نہ شبیہ - انکا قول ہے
کہ جو اللہ تعالی کی محبت کے میدان مین آیا اوسپر چارون طرف سے بلائین آفتین
اور مصیبتین ٹوٹ پڑین - ہمائیون پر واجب ہے کہ جب کبھی اکٹھا ہون تو ایک دوسرے
کو حق کی اور صبر کی نصیحتین کرے اسلیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتواصوا بالحق[ع]
وتواصوا بالصبر اور تم جو اپنے نفس کو دوست رکھتے ہو بس یہی اُسکو ہلاک کرتا ہے

(۱۹۹) ابو اسحٰق ابراہیم بن داؤد قصار رقی رضی اللہ عنہ



یہ ملک شام کے بہت بڑے بزرگون مین سے اور جنیدؒ اور ابن الجلا کے ہمنشینون مین
سے تھے مگر انہون نے بہت بڑی عمر پائی تھی اور ملک شام کے اکثر بزرگون کی صحبت

ع تیسوین پارہ کا اٹھائیسوان رکوع - اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی ہدایت کرتے رہے اور ایک دوسرے
کو صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گھاٹے مین نہین ہین) ۱۲

اٹھالی۔ کبھی انہون نے فقر کو ہاتھہ سے نہ دیا برابر مجرد اور اہل فقر کے دوست ہے تین سو چھبیس ۳۲۶ ہجری مین جامہ ہستی سے ہاتھہ دہو بیٹھے۔ آنکا قول ہے کہ دنیا کی دو ہی چیزین تمکو بس کرتی ہین فقیر کی صحبت اور دل کی محبت۔ اور ظاہری آنکھین قوی ہین اور دل کی آنکھین کمزور رہین۔

(۲۰۰) ممشاد۔ دینوری رضی اللہ تعالی عنہ

بہت بڑے بزرگان قوم[عسہ] مین سے تہے۔ ابن الجلا اور اُن سے اوپر کے بزرگون کی صحبتون مین رہے تہے۔ علوم قوم مین آسمان کے تارے توڑنے والے بہت بڑے حال والے اور صاحب فتوت تہے دو سو ستانوی ۲۹۷ ہجری مین اعلی علیین کو سدہارے آنکے اقوال مین سے ہے کہ۔ طریق حق دور و دراز اور ہر اللہ تعالے کے ساتہہ ٹھیرنا سخت دشوار ہے۔ اگر اگلون اور پچہلون سب کی حکمتین تم مین جمع ہون اور تم ولیون اور مقربون کے احوال کا ادعا کرو تو جب تک کہ تمہارا باطن اللہ تعالی سے تسکین نہ پاے اور جو کچہہ اُسنے تمسے وعدہ کیا اور تمہاری قسمت مین لکہہ دیا ہے اُسکی نسبت اُسکی ضمانت پر اعتبار نہ کرلو اُسوقت تک ہرگز عارفون کے درجہ تک تم نہین پہونچ سکتے جسکا مقصود اللہ تعالی ہوگا اوسپر نہ قدر کا ہاتھہ پہونچے گا اور نہ خطرون کا قبضہ ہوگا۔ یہ کہتے ہین کہ مین جب کبھی کسی فقیر کے پاس گیا تو تمام نسبتون علمون مین معروفون سے خالی ہوکر گیا اور اُن برکتون

عسہ تصوف کی تمام کتابون مین لفظ "قوم" سے عموماً جب تک کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہو گروہ صوفیہ مراد ہوتا ہے ۱۲

کا منتظر رہا جو اُسکے دیکھنے سے اور اُسکی باتون سے مجھپر نازل ہون اور اُسکی وجہ یہ تھی
کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس کچھہ لئے ہوئے گیا وہ اپنی پونجی کے سبب سے اُسکے دیکھنے
اُسکی ہمنشینی اُسکے ادب اور اُسکے کلام کی برکتون سے الگ رہا - انکا بیان ہے کہ
مجھے اپنی سیاحت کے زمانہ مین ایک بوڑہا آدمی ملا اور چونکہ اُسمین نیکی کی علامتین نظر آئین مینے
اُس سے کہا کہ مجھے کوئی بات کام کی بتاؤ اُسنے کہا کہ اپنی ہمت کی نگہداشت کرو کیونکہ
ہمت ہی سب باتون کا پیش رو ہے - جسکی ہمت درست ہوئی اور جو اُسمین سچا نکلا
اُسکے باقی سب اعمال و احوال درست ہو گئے - یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے اچھا اوس شخص
کا حال ہے جسنے خلق اللہ کی رویت کو اپنے نفس سے نکال پھینکا ہے اور خلوتون
مین اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اپنے باطن کی نگہداشت کی ہے اور سب کامون مین اُسی پر بہروسا
کیا ہے - انکا قول ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کی روحین کشف و مشاہدہ کی حالت
مین ہین اور اولیا کی روحین قُرب و اطلاع کی حالت مین - یہ کہتے ہین کہ بیس برس سے
مین اپنے دل کو اللہ تعالےٰ کے ساتھہ کہوئے بیٹھا ہون اور بیس برس سے کسی چیز کے لئے
"کن فیکون" (ہوجا - پس وہ ہوجاتی ہے) کہنا اللہ عزوجل کے ادب سے ترک کئے بیٹھا
ہون - بعضون نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ پہلے یہ اپنے قلب کیطرف اور پھر اپنے
قلب سے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع ہوا کرتے تھے - اور کسی چیز کے لئے کن فیکون
کہنا ترک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے تھے
تو قبول ہوتی تھی اسکے بعد ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کیطرف گئے پس اپنی مراد چھوڑ کر اللہ کی
مراد کے ساتھہ ہو گئے اور دعا کرنا ترک کر دیا - انکا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک شخص
تھا جو اپنی خوراک گوگھٹاتے گھٹاتے ایک گٹھی پر لے آیا تھا اور اسکے بعد اُسکی غذا صرف

پانی تھی- آپ سے کسی نے کہا کہ فقیر جب بھوکا ہو تو کیا کرے- انہوں نے کہا کہ نماز پڑھے- اُسنے کہا کہ اگر نماز پر قادر نہو؟ انہوں نے کہا کہ سو رہے- اُسنے کہا کہ اگر سو نہ سکے- انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی فقیر کو تین حالتوں سے باہر نہ جانے دیگا یا قوت بخشے گا- یا غذا پہونچاوے گا یا اُسکو اپنے پاس بُلا لیگا- واللہ اعلم

(۲۰۱) ابو الحسن خیر نساج رضی اللہ تعالی عنہ

یہ اصل میں سُرّمَن رآی کے تہے مگر بغداد مین رہتے تہے- انہوں نے ابو حمزہ بغدادی کی صحبت پائی اور سری سقطی رح سے ملاقات کی تہی- اور نوری رح کے ہمنشینوں میں سے تہے- اور جیسا کہ کہا گیا ہے ایک سو بیس برس کی عمر طویل پائی- اور خواص و شبلی رحمہما اللہ نے انکی مجلس مین توبہ کی تہی اور یہ ایک گروہ کے پیر تہے- انکے اقوال یہ ہین صبر مردون کے اخلاق مین سے ہے اور رضا کرام کے اخلاق مین سے ہے- وہ عمل جسمین بندہ انتہا کو پہونچ سکتا ہے اپنی تقصیر و بے بسی و کمزوری کا دیکھنا ہے- آپ ایک دن موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سامنے ایک قصہ بیان کیا اسپر اُس جماعت کے ایک شخص نے زور سے نعرہ مارا- موسی علیہ السلام نے اسکو ڈانٹ دیا- پس اللہ تعالی نے اُنکو وحی بھیجی کہ اے موسی اِن لوگون نے ہماری خوشبو ظاہر کی اور ہمارے عشق مین فریاد کی پہر تم میرے بندون کو جھڑکتے کیون ہو ؎

تو برائے وصل کردن آمدی | نے برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب دانان دیگرند | سوختہ جان و روانان دیگرند

(۲۰۲) ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

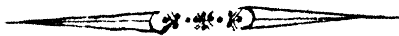
کہتے ہین کہ یہ اصل مین نیشا پور محلہ ملقاباد کے رہنے والے تھے بزرگان بغداد کی صحبتون مین رہے اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمنشینون مین سے تھے - اور ابو تراب نخشبی وابوسعید خراز کے ساتھ انہون نے سفر کئے تھے - یہ بہت بڑے فتوی دینے والے دیندار و پرہیزگار تھے تین سو نو ۳۰۹ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے - امام احمد حنبل کا معمول تھا کہ جب اُنکے سامنے تصوف کا کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ان سے کہتے کہ صوفی صاحب آپ اسمین کیا کہتے ہین - یہ کہتے ہین کہ مین ایک خط دار کمل مین برابر احرام باندہے ہوے رہا ہر سال ایکہزار فرسنگ سفر کرتا تھا اور برسون تک جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندہ لیتا تھا -

مین کہتا ہون کہ فقیر کیلیئے ننگے بدن رہنا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ باطن مین ہستی سے تجرد ہے - اور یہ جو اُنکا قول ہے کہ "جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندہ لیتا" اس سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی مین خواہش کیطرف مائل ہوتا تو توبہ کی تجدید کر لیتا تھا واللہ اعلم

(۲۰۳) ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ بن ابوبکر جنگی رضی اللہ عنہ

بصرہ کے بڑے بزرگون مین سے تھے - تیس برس تک اپنے گھر کے ہوزے مین

رہے اوس سے باہر نہ نکلے۔ انکا مجاہدہ برابر لگاتار جاری رہتا تھا اور اُسوقت تک اُسمین فرق نہ آیا جب بصرہ والون نے انکو وہان سے نکال دیا۔ یہ بصرہ سے نکلکر سوس[۵] آئے اور وہین انہون نے رحلت کی انکی قبر وہان مشہور اور لوگون کی زیارت گاہ ہے اس قوم کے علم واصول کے عالم اور پرہیزگار وزبان آور تھے۔ انکا قول ہے کہ سماع تصریح کے ساتھ جفا ہے اور سماع اشارہ کے ساتھ تکلیف ہے اور نہایت لطیف سماع وہ ہے جو گوش دل سے سُننے والون کے سوا اورون پر بھاری ہو تمکو کوئی چیز کسی چیز سے الگ نہین کر سکتی مگر اُسیوقت جب جدا کرنے والی چیز تمہارے نزدیک زیادہ تر کامل واعلیٰ اور پوری ہو کیونکہ اگر اُسکی ہی جیسی یا اوس سے اُتری ہوئی ہوگی تو تمکو الگ نہ کریگی پس جو چیز قلب پر غالب رہتی ہے اُسیکا حکم چلتا ہے اور بس۔ تمام مخلوقات غیب کے بارہ مین لمبے چوڑے دعوے کرنے کے باعث امتحان مین مبتلا ہوئی پس جب شہود کی ہیبت کا اُن پر سایہ پڑا تو گونگی ہوگئی اُکھڑ گئی اور لاشے ہوگئی اور اگر اپنے دعوون مین سچی ہوتی تو مشاہدہ کے وقت باہر آتی جیسا کہ تمام لوگون مین سے صرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کیلئے باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ شفاعت کیلئے مین ہون شفاعت کیلئے مین ہون اور موقف کی ہیبت سے نہ ڈرے کیونکہ اُنپر سچائی کے قدم کا اثر تھا۔ اور وہی شخص اجنبی غریب الوطن ہے جو وطن مین ہو اور اُسکے ہمجنس کم ہون۔



[۵] علاقہ اہواز مین چھوٹا سا شہر ہے جس کو سوس بن سام بن نوح نے بسایا تھا۔ یہین دانیال علیہ السلام کی قبر ہے ۱۲ مترجم

(۲۰۴) ابو جعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ بہت بڑے بزرگان نیشاپور مین سے تھے - انہون نے ابو عثمان کی صحبت پائی اور ابو حفص سے ملاقات کی تھی - یہ پرہیزگارون اور خائفون مین سے تھے - آخر عمر مین بیس برس تک مکہ معظمہ سے جدا نہوے یہ مکہ ہی مین تھے کہ تین سو سات یا آٹھ ہجری مین ابو بشر کی وفات واقع ہوئی جو اپنے وقت مین فقرا حرم مین یکتا تھے اور خود یہ تین سو گیارہ ۳۱۱ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے - انکے اقوال یہ ہین :- فرمانبردارون کا اپنی طاعت کی وجہ سے نافرمانون پر بڑائی جتانا انکے گناہون سے بدتر اور اُنکے لئے گناہون سے زیادہ ترمضر ہے - جیساکہ بندہ کی غفلت کسی ایسے گناہ کی توبہ سے جسکا اوسنے ارتکاب کیا ہو اُسکے ارتکاب سے بدتر ہے - تم گنہگار آدمی سے ایک گناہ کے باعث جسکا تمکو گمان ہے دشمنی رکھتے ہو اور اپنے آپسے بہتیرے گناہون پربھی جنکا تمکو یقین ہے دشمنی نہین رکھتے - جسکے دل مین اللہ تعالیٰ کی عظمت نے گھر کیا وہ ہر ایسے شخص کی تعظیم کرے گا جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کی نسبت رکھتا ہے اور جو شخص سب سے الگ ہوکر اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہے اُسکی سچائی کی علامت یہ ہے کہ دنیا کے مصائب یا اور کوئی چیز اُس کو اللہ کے ساتھ مشغول رہنے سے نہ روکے -

(۲۰۵) ابوبکر بن جحدر شبلی رضی اللہ عنہ

اور انکی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہوا ہے - اہل مین خراسان کے تھے مگر بغداد مین پیدا ہوئے اور وہین انہون نے نشوونما پایا - جیساکہ اوپر بیان کیا گیا انہون نے خیر نساج کی مجلس مین توبہ کی - اور ابوالقاسم جنیدؒ اور اُنکے ہمعصر بزرگون کی صحبتون مین رہے - اور علم و حال و ظرافت مین اپنے وقت کے یکتا ہوے - انہون نے امام مالک کے مذہب مین تفقہ حاصل کیا اور بہت حدیثین لکھین - ستاسی سال دنیا مین رہے اور تین سو چونتیس ۳۳۴ ہجری مین ہمیشہ کے لیئے اسکو خیرباد کہی - اور بغداد مین مقبرۂ خیزران کے اندر دفن ہوئے - انکی قبر وہان مشہور ہے اور لوگ اُسکی زیارت کو جایا کرتے ہین - ابتدا مین انکی ریاضتین انتہا درجہ کی تہین - انکا بیان ہے کہ بیداری کی عادت ڈالنے کو اور اسلیئے کہ مجھے نیند نہ آجاے فلان فلان رات کو مینے اپنی آنکھون مین نمک ڈالا تھا اور جب معاملہ اور آگے بڑہا تو مینے سلائی گرم کرکے اپنی آنکھون مین پہیری - قوم صوفیہ کے علم کے بارہ مین کہا کرتے تھے کہ اُس علم کا کیا پوچھنا ہے جسکے مقابلہ مین علمار کا علم اک تہمت ہے - ان سے کسی نے کہا کہ ایک دن ابوتراب نخشبی کو جنگل مین بہوک لگی تو انہون نے سارے جنگل کو کہانا ہی کہانا دیکہا - اسپر انہون نے کہا کہ یہ ایک بندہ تہا جسکے ساتھ نرمی برتی گئی ورنہ اگر تحقیق کے مقام تک پہونچے ہوتے تو ویسے ہوتے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے رب کے سایہ مین رہتا ہون وہ مجھے کہانا کہلاتا اور پانی

پلاتا ہے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آدمی کب مرید ہوتا ہے تو انہون نے کہا کہ جب اُسکے حالات سفر و حضر اور غیبت و حضور مین برابر رہین۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیسی چیز ہے۔ انہون نے جواب دیا کہ ایک ہانڈی ہے جسکو جوش دیا جار ہا ہے اور ایک پائخانہ ہے جو بہا جار ہا ہے۔ یہ اپنی مناجات مین کہا کرتے تھے کہ خلق نے تیری نعمتون کے لیے تجھسے محبت کی اور مینے تیری بلاؤن کیلیے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالی نے اُن لوگون کے جو وسیلے و واسطے ہین اُنکی ہمتون کی بلندی کے سبب سے رتبے بلند کیے ہین پس انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کو جو کشف ہوا تھا اگر اُسکا ایک ذرّہ اولیا پر جاری کیا جاوے تو وہ بیکار اور دور از کار ہو جائین۔ ایک مرتبہ انکو عصر کی نماز مین اسقدر دیر ہو گئی کہ آفتاب ڈوبنے کو آیا۔ اُسوقت انہون نے نماز پڑہی۔ اور مذاق کے طور پر ہنسنے اور کہنے لگے کہ کیا خوب کسی نے کہا ہے **شعر**

عشق مین آج ایسا بہولا ہون نماز
روز شب مین کچھ نہین ہے امتیاز

یہ کہا کرتے تھے کہ جس صدّیق کو معجزہ نہو وہ جھوٹا ہے۔ اسی وجہ سے جب یہ بیمارستان مین داخل ہوئے تو وزیر نے انکے پاس آکر کہا کہ تمہارا وہ قول کیا ہوا کہ "جس صدّیق کو معجزہ نہو وہ جھوٹا ہے"۔ اب تمہارا معجزہ کہان ہے انہون نے کہا کہ میرا معجزہ یہی ہے کہ اللہ تعالی کی اُسکے اوامر و نواہی مین موافقت کرتا ہون۔ ان کا قول ہے کہ نہ مرید کو وقفہ نہ عارف کو علاقہ نہ عاشق کو گلہ نہ صادق کو دعوی نہ خائف کو قرار نہ مخلوق کو اللہ تعالی سے فرار جائز ہے۔ یہ اپنے زمانہ کے لوگون کو کہا کرتے تھے کہ تم قبر مین ہو۔ اور

اسکی وجہ جو پوچھی گئی توکہا کہ تم مین سے ہر شخص اپنی پوشاکون مین گرا ہوا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تب تو ہمارا شمار مردون مین ہے - انہون نے کہا کہ ہان مارے پڑے سوتے ہین اور جاہل مردہ ہین - اُن سے کسی نے کہا کہ آپنے اپنی کل پوشاکین پھاڑکر پھینکدین حالانکہ عید چلی آتی ہے اور لوگ آرایش و زیبایش مین مصروف ہین اور آپ اس حال مین ہین - انہون نے کہا کہ فقیر کا بناو سنگھار اُسکا فقر اور اُس فقر پر صبر ہے - انکا قول ہے کہ آفتاب ڈوبتے وقت اسی لیئے زرد ہو جاتا ہے کہ کمال کی جگہہ سے الگ ہوتا ہے اسلیئے خوف مقام سے پیلا پڑجاتا ہے اور یہی حال مومن کا ہے کہ جب اُسکے دنیا سے باہر نکلنے کا وقت قریب آتا ہے تو اُسکا رنگ زرد پڑجاتا ہے کیونکہ وہ مقام سے ڈرتا ہے اور جب آفتاب نکلتا ہے تو روشن رہتا اور چمکتا ہے اسی طرح مومن بھی جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اُسکا چہرہ روشن اور چمکتا رہے گا - ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم کون ہو اونہون نے کہا کہ وہ نقطہ جو حرف بار کے نیچے ہوتا ہے - اسپر اُس شخص نے کہا کہ تم میرے معشوق ہو جبتک کہ تم اپنا کوئی مقام نہ ٹھیراؤ - یہ کہا کرتے تھے کہ میری ذلت نے یہودیون کی ذلت کو مات کردیا - بعض عارفین نے اسکے یہ معنی بیان کیے ہین کہ ذلیل کی ذلت اُسی مقدار سے ہوا کرتی ہے جس مقدار مین اُس شخص کی عظمت سے واقفیت ہوتی ہے جسکے اعتبار سے ذلت ہوتی ہے - اور اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے شبلی رح کو باعتبار یہودیون کے بہت زیادہ واقفیت تھی اسلیئے ان کی ذلت بھی یہودیون کی ذلت سے بڑھی ہوئی تھی - ایک شخص انکے پاس آکر کہنے لگا کہ حضرت میرے بال بچے بہت ہوگئے ہین اور میری تدبیرین کچھ کام نہین

کرتین - انہون نے اُس سے کہا کہ اپنے گہر جاکر دیکہو جتنے لوگون کا رزق تمہارے ذمہ ہو اُن سب کو اپنے گہر سے نکال دو اور جتنے لوگون کا رزق اللہ تعالی کے ذمہ ہو اُنکو اپنے گہر مین رہنے دو - جب کوئی اونی چادر ٹوپی یا عمامہ انکے دل مین کہب جاتا تہا تو اُسکو لپیٹ سپیٹ آگ مین ڈالدیتے اور جلادیتے تہے اور کہتے تہے کہ اللہ تعالے کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اُسکو تلف کردینا واجب ہے - اسپر ان سے کسی نے کہا کہ آپ اُسکو خیرات کیون نہین کردیتے انہون نے کہا کہ جب وہ چیز باقی رہیگی تو ممکن ہے کہ اورون کے پاس اُسکو دیکہکر نفس خوش ہو اس لیئے اللہ تعالی کیطرف بعجلت متوجہ ہونے کیلیئے جلانا ہی مناسب ہے کہ اس سے وہ چیز بہت جلد ضائع ہوجاتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب ختنہ کرانے کا حکم ہوا تو انہون نے فوراً بسولے سے کام نکال لیا اور ان سے کسی نے پوچہا کہ آپ استرے کے آنے تک ٹہیر کیون نہ گئے تو کہا کہ اللہ تعالی کے حکم مین دیر لگانا بہت سخت ہے - انکا قول تہا کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسی وقت جب روے زمین پر اللہ تعالی کا کوئی ذکر کرنیوالا نہ دیکہونگا - بعضون نے کہا ہے کہ انکا مقصود یہ ہے کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسیوقت جب حضرت شہود مین داخل ہوجاؤنگا کیونکہ وہان ذکر ہی نہین ہے اسلیئے کہ ذکر جو دلیل ہے حجاب کے ساتہہ ہوا کرتا ہے اور جب مدلول مشاہدہ مین آگیا تو دلیل گئی گزری ہوئی بلکہ اُسکا خیال وخطرہ بہی دل مین نہ آنا چاہیئے - ان سے پوچہا گیا کہ صوفیون کا یہ نام کیون رکہا گیا ہے انہون نے کہا کہ اسوجہ سے کہ انمین وہ بات کچہہ باقی رہگئی ہے اور اگر ایسا نہوتا تو اس نام کو اُن سے کیا تعلق تہا - انکا قول ہے کہ جو شخص توحید کے ایک ذرہ پر بہی مطلع ہوا وہ اُسکے بوجہہ کیوجہ سے ایک پر بہی اُٹہانے سے

عاجز ہے۔ جسنے اُسکو اُسی کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست ہے، اور جسنے اُسکو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست نہین ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ کے خادم ابو بکر دینوری کہتے ہین کہ مینے اُنکو وفات سے پہلے کہتے ہوئے سُنا کہ میری حکومت کے زمانہ کا ایک درہم ظلم کا میرے ذمہ تہا اور ہرچند مینے اُسکے مالک کی طرف سے ہزارون درہم خیرات کردئے تاہم میرے دل پر سب سے بڑا بار اُسی کا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ معرفت کیا چیز ہے۔ انہون نے کہا کہ اُسکا اول اللہ ہے اور آخر وہ ہے جسکی کوئی انتہا نہین ہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ عارف نہ اپنے غیر کو دیکہتا نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا اورکو اپنا نگہبان پاتا ہے۔ عاشق جب کلام نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا اور عارف جب کلام کرے گا تو ہلاک ہوگا۔ حضرت شبلی کے سوا اورون کا یہ قول تہا کہ عارف جب کلام کرے گا تو غیر کو ہلاک کرے گا اور جب چپ رہے گا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اسلیے اپنی نجات مقدم ہے ایک مرتبہ یہ امام کے پیچہے نماز پڑہ رہے تہے اور اُسنے یہ آیت پڑہی وَلَئِنْ شِئْنَا[ع] لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِی اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ آلا اللہ اسپر انہون نے بے ساختہ اس زور سے چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تہا ابہی انکی روح پرواز کرجائیگی اور کہا کہ یہ اُسکا خطاب اپنے دوستون سے ہے پہر ہمارے جیسے لوگون کے ساتہ کیسا خطاب ہوگا ؏

آشنا را حال این دواے بر بیگانہ

[ع] پندرہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورۂ بنی اسرائیل کی چہیاسیوین آیت) اس آیت کے بقیہ الفاظ یہ ہین ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِهٖ عَلَیْنَا وَکِیْلًا ۝ اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر ہم چاہین تو جو ہمنے تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بہیجا ہے اُسکو اُٹہا لیجائین ہہر تمکو اُسکے لیے ہمارے مقابلے مین کوئی حمایتی بہی نہ ملے ۱۲

لوگون نے انکو بہت کم سونے پر ملامت کی تو انہون نے کہا کہ مینے حق کو اپنے آپ سے
کہتے سُنا کہ جو سو یا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ محجوب ہوا اور یہی باعث تہا جو مینے اپنی آنکھون
مین نمک کا سرمہ ڈالا تہا تاکہ مین سوؤن نہین - حضرت سے اُنکی ابتدا کے زمانہ مین
انہون نے کہا تہا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل مین اللہ کے سوا
کوئی اور خیال آئے تو تم پر میرے پاس حاضر ہونا حرام ہے - انکا قول ہے کہ خانہ کعبہ
مین خلیل علیہ السلام کے آثار ہین اور دل مین اللہ عزوجل کے اور خانہ کعبہ کے بہی ستون ہین
اور دل کے بہی - مگر اُسکے ستون پتہا نون کے ہین اور دل کے ستون انوار معرفت کی کانون
کے - یہ کہتے تہے کہ بنی عامر کے مجنون سے کسی نے پوچہا کہ کیا تمکو لیلی سے محبت ہے
اُسنے کہا کہ نہین - پوچہنے والے نے کہا کہ یہ کیون - اُسنے کہا کہ اسلیے کہ محبت تو
وصال کا ذریعہ ہے اور اب ذریعہ ہوا ہوگیا اب تو لیلی مین ہون اور مین لیلی ہون - ابن
بشار لوگون کو منع کیا کرتے تہے کہ شبلی رح سے نہ ملو اور اُنکی باتین نہ سنو - مگر ایک
دن ابن بشار شبلی رح کا امتحان لینے کو آئے اور انہون نے شبلی رح سے پوچہا کہ پانچ
اونٹون مین کسقدر زکوۃ ہے - اسپر شبلی رح نے سکوت کیا تو ابن بشار نے اسپر بہت زور
دیا - آخر شبلی رح نے کہا کہ شرع سے تو ایک بکری واجب ہے اور ہم جیسے لوگون پر کل اونٹ
اسپر ابن بشار نے پوچہا کہ اس زکوۃ مین آپکے کوئی مقتدا بہی ہین - انہون نے
کہا کہ ہان - بشار نے پوچہا کون - انہون نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہون نے
اپنا مال سارے کا سارا دیدیا تہا اور اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تہا کہ
تمنے اپنے بال بچون کے لیے کیا چہوڑا ہے تو انہون نے جواب دیا تہا کہ اللہ اور اُسکے
رسول کو یہ سُنکر ابن بشار واپس چلے گئے اور اسکے بعد سے پہر کسی کو شبلی رح کے پاس آنے

سے منع نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ ع
کے متعلق انھون نے کہا ہے کہ سر کی آنکھون کو اُن چیزون سے نیچی کرو جنکو اللہ تعالےٰ
نے حرام فرمایا ہے اور دل کی آنکھون کو غیر خدا سے نیچی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول
اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؁ ع کے بارہ مین انھون نے کہا ہے کہ وہ
ابراہیم علیہ السلام کا قلب ہے۔ کیونکہ وہ عہد کی خیانت اور مُقدّر پر چاہے جس طرح کا ہو ناراض
ہونے سے بچا ہوا تھا۔ ان سے حدیث اذا رایتم اھل البلاء فاسئلو ربکم
العافیہ (جب تم بلاوالونکو دیکھو تو اپنے پروردگار سے عافیت کی درخواست کرو) کے متعلق پوچھا
گیا تو انھون نے کہا کہ بلا ر دالے وہی ہین جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہین۔ ایک عید کو انھون
نے دو نئے کپڑے زیب تن کئے اور لوگون کو دیکھا کہ کپڑون کی وجہ سے ایک دوسرے
کو سلام کرتا ہے اس سبب سے انھون نے اپنے دونون کپڑے تنور مین ڈالدئے۔
اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انھون نے بیان کیا کہ مینے چاہا کہ جسکو یہ لوگ پوجتے ہین
اُسکو جلا دون۔ اسکے بعد انھون نے نیلے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ اور انکی عادت تھی
کہ جب انکے پاس کوئی فقیر آتا تو اوس سے کہتے کہ کہو تمہارے پاس کوئی خبر یا کوئی
نشانی بھی ہے بعدہٗ اس مضمون کا شعر پڑھتے ؎

نہ پوچھو حال لیلیٰ کا کوئی بھی یہ نہین کہتا
یقیناً ہے مجھے معلوم منزل اُسکی ہے اُس جا

ع؁ اٹھارہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ نور کی تیسوین آیت) مسلمانون سے کہو کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین۔
ع؁ انیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورہ شعراء کی نوٴوین آیت) مگر جو پاک دل لیکر خدا کے حضور مین حاضر
ہوگا ۱۲

حافظ علیہ الرحمۃ ؎

کس ندانست کہ منزلگہِ معشوق کجا است

این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

پھر وہ کہتے کہ تیری ہی عزت وجلال کی قسم ہے کہ دونون جہان مین تیرے سوا کوئی خبر دینے والا نہین ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ آفتابون کے آفتاب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے وہان جاکر سب ظلمت ہی ظلمت ہین - نقل ہے کہ شبلیؒ کی مجلس مین ایک شخص زور سے چیخا تو اسکو اُنھون نے دجلہ مین ڈالدیا اور کہنے لگے کہ اگر سچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُسیطرح نجات دے گا جسطرح موسیٰ علیہ السلام کو اُسنے نجات دی تھی اور اگر جھوٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرعون کی طرح اسکو بھی غرق کرے گا - اور کہا کرتے تھے کہ جسنے مجاہدون کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا اپنے مطلوب سے دور جا پڑا اور جسنے حق تعالیٰ کو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈھا وہ اُس تک پہونچا اور اُسکے بعد اس مضمون کے شعر پڑھا کرتے تھے ؎

سُہیل و ثریا کا کیا جوڑ ہے | دونون ہون اکجا یہ ممکن نہین
وہ ہے زمینت افزاہی خاک یمن | فلک اس سے ہے شام کی سرزمین

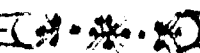
(۲۰۶) ابو محمد عبداللہ بن محمد مرتعش نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ابوحفص وابوعثمان وجنید رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اور بغداد مین اقامت اختیار

ع ؎ ترجمہ ؎ کہان ہے منزل معشوق کسکو ہے معلوم - ہو ہے تو یہ کہ جرس کی صدا آتی ہین ۱۲

کی یہانتک کہ بزرگان عراق مین کیتا سے زمانہ ہوسے - لوگ کہتے تھے کہ تصوف مین بغداد کے عجائب تین بزرگ ہوئے اشارات مین شبلی - مکاشفات مین مرتعش اور حکایات مین جعفر خلدی - یہ شونیزیہ کی مسجد مین رہا کرتے تھے اور تین سو اٹھائیس ۳۲۸ ہجری مین بغداد سے اصلی دارالسلام کو سدہارے - انکے کلام یہ ہین :- غیر خدا سے دل کا تسکین پانا ایک عذاب ہے جسمین اللہ تعالی بندہ کو دنیا مین مبتلا فرماتا ہے - چیزون کی حقیقتین چلی گئین اور انکے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہین اور حقائق مفقود ہین اور دلون کے اندر دعوے چھپے ہوئے ہین اور زبانین انکو بیان کر رہی ہین اور عنقریب یہ زبانین اور یہ دعوے بہی چلے جائینگے پس نہ کوئی زبان گویا پائی جاویگی اور نہ کوئی مدعی صائب ملیگا - اور مسلمان خلق کا محبوب ہوتا ہے اور موسن خلق سے غنی ہوتا ہے - ایک مرتبہ انہون نے رمضان کے اخیر عشرہ مین اعتکاف کیا اور متعبدون کو تہجد اور قاریون کو قرآن پڑہتے دیکہا تو یہ اعتکاف توڑکر وہان سے باہر نکل آئے - اور اسکا باعث جو پوچہا گیا تو انہون نے کہا کہ جب مینے انکو اپنی طاعت کے تئین بڑی چیز سمجھتے اور اپنی عبادت پر بہروسا کرتے دیکہا تو اس خوف سے کہ کہین انپر بلا نازل نہو مجہے نکل بہاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تہا -

(۲۰۷) ابوعلی رودباری - جنکا نام احمد بن محمد تہا - رضی اللہ تعالے عنہ



یہ کسری کی ذریات مین سے اور بغداد کے باشندے تھے - انہون نے مصر مین سکونت اختیار کی تہی اور وہان کے شیخ تہے - اور تین سو بائیس ۳۲۲ ہجری مین وہین وفات پائی اور قرافہ مین

ذوالنون مصری کے قریب دفن ہوئے - جنیدؒ و نوریؒ و ابوحمزہ بغدادی کی صحبتون مین رہے تھے - اور حدیث کے حافظ خوش طبع اور طریقت کے عارف تھے - اپنے استادون پر فخر کرتے اور کہتے تھے کہ میرے شیخ تصوف مین جنیدؒ - فقہ مین ابوالعباس[ع] بن سُریج - ادب مین ثعلب[ع] - اور حدیث مین ابراہیم[م] حربی تھے رضی اللہ عنہم اجمعین - انکا قول ہے کہ اشارت اُس سے جدا ہونے کے سوا کچھہ نہین ہے جو مشارٌ الیہ مین سے دل مین موجود ہے اور حقیقت مین یہ ہے کہ اشارہ کے ساتھہ علتین ہوتی ہین اور علتین حقائق سے دور ہین - اُن سے کسی نے کہا کہ ایک شخص باجے سنتا اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہین کیونکہ مین ایسے درجہ پر پہونچا ہون کہ اختلاف مجھہ مین اثر نہین کرتا اسپر انہون نے کہا کہ ہان پہونچا تو ہے مگر جہنم مین - یہ کہتے تھے کہ اگر اہل توحید تجرید کی زبان سے کلام کرین تو کوئی عاشق باقی نہ رہے جسکو موت نہ آجاے - کیونکہ چیزین اُسکے حضور مین آسکتی ہین وہ تو سب اپنی ذاتون کے اپنی ذاتون سے اُسمین فنا ہو گئی

ع یہ شافعی مذہب کے علما اور اسلام کے امامون مین سے تھے - انہین کے ذریعہ سے مذہب شافعی اکثر ملکون مین پھیلا ساڑہے ستاون سال کی عمر مین ۲۵ جمادی الاول ۳۰۶ھ ہجری مین بغداد مین فوت ہوے - مترجم مختصراً از ابن خلکان ۱۲

ع ابوالعباس کنیت احمد نام اور ثعلب عرف تھا - نحو و لغت مین کوفیون کے امام تھے - ابن الاعرابی و زبیر بن بکار کے شاگرد - اور اخفش اصغر اور ابوبکر بن الانباری وغیرہ کے استاد تھے - بقول معتبر ۲۰۰ھ ہجری مین پیدا اور ۲۹۱ھ ہجری مین فوت ہوئے - ۱۲ مترجم مختصراً از ابن خلکان -

م مشہور امامون مین سے حافظ حدیث اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے سرمایہ ناز شاگرد تھے - غریب الحدیث اور بہت سے فوائد اور دوسری کتابین بھی انکی تالیف مین ۱۹۸ھ مین پیدا ہوے اور ۲۸۵ھ مین فوت ہوے - ۱۲ مترجم از فوات الوفیات و تاج العروس

ہین یا کیونکر چیزین اُس سے غائب ہوسکتی ہین وہ تو اُسی کے ذریعہ سے اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہوئی ہین بس پاک ہے وہ جسکے سامنے نہ کوئی چیز حاضر ہے اور نہ جس سے کوئی شے غائب ہے۔ جب قلوب کو ذات حق کے مشاہدہ کا شوق ہوتا ہے تو اُنکو اسمار القار کیے جاتے ہین پس اُنکو سکون ہوجاتا ہے اور وہ انکی طرف مائل ہوجاتے ہین اور ذات تجلّی کے وقت تک پردہ مین رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا عـ۵ کا مطلب یہی ہے کہ حقایق کے ادراک مین ان اسمار پر ٹھیرو۔ حق تعالیٰ نے نامون کو خلق کے لیے اسواسطے ظاہر کردیا کہ عاشقون کے دل ان سے تسکین پائین اور عارفون کے دل ان سے انس حاصل کرین۔ مشاہدات دلون کے لیے ہین۔ مکاشفات باطن کے لیے معاینات بصیرتون کیلیے اور مرئیات آنکھون کے لیے۔ جسنے اپنے آپ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا وہ موجودات مین سے کسی چیز پر عبرت کی نگاہ ڈالنے سے اندھا ہوگیا۔ جب کسی نے دعویٰ کیا تو ضرور حقائق سے خالی کردیا گیا اور اگر وہ کسی چیز مین تحقیق کو پہونچا ہوتا تو حقیقت ہی اُسکی طرف سے بولتی اور اُسکو دعوے کا محتاج نہ رکھتی۔ اور تصوف معشوق کے دروازہ پڑ رہنے کا نام ہے گو ہنکال ہی کیون نہ دیا جاے۔ اور ایک اور مرتبہ جوان سے تصوف کے بارہ مین پوچھا گیا تو انھون نے کہا کہ تصوف دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفائی کا نام ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگ دیکھے ہین جو بغیر آپس کے وعدون کے اکٹھا ہوتے اور بغیر باہمی مشورہ کے متفرق ہوجاتے تھے۔ اُن سے جب کوئی فقیر جانے کی

عـ۵ نوین پارہ بارہوان رکوع (سورہ اعراف کی اکیسو اٹھاسیوین آیت) اور اللہ کے نام اچھے ہین تو اُسکے نام لیکر پکار۔۱۲

اجازت چاہتا تو یہ جواب نہ دیتے اور مُنہ پھیر لیتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی بندہ سے اللہ تعالےٰ کے ناراض ہونے کی ایک علامت ہے کہ ذکر کی مجلس جب طول پکڑے تو وہ گھبرانے لگے کیونکہ اگر وہ اسکو دوست رکھتا تو اُسکی حضوری کے ہزار برس بھی آنکھ جھپکنے کے برابر نظر آتے۔ انکا قول تھا کہ ایسے کاملون کے سوا جن پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت چھا گئی ہو اورون کو مناسب نہین ہے کہ کم عمرون کی تعلیم و تربیت کرین اور ایک کامل نوعمر لڑکون کو تعلیم کرتے تھے مگر جبتک اُنکی ڈاڑھیان نہ نکلتی تہین بہت ہی تھوڑے آدمی اُن سے واقف ہوتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بغداد مین بیس جوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نوعمر لڑکا تھا۔ یہ سب کے سب ایک جگہ مین جمع تھے۔ اور انھون نے نوعمرون مین سے ایک کو اپنی ضروریات لانے کو بازار بھیجا اوسنے بہت دیر لگا لی اور ان لوگون کو اُسکی دیر پر غصہ آیا۔ آخر وہ ہنستا ہوا اور ہاتھ مین ایک خربزہ اوچھالتا ہوا پہونچا۔ یارون نے اوس سے پوچھا کہ یہ خربزہ تو کتنے مین لایا۔ اُسنے کہا کہ بیس درہم (سوا چھہ روپے) مین۔ یارون نے کہا کہ اسقدر گران ہونے کا سبب؟ اُسنے کہا کہ مینے ایک فقیر کو اسپر ہاتھ رکھتے دیکھا اسلیے مینے خیال کیا کہ اُسکے ہاتھ رکھنے سے ہمکو برکت حاصل ہوگی۔ اُسکے اس فعل سے سب خوش ہوئے اور سب نے خربزہ کو آپس مین تقسیم کیا اور اُسکو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل طریق کی تعظیم تیرے دل مین اور زیادہ کرے چنانچہ وہ نوعمر بہت بڑے اہل طریق مین سے ہو کر مرا۔

ابوعلی رودباری فقیرون کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ انھون نے کئی بورے قند منگوایا اور حلوائیون کو بلوا کر اُسکی دیوارین مع محرابون اور کنگرون کے قند ہی کے منقش ستونون پر بنوائین۔ اور جب یہ میٹھی مگر نا پائدار عمارت بنکر کھڑی ہو چکی تو صوفیون کو بلوا کر

اُسکو ڈھوایا۔ تڑوایا اور سٹوایا۔ اور خود شکر خدا کرتے رہے۔

(۲۰۸) ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی رحمہ اللہ تعالے

ابو حفص اور حمدون قصار سے ملے اور اکثر علوم شرع کے امام تھے اور اُسکے ہر فن مین دستگاہ تام رکھتے تھے۔ بعد کو انہون نے اپنے اکثر علوم کو بیکار کر دیا اور علوم صوفیہ کو اپنا شغلہ بنایا اور اُسمین بہت ہی عمدہ تقریرین کین اونیشاپور مین انہین سے تصوف کا ظہور ہوا۔ عیوب نفس اور آفات افعال پر تمام بزرگون سے انکی تقریرین عمدہ ہوتی تہین تین سو انتالیس ۳۳۹ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے۔ کمال عبودیت یہی ہے کہ علل اشیاء کی معرفت سے بالکلیہ عاجز و قاصر رہے۔ جو شخص بڑے لوگون کی صحبت مین طریق خدمت کے سوا اور طرح پر رہا وہ اُنکے فوائد اور اُنکی نگاہون کی برکات سے محروم رہا اور اسپر اُسکے انوار کچھ ہی ظاہر نہونگے جسپر نفسانی خواہش غالب ہوگی اُس سے اُسکی عقل پوشیدہ رہیگی۔ غفلت نے لوگون کی معاش و افعال و احوال کی راہون کو وسیع کر دیا ہے اور بیداری و پرہیزگاری نے لوگون کے لئے اونکو تنگ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص سارے علوم کا جامع ہو جائے اور بہت سے گروہون کی صحبت مین رہے تو بھی مردان راہ کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا مگر کسی پیر یا ادب دینے والے نصیحت کرنیوالے پیشوا کی بتائی ہوئی ریاضت سے اور جسنے ایسے حکم کرنیوالے اور منع کرنیوالے سے جو اُسکے افعال کے عیوب اور اُسکے نفس کی رعونتون سے آگاہ کرتا رہا ہو ادب نہ سیکھا ہو اُسکی پیروی معاملات

کی درستی مین جائز نہین ہے - اس اُمت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جسمین کوئی مومن اچھی طرح سے زندگی بسر نکر سکے گا مگر کسی منافق پر بھروسا کرنے کے بعد - اور یہ اپنی تقریرون مین کہا کرتے تھے کہ اے وہ شخص جسنے ہر شے کو لاشے پر بیچ ڈالا اور ہر شے کے بدلے لاشے کو خریدا -

(۲۰۹) ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملامتیہ گروہ کے شیخ اور نیشاپور مین یکتائے روزگار تھے اور انکا ایک خاص طریق تھا جسمین یہ منفرد تھے - حمدون قصار کی صحبت مین رہے اور اُنکا طریق سیکھا ظاہری علوم کے عالم تھے اور انھون نے بہت حدیثین لکھی تھین - ابو علی ثقفی انکی حرمت و عظمت اور بہت قدر کرتے تھے تین سو انتیس ۳۲۹ ہجری مین نیشاپور سے راہی جنت ہوئے - انکے کلمات مین سے ہے - جس فقیر نے کسب اور لوٹا دیئے جانے کی ذلتین نہ اُٹھائین اُسمین کچھ بھلائی نہین ہے - جسنے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ اُٹھا لیا لوگ اُسکے سایہ مین رہین گے - آپنی زبان سے اپنا حال بیان کیا کر اور دوسرون کے احوال کے ناقل نہ بنو - آپنے علم سے جب خود تمھین نفع نہو سے تو اور کوئی اوس سے کیونکر نفع پائیگا - جسنے ایسی چیز کو ضروری بنا لیا جسکی اُسکو حاجت نہین ہے اُسنے اپنے احوال مین سے اُس چیز کو ضائع کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے اور جو اسکے لیے لابدی ہے فقیرون مین سے جسنے کسی ایک فریضہ کو بھی ضایع کیا ضرور وہ سنتون کے ضائع کرنے مین مبتلا ہوا اور جو فقیر سنتون کے ضایع کرنے مین مبتلا ہوا وہ بدعتون مین مبتلا ہونیکے

ترتیب پہونچا۔ کسی کے لئے کسی حال مین تسلیم اور دعویٰ دونون جمع نہین ہوسکتے۔
اگر کسی بندہ کی عمر بھر مین ایک سانس ہی بغیر ریا و شرک کے درست ہوجاوے تو اُس کی
برکتین آخر زمانہ تک اوسپر اثر کرین۔ ہمارے دل مین تو ربوبیت کے اوصاف چھپے ہوئے
ہین تم عبودیت کا اظہار کسلئے کرتے ہو؟ جس شخص کے علمون مین سے کسی چیز
کی تمکو احتیاج ہو اُسکے عیبون مین سے کسی پر نظر نہ ڈالو کیونکہ اُسکے عیبون کا دیکھنا
تمکو اُسکے علوم کے فائدہ سے محروم رکھے گا۔ اور تمہارے وقتون مین سے سب سے
زیادہ فضیلت اُسوقت کو ہے جسمین لوگ تمہاری بدگمانی سے بچے رہین۔

(۲۱۰) ابو مغیث حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل مین بیضا فارس کے تھے مگر ملک عراق کے شہر واسط مین انہون نے نشو و نما
پایا تھا۔ جنید و نوری و عمرو بن عثمان مکی و فوطی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کی صحبتین پائی تھین۔
بزرگان دین کو انکے معاملہ مین اختلاف ہے۔ اکثر بزرگون نے انکو تسلیم نہین کیا اور
اسکا انکار کیا ہے کہ تصوف مین انہون نے قدم بھی رکھا تھا۔ اور بعض نے انکو قبول کیا
اور صوفی مانا ہے۔ آخر الذکر لوگون مین ابو العباس بن عطا و محمد بن حنیف ؏ اور ابو القاسم

؏ مترجم کہتا ہے کہ اصل عربی مین دونون جگہہ "محمد بن حنیف" لکھا ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ محمد
بن خفیف صحیح ہے تصحیف کاتب سے خفیف کا حنیف ہوگیا ہے۔ اسلئے کہ محمد بن حنیف نام کے کوئی بزرگ
نہ رسالہ قشیریہ مین مذکور مین اور نہ اس کتاب مین۔ حالانکہ ابو العباس بن عطا اور ابو القاسم نصر آبادی
کے ساتھ بطریق استشہاد انکا نام لیا جانا خود اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ بھی بڑے پایہ کے شخص ہون۔

نصر آبادی ہین۔ ان بزرگون نے انکی ستایش کی۔ انکے حال کو درست بتایا۔ انکے کلام کو نقل کیا اور انکو ایک محقق قرار دیا ہے۔ یہانتک کہ محمد بن حنیف کہا کرتے تھے کہ حسین بن منصور ربانی عالم تھے۔ تین سو نو ۳۰۹ھ ہجری کی چوبیسوین ذیقعدہ کو سہ شبنہ کے دن بغداد کے باب الطاق مین قتل ہوئے **مین کہتا ہون** کہ مینے ابن خلکان مین جو کچھ لکھا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ "حسین حلاج قتل کئے گئے مگر کوئی ایسی بات جو قتل کا موجب ہو انکی نسبت ثابت نہوئی تھی" اور امام قشیری نے جہان اہل سنت کے عقائد کے ساتھ انکے عقیدہ کا ذکر آغاز کتاب مین انکی نسبت حسن ظن کا دروازہ کھولدینے کیلئے کیا ہے وہان انہون نے انکے پاک صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بعدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) بہرحال مین اس خفیف غلطی کو نظرانداز کرکے اور اپنے نزدیک اسکو صحیح مانکر کہ دوسرا نام محمد بن خفیف ہی ہے کہتا ہون کہ اس کتاب کے تراجم نمبر (۱۸۵) و (۲۲۴) و (۲۳۹) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینون بزرگون مین سے ہر ایک بجاے خود ایسے معاملہ مین جیساکہ حلاج کا ہے قوی حجت ہے۔ کیونکہ یہ تینون جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ اور منصور حلاج کے معصر تھے۔ علاوہ بران ابن خلکان نے منصور حلاج کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ امام ابوحامد احمد غزالی نے اپنی کتاب مشکواۃ الانوار مین ایک باب منصور حلاج کی برأت مین لکھا ہے جسمین انہون نے اونکے کلمات "انا الحق" وغیرہ کی بہت ہی عمدہ توجیہ و تاویل کی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ عشق مین ایک درجہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے آپ کو معدوم اور اپنے ہر رگ و ریشہ مین معشوق ہی کو موجود پاتا ہے یہی مضمون اس فارسی کے مشہور شعر مین ادا کیا گیا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۔۔۔ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

مجنون کی بھی یہ حالت ہوئی تھی کہ "انا لیلیٰ" "انا لیلیٰ" کہا کرتا تھا راقم کا مقصود اس خامہ فرسائی سے یہ ہے کہ جو کچھ ملا اور قاضی وغیرہ نے کہ بے تحقیق ایسے لوگون کو جھٹ کافر کہہ دیتے ہین وہ اپنے دین و ایمان پر

انکی نسبت جو گفتگو ہے اُسکے باعث مردان راہ کے آخر مین انکا ذکر کیا ہے - اور ہمنے انکے متعلق مقدمہ مین شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے - واللہ تعالےٰ اعلم -
آنکے اقوال مین سے ہے کہ :- لوگون کو نام کے پردہ مین رکھا تو زندہ رہے اور اگر اُن پر قدرت کے علوم کھول دیتا تو حواس باختہ ہوجاتے اور اگر اُنکے لئے حقیقت کو کھول دیتا تو مرہی جاتے - اللہ تعالیٰ کے نام ادراک کی حیثیت سے نام ہین اور حق کی حیثیت سے حقیقت ہین - جب بندہ چہلکر مقام معرفت تک پہونچتا ہے تو اُسکے خواطر کے ذریعہ سے اُسکو وحی ہوتی اور اُسکے باطن مین یہہ بٹھا دیا جاتا ہے کہ تسبیح کیا کرے اور حق کے سوا کسیکا خیال اُسمین نہ آنے پاوے - اور عارف کی علامت یہ ہے کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو - آن سے پوچھا گیا کہ مرید کسکو کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ جو شخص کہ اپنے اول قصد مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانہ لگائے بس جبتک کہ پہونچے نہین عروج نہ کرے - یہ سہل پرتے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے - اُس سے کہنے لگے کہ یہ وہ چیز ہے جسکی سب سے ہلکی حالت یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو - انکا قول ہے کہ جسنے اعمال پر نظر کی وہ معمول لہٗ سے حجاب مین رہا اور جسنے معمول لہٗ پر نظر کی وہ اعمال کے دیکھنے سے حجاب مین رکھا گیا - جو شخص غیر خدا کو دیکھتا یا غیر خدا کو یاد کرتا ہے اُسکو یہ کہنا جائز نہین ہے کہ مینے اُس خدا سے یگانہ کو دیکھا ہے جس سے آحاد ظہور پذیر ہوئے ہین - جنکو توحید کے انوار مست کر دیتے ہین اُسکو تجرید کے بیان سے روک دیتے ہین اور جسکو تجرید کے انوار مست

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) رحم کرین اور دوسرون کو کتے کتے واقع مین خود ہی نہ ہوجائین - احتیاط و حسن ظن کا ادنیٰ درجہ کف لسان ہے ۱۲ -

کر دیتے ہین وہ توحید کے حقائق زبان پر لاتا ہے کیونکہ جو کچھ باتین دل مین چھپی ہوتی ہین انگو مست ہی ظاہر کر دیا کرتا ہے۔ جسنے ایمان کی روشنی سے حق کو ڈہونڈھا وہ اس شخص جیسا ہے جو ستارون کی روشنی سے آفتاب کو تلاش کرتا ہے۔ اُس سے نہ مین جدا ہوا نہ ملا۔ سچا متوکل اُسوقت تک نہین کہاتا جبتک کہ شہر مین اس کہانے کا اس سے زیادہ مستحق موجود ہوتا ہے۔ تصوف کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ وہ وحدانی الذات ہوتا ہے جسکو کوئی قبول نہ کرے اور وہ اللہ تعالےٰ کی نسبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور ایک شخص انکے پاس آکر کہڑا ہوا اور پوچہنے لگا کہ وہ حق تعالیٰ کون ہے جسکی طرف تم اشارہ کرتے ہو انہون نے کہا کہ جو سارے خلق کو بیمار ڈالتا اور خود بیمار نہین ہوتا ہے۔ اِن سے کسی نے پوچہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے وقت کیا حال تہا۔ انہون نے کہا کہ موسیٰ کے لئے حق سے ایک ظہور جلوہ گر ہوا پس موسیٰؑ کا کوئی اثر باقی نہ رہا پہر موسیٰؑ موسیٰ سے فنا ہوگئے اور موسیٰ کو موسیٰؑ کی کچہ خبر نہ رہی بعدہٗ اُسنے کلام کیا پس کلام کرنے والا ہی وہ تہا جس سے کلام کیا گیا تہا کیونکہ موسیٰؑ جمع کی حالت مین آگئے تہے اور اپنے آپ سے فنا ہو گئے تہے ورنہ موسیٰؑ خطاب کے برداشت کرنے یا اُس سے ادا کرنے کی طاقت کہان سے لاتے مگر وہ اللہ ہی سے قائم ہوئے اور اُسی کے ذریعہ سے انہون نے سُنا۔ آنکا قول ہے کہ جب بندہ پر ہمیشہ بلا آتی رہتی ہے تو وہ اُس سے مالوف ہوجاتا ہے۔ ابو العباس رازی کا بیان ہے کہ میرا بہائی حسین بن منصور کا خادم تہا وہ کہتا تہا کہ جب وہ رات آئی جسکی صبح کو وہ قتل ہونیوالے تہے مینے اُن سے عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ مجہسے کچہ وصیت کرین۔ انہون نے کہا کہ اپنے

نفس سے کسی دم غافل نہ رہو اگر تم اُسکو شغول نہ رکھو گے تو وہ تمکو مشغول رکھے گا اور جب صبح ہوئی اور وہ قتل کے لئے باہر لائے گئے تو کہنے لگے کہ مجکو نہ کا ایک کو اپنے لئے الگ کر لینا بس کرتا ہے۔ بعدہٗ وہ بیڑی پہنے ہوئے اس مضمون کے اشعار پڑہتے اور اٹھلاتے ہوئے جاتے تہے ؎

میرا ہمدم نہین جفا پیشہ	اُس سے مجکو نہین یہ اندیشہ
تہی پلائی جو خود وہ پیتا ہے	میزبانون کا جیسا شیوہ ہے
چل چکے دور تب منگائی تیغ	جان اوس سے مجہے نہین ہے دریغ
گفتے ہاتہی سے کہاتا ہے شوا	دوست اژدرکا ہے اُسیکا شکار

اسکے بعد انہون نے کہا کہ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ؎۔ اسکے بعد وہ کچھ بھی نہ بولے یہانتک کہ جو ہونا تہا وہ اُنکے ساتہ ہوا۔ قضاعی کہتے ہین کہ وہ جعفر بن معتضد کی خلافت مین قتل ہوئے اور پہلے اُنکے دونون ہاتہ اور دونون پانون کاٹ ڈالے گئے بعدہٗ اُنکا سر قلم ہوا اور آگ مین جلایا گیا خدا اُن پر رحم کرے۔ فنّاد کہتے ہین کہ ایک دن مین حلاج سے ملا تو انہون نے میرے سامنے پہلے اس مضمون کا شعر پڑہا ؎

فداسی جان ہے یا مر مٹے گی	در جانان پہ یا جا کر رہے گی

؎ پچیسوین پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ شوریٰ کی اٹہارہوین آیت) جنکو قیامت کا یقین نہین وہ تو اُسکے لئے جلدی مچا رہے ہین اور جو ایمان والے ہین وہ اُس سے ڈر رہے ہین اور جانتے ہین کہ قیامت کا آنا برحق ہے ۱۲

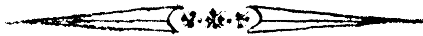
اور پہلا انہوں نے اور چند شعر پڑہے جنکے ترجمے یہ ہین ٥

دو ئی مجہہ مین اور حق مین باقی نہین	دلیل اسکی گو مجکو آتی نہین
وہ خود مستدل - دال و مدلول ہے	یہی قول معقول و منقول ہے
یہی ہے عقیدہ یہی ہے یقین	یہی میری توحید و ایمان دین
یہ ہے نور حق کی تجلی عیان	جو ہے جلوہ گر یان بصد زیب شان
صنائع نہین ذات باری پہ دال	حدوث انہین - اور ہے قدم اسکا حال

ابو العباس بن عطا رحمہ اللہ تعالے کو حلاج نے یہ رقعہ لکہا تہا خدا تمہاری عمر دراز کرے اور تمہاری سنا ونی سے مجہے نہ سنا سے جسکی بنا عمدہ ترین حکم قضا و قدر اور شہرت خبر ہے اور نیز تمہاری محبت و مودت کے گوناگون نقش اور رنگا رنگ اثار جنکو نہ کوئی نامہ ٹہیک ٹہیک بیان کر سکتا ہے نہ کوئی خامہ تفصیل کے ساتہہ لکہہ سکتا ہے اور نہ کوئی عتاب میٹ سکتا ہے بعدہٗ اُسکے نیچے اس مضمون کو عربی اشعار مین ادا کیا تہا ٥

یہ نامہ مین تمسکو تو لکہتا نہین	مخاطب ہے خود روح میری جناب
بہلا روح و عاشق مین بہی بُعد ہے	جو اُسکی طرف سے ہو اسکو خطاب
تمہارا جو خط ہے وہی ہے مرا	ہر اک نامہ خود ہی ہے اپنا جواب

(۲۱۱) ابو الخیر اقطع (دست بُریدہ) تینانی رحمہ اللہ تعالی



یہ اصل مین مغرب کے تہے اور تینات مین سکونت پذیر ہو لے تہے - انکی ولایت کی

علامتین اور کرامتین اسقدر ہین کہ اُنکا بیان موجب طوالت ہے - عبداللہ ابن الجلار اور دوسرے بزرگون رحمہم اللہ کی صحبتون مین رہے - اور توکل مین اپنے زمانہ کے یکتا تھے - درندے اور حشرات الارض ان سے مانوس تھے اور انکی فراست بڑی تیز تھی - کچھہ اوپر تین سو چالیس ہجری مین مصر سے راہی ملک بقا ہوئے اور منارہ دیلمیہ واقع قرافہ صغری کے پہلو مین دفن ہوئے - انکا بیان ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر پہونچا اور اُسوقت مین بھوکا تھا مین کہا کہ یا رسول اللہ مین آپکا مہمان ہون اور وہان سے کنارہ ہو کر منبر کے نیچے سو رہا خواب مین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور دونون آنکھون کے بیچ مین مینے بوسہ دیا آنحضرت صلعم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی اور اُسمین سے نصف مینے کہالی اور خواب سے جب مین بیدار ہوا تو باقی نصف روٹی میرے ہاتھہ مین تھی - انہون نے جعفر خلدی کو لکھہ بھیجا تھا کہ اس زمانہ مین فقیرون نے تکو جاہل قرار دیا ہے اور اسکے باعث خود تم ہو کیونکہ کمال سے پہلے تم شیخ بن بیٹھے اور اورون کی ادب اموزی مین اپنے نفس کی تادیب سے غافل ہو گئے - آنکا قول ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے لیے اُسکے ذکر کا کوئی معاوضہ سامنے نہین آتا اور جب کوئی معاوضہ سامنے آیا تو وہ اپنے ذکر سے خارج ہو گیا - انکے پاس بغدادیون کی ایک جماعت بڑا ارتی ہوئی پہونچی اور یہ اُنکی باتون سے گہبرائے اسلیے اُنکے پاس سے باہر نکل آئے - اُسیوقت ایک درندہ پہونچا اور گہر کے اندر چلا گیا - اُسکو دیکہکر ایک دوسرے سے چمٹ گیا اور سب چپ ہو گئے - اُنکی حالتین بدل گئین رنگ دگرگون ہو گیا اور سب بہت ہی خوف زدہ ہو گئے اُسوقت ابو الخیر نے اُنکے پاس آکر کہا کہ وہ دعوے کیا ہوئے اور پہر درندے کو اُنکے پاس

سے ہنکال دیا- ابراہیم رقّی کہتے ہین کہ مین ابوالخیر تیناتی کو سلام کرنے کے ارادہ
سے اُنکے پاس گیا ہوا تھا کہ مغرب کا وقت ہوگیا اور انہون نے مغرب کی نماز پڑہی مگر
سورہ فاتحہ درست نہ پڑہی اسپر مینے اپنے دل مین کہا کہ مین بیفائدہ سفر کر کے آیا - بہرحال
نماز سے فارغ ہو کر مین طہارت کیلیے باہر نکلا تو مجہپر شیر جہپٹا مین لوٹ آیا اور اُن سے
کہنے لگا کہ مجہپر شیر جہپٹا اسکو سنکر وہ باہر نکل آئے اور انہون نے اسکو ڈانٹ بتائی اور
کہا کہ کیا مینے تجہسے نہین کہا ہے کہ میرے مہمانون کے سامنے نہ آیا کر یہ سنکر وہ شیر
کنارہ ہوگیا اور مینے باہر جا کر طہارت کی اور جب مین واپس آیا تو انہون نے مجہسے
کہا کہ تم ظاہری باتون کے درست کرنے مین پہنسے اسلیے شیر سے ڈرے اور ہم باطنی
امور کی درستی مین مشغول ہوئے تو شیر ہمسے ڈرے - یہ کہا کرتے ستہے کہ دیکہو خبردار
اللہ تعالی سے یہ درخواست نہ کرنا کہ ہمکو صبر عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالی سے یہ درخواست
کرنا کہ تمہارے ساتھ نرمی کرے اسلیے کہ یہی بہتر ہے اور ہمارے جیسے لوگون پر صبر کی
تلخیان برداشت کرنی بہت دشوار ہے - زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام جب یہودیون سے
بہاگ نکلے اور ایک درخت نے اُنکو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت
اُنکے لیے پہٹ گیا اور وہ اُسکے پیٹ مین گہس گئے اور وہ درخت معاً اُنکے پہر
برابر ہوگیا تو اُنکے ایک دشمن نے آکر اُنکی عبا پکڑلی اور دوسرون کو آواز دی کہ زکریا
یہ رہے - چنانچہ اُن لوگون نے آرہ نکالا اور اُس درخت کو چیرنا شروع کیا اور جب آرہ
زکریا علیہ السلام پر پہونچا تو اُنہون نے زور سے آہ کی اُسوقت اللہ تعالی نے زکریا علیہ
السلام کو وحی بہیجی کہ ہمکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تمسے دوسری آہ نکلی تو مین
نبوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دونگا آخر زکریا علیہ السلام نے بہی دبا کر صبر کیا اور

دو ٹکڑے کردئے گئے مگر اُف نہ کی۔ انکے اقطع یعنی دست بریدہ ہونے کا سبب یہ ہوا کہ انہون نے اللہ تعالی کے ساتھ عہد کیا تھا کہ مین کسی چیز کی طرف جسکو زمین اُگاتی ہے خواہش سے ہاتھ نہ بڑہاؤنگا مگر اُنہون نے ببول کرین کے پودے سے ایک خوشہ توڑا اور اُسکو چبا ہی رہے تھے کہ وہ عہد یاد آیا تو اُنہون (انھوں) نے فوراً خوشہ کو پھینکدیا اور جو مُنہ مین رہ گیا تھا اُسکو تھوک دیا اور شرما کر بیٹھ گئے یہ کہتے ہین کہ مین اچھی طرح سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ سوار دن اور پیدلون نے مجھے گیر لیا اور مجھسے چلنے کو کہا چنانچہ وہ مجھے لیے ہوئے اسکندریہ کے سمندر کے کنارہ پر پہونچے وہان پہونچکر مینے دیکھا کہ ایک حاکم ہے اور اُسکے سامنے کچھ حبشی ہین جنھون نے رہزنی کی تھی اور سپاہی مجھے سیاہ فام دیکھکر اور نیز اس وجہ سے کہ میرے پاس ڈھال۔ تلوار اور حربہ دہتیار تھے یہ سمجھے کہ بلاشبہ مین بھی اُنہین مین سے ہون۔ خلاصہ یہ کہ حبشیون کے ہاتھ اور پانون کاٹے گئے اور جب میری نوبت آئی تو مجھسے بھی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ بڑہا چنانچہ مینے بڑہادیا اور وہ کاٹ ڈالا گیا پھر کہا گیا کہ اپنا پانون بڑہا مینے اپنا پانون بھی پھیلا دیا اور کہا کہ اے میرے معبود دسر دار و آقا میرا ہاتھ تو گنہگار تھا مگر میرے پانون نے کیا کیا ہے۔ یہ کہنا ہی تھا کہ ایک سوار پہونچا اور حاکم کے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یہ ایک نیکوکار شخص ابوالخیر تیناتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سُنکر حاکم نے اپنے آپ کو زمین پر ڈالدیا اور میرے کٹے ہوئے ہاتھ کو زمین سے اُٹھا کر بوسہ دیا اور وہ مجھسے لپٹ گیا اور عذر خواہی کرنے لگا مینے اُس سے کہا کہ مینے پہلے ہی سے تجھے معاف کردیا ہے ہاتھ نے گناہ کیا تھا اسلیے وہ کاٹا گیا ۵

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

(۲۱۲) ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی اصل بغداد سے ہے - جنید و نوری و ابو سعید خراز کی صحبتین پائین - انہون نے مکہ معظمہ مین اقامت اختیار کی و تین سو بائیس ۳۲۲ ہجری تک جسمین انہون نے وفات پائی وہین رہے - یہ علم طریقت کے اُن اماموں مین سے ایک تھے جنکی طرف اُنگلیان اُٹھتی تھین - مرتعش رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کتانی حرم کے چراغ ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگو تو فوراً عمل شروع کردو - اپنے جسم سے دنیا مین رہو اور اپنے قلب سے آخرت مین رہو - غفلت سے بیدار ہونے کے وقت کی پریشانی اور حظِ نفس سے روگردانی اور قطعیت کے خوف کی کپکپی ثقلین کی عبادت سے افضل ہے - ایک مرتبہ انہون نے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے ہوئے دیکھکر کہا کہ اِس شخص نے اپنے چھٹپن مین اللہ تعالیٰ کے کام کو ضایع کیا اسلیے جب یہ بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ضائع کیا - اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا مرتبہ درست ہوا عنایت بھی درست ہوئی کیونکہ یہ دونون ایسے حال ہین کہ ایک دوسرے کے بغیر درست نہین ہوتا - شہرت شیطان کی باگ ہے اور جسنے شیطان کی باگ پکڑی اُسی کے پاس وہ رہا ان سے پوچھا گیا کہ وہ سُنتین کونسی ہین جنمین کسی اہل علم کو اختلاف نہین ہے - انہون نے کہا کہ دنیا مین زہد نفس کی سخاوت اور خلق کی نصیحت - اور اُن سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نسبت زہد کیا ہے تو انہون نے جواب دیا کہ چیز کے چلے جانے سے دل کا خوش ہونا اور تمام خلائق کی اذیتون کو برابر

برداشت کرتے رہنا اور جو مصیبت اسکو لوگون سے پونہچے اسکی نسبت یہ کہنا کہ مین تو اس سے زیادہ کا سزاوار ہون اور یہ سمجہنا کہ مین آگ کا سزاوار تہا اور خاکستر پر صلح ہوگئی - اور ان سے کسی نے پوچہا کہ عارف کسکو کہتے ہین - انہون نے کہا کہ جو شخص پہلے کامون مین اللہ تعالیٰ کے حکمون کی موافقت کرے اور اپنے احوال مین سے کسی مین اسکی مخالفت نہ کرے اور اس سے بے تکلف اسکے اولیا جیسی محبت کرے اور پلک جہپکنے بہر بہی اسکے ذکر سے باز نہ رہے - اور انکا قول ہے کہ صوفیہ ظاہر کے غلام باطن کے آزاد ہین - جب کسی سِرّ کیلیے حق کے حقائق کی تجلی ہوئی تو اسنے اس سِرّ سے گمانون اور آرزون کو دور کردیا کیونکہ جب کسی سِرّ پر حق چہا گیا تو اسنے اسکو مغلوب کرلیا اسلیے اسکے غیر کا اسمین کوئی اثر باقی نہ رہے گا - اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اسکی کامل ترین پرستش ہے - اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے ایک گروہ کی طرف دیکہا تو اسکو اپنی معرفت کا اہل نہ پایا اسلیے اسکو اپنی خدمت مین لگا دیا - اور ہم فقیرون کا گروہ اپنے ابتدا امر مین عشاء کے وضو سے صبح تک نماز پڑہا کرتا تہا مگر پہر جو ہمنے دیکہا تو جو شخص ہم مین سے سو یا کرتا تہا اسکو ہمنے اپنے آپ سے افضل پایا انکی عادت تہی کہ جب انکو کسی فقیر کی نسبت خبر پہونچتی تہی کہ وہ دنیا کی طلب مین ایک قدم بہی چلا ہے تو اسکو چہوڑ بیٹہتے اور کہتے تہے کہ یہ طریقت سے باہر نکل جانا ہے فقیر کی تو شان یہ ہے کہ دنیا ہی اسکے پیچہے پیچہے چلے - ان کا بیان ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ میرے لیے دعا فرمائین کہ میرا دل مردہ نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز چالیس مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (اے ہمیشہ

زندہ رہنے والے اے ہمیشہ قایم رہنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے) پڑہا کرو - یہ کہتے ہین
کہ مینے خواب مین ایک حور دیکھی اور اُس سے مینے پوچھا کہ تو کون ہے - اُسنے کہا
کہ جنت کی حورون مین سے ہون - مینے اُس سے کہا کہ تو مجھسے بیاہ کرلے - اُسنے
کہا کہ میرے مالک سے پیغام کرو - مینے پوچھا کہ تیرا مہر کیا ہے - اُسنے کہا کہ نفس کو
اُسکی مالوفات سے روکنا - اُنکا قول ہے کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہین ستر نجیب
چالیس ابدال - سات اخیار - چار عُمد (ستون) - اور ایک غوث - اور نقیبون کا مسکن
مغرب - نجیبون کا مصر اور ابدال کا ملک شام ہے اور اخیار روے زمین مین سیاحت
کیا کرتے ہین اور عُمد زمین کے گوشون مین رہتے ہین اور غوث کا مسکن مکہ معظمہ ہے -
پس جب عامہ خلائق کے معاملہ مین کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اُسکے لیے نقیب
گڑگڑاتے ہین پہر نجیب پہر ابدال پہر اخیار پہر عُمد پہر غوث - مگر غوث کا سوال ختم بہی
ہونے نہین پاتا کہ اُسکی دعا قبول ہوجاتی ہے - اُنکا مقولہ ہے کہ مخلوقات سے مانوس
ہونا عقوبت ہے - اور دنیا اور ابناء دنیا سے نزدیک ہونا معصیت ہے اور اُنکی طرف مائل
ہونا عذلت ہے - اُنکا قول ہے کہ عبادت کے بہتر باب ہین جنمین سے اکہتر اللہ تعالی
سے حیا کرنے مین ہے اور ایک سب قسم کی بہلائیون مین - اور یہ کہا کرتے تھے کہ
جو بندہ صبح کو اپنے دل مین دو فکرین یعنی فکر گناہ و فکر مال لیکر اُٹھے اوس سے مجھکو کوئی
واسطہ نہین ہے -

(۲۱۳) ابو یعقوب اسحٰق بن محمد نہرجوری رضی اللہ تعالی عنہ

جُنید - عمرو بن عثمان مکی - ابو یعقوب سوسی وغیرہم بزرگون کی صحبتون مین - اور بہت

برسون تک حرم محترم کے مجاور رہے - اور تین سو تیس ۳۳۰ھ ہجری مین خلد برین سدہارے
لوگون کا جو یہ قول ہے کہ "سوء ظن کے ذریعہ سے لوگون سے بچو" اسکے متعلق
ان کا قول ہے کہ خود اپنے بارہ مین سوء ظن ہونا چاہئے نہ اورون کے بارہ مین - ان کا
مقولہ ہے کہ جسکی سیری کہانے سے ہے وہ ہمیشہ بہوکا ہے اور جسکی امیری مال سے
ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اور جسکا باطن خلق کے عطیہ کی طرف مائل رہے وہ ہمیشہ محروم ہے
اور جو کسی امر مین غیر اللہ سے مدد چاہتا ہے وہ ہمیشہ رسوا ہوتا ہے - اور یہ کہتے ہین
کہ اللہ والون نے حقائق کو ڈہونڈہا تو خلائق کے سردار ہوگئے اور اسی لئے لوگون
نے کہا ہے کہ حق ڈہونڈہا نہین جاتا کیونکہ جو گم ہوگیا ہو وہ ڈہونڈہا جاسے اور نہ اُسکا
ادراک ڈہونڈہا جاتا ہے کیونکہ اُسکی کوئی انتہا نہین ہے اور جو موجود کا وجود پاسے وہ
دہوکے مین ہے اور جو کچہہ ہمارے پاس موجود ہے وہ حال کی معرفت اور علم کا کشف
بلاحال کے ہے - اللہ تعالی کے قول وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ عہ
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اگر اُنکی (یوسف
علیہ السلام کی) قیمت دونون جہان ہی قرار پاتی تو اُنکے مشاہدہ اور اُنکی خصوصیت کے
اعتبار سے ناچیز ہی سمجہی جاتی - انکا قول ہے کہ دلون کے مشاہدہ کو تعریف پہچاننا کہتے ہین اور
روحون کے مشاہدہ کو تحقیق پا لینا - جو شخص سب سے زیادہ اللہ تعالی کا عارف ہے اُسکو اُسکے
اُسکے بارہ مین سب سے زیادہ تحیر ہے - ایک مرتبہ ان سے اہل تصوف کو پوچہا گیا
تو اُنہون نے کہا کہ آہ آہ یہ ایک امت تہی جو جا چکی - بعدہ انہون نے سوال کرنیوالے

عہ بارہوین پارہ کا بارہوان رکوع (سورہ یوسف کی بیسوین آیت) اور قافلے والون نے کم دامون
یعنی چند درہم کے عوض مین اسکو خرید لیا ۱۲

سے کہا کہ بھائی جان تصوف والون کے نعرے ہین جو حضور کی امانتون کے باعث نکلتے ہین اور یہ وہ امانتین ہین کہ جس وقت دل ذرّون کی صورت مین تھے اُن کو حق نے مخاطب کیا تھا جسکی خبر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلیٰ کے ذریعہ سے دیگئی ہے اور انکا قول ہے کہ جو آنکھون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف ہوتی ہے - اور جو دلون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت یقین کیطرف کیجاتی ہے - ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالی کیطرف جانیکی کونسی راہ ہے انہون نے سائل سے کہا کہ جاہلون سے بچو عالمون کی صحبت مین رہو علم کو کام مین لاؤ - اور ہمیشہ ذکر کیا کرو تب تم اہل طریق مین سے ہوجاؤگے

(۲۱۴) علی بن محمد مُزیّن رحمہ اللہ تعالی

سہل بن عبد اللہ اور جُنید بن محمدؒ اور انکے طبقہ کے بزرگان بغداد کی صحبتین اُٹھائین - اور مکہ کی اقامت و مجاورت اختیار کی اور وہین تین سو اٹھائیس ۳۲۸ھ ہجری مین وفات پائی بہت بڑے متورع اور عمدہ حال کے بزرگ تھے - آنکا قول ہے کہ جب آخرت ظاہر ہوئی تو اُس سے دنیا فنا ہوئی اور جب اللہ تعالی کا ذکر ظاہر ہوا تو اُسمین دنیا اور آخرت فنا ہوئی اور جب اذکار مضبوط و استوار ہوے تو بندہ اور اُسکا ذکر کرنا فنا ہو گئے اور بندگی اور اُسکے صفات باقی رہ گئے - ان سے کسی نے توحید کو پوچھا تو انہون نے کہا کہ توحید یہی ہے کہ تم اللہ تعالی کو بذریعہ معرفت کے ایک جانو اور اُسکو بذریعہ عبادت کے ایک جانو اور ہر چیز مین جو تمکو مفید یا مضر ہو اُسکی طرف رجوع کرنے کے ذریعہ سے اُسکو ایک جانو اور یہ سمجھو کہ جو کچھ تمہارے دل مین گزرے ہے یا جسکی طرف تمہارا اشارہ کرنا ممکن ہو

اللہ تعالیٰ اُسکے خلاف ہے اور یقین جانو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوصاف اُسکی مخلوق
کے اوصاف کے مبائن ہین اُسکے اوصاف قدیم ہونے کے سبب سے مبائن ہین جسطرح
کہ مخلوقات کے اوصاف حادث ہونے کی وجہ سے مبائن ہین - انکا قول ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف اُسیقدر راہین ہین جسقدر تارے ہین مگر اُن مین سے صرف ایک
ہی راہ رہگئی ہے اور وہ فقر کی راہ اور سب راہون سے یہی ہے جسنے اپنے
آپ سے راہ ڈہونڈہی وہ پہلے ہی قدم مین بہٹکا اور جس سے بہلائی چاہی جاتی ہے
اُسکو چشم زدن مین راہ دکہلائی جاتی ہے یہانتک کہ مقصد کو پہونچ جاتا ہے -
جو اپنے عمل پر نازان ہو وہ صاحب استدراج ہے اور جو اپنے بُرے احوال کو
عمدہ سمجہتا ہو وہ مبتلاے مکر ہے اور جو اپنے آپ کو پہونچا ہوا گمان کرتا ہو وہ غرور مین
پہنسا ہوا ہے اور سب سے عمدہ حال والے وہ بندے ہین جو اپنے احوال مین مجہول
ہون ایک کے سوا کو مشاہدہ نہ کرتے ہون اور نہ اُسکے سوا کسی سے مانوس ہون
اور صرف اُسی کے مشتاق ہون جسنے اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کے مشاہدہ
سے منہ پہیرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و خدمت مین پہنسایا اور جسکے لئے احتراق
کا ستارہ نکلا اُسکو اُسنے افتراق کے وسوسون سے غائب کردیا - یہ کہا کرتے
تہے کہ اگر تم کسی شخص کو پاک و صاف کرکے صدیق بنادو تو اگر پلک جہپکنے بہر بہی اُسکے
دل مین دنیا رہجاے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کسی شمار مین نہین لینے کا یہانتک کہ اگر دنیا
کی جگہہ دل مین صرف اسلئے بہی ہے کہ اُسکو اپنے بہائیون پر خرچ کرے گا تو بہی وہ
فلاح نہ پاے گا اور جسنے دنیا مین سے قوت سے زیادہ رکہہ چہوڑا اُسنے دنیا کو
اپنے دل مین جگہہ دی - اور اگلے زمانہ کے نیکوکار دنیا کو دل مین جگہہ نہ دینے کے

باعث بازی لے گئے اور اسکو انہون نے اللہ والون کی رہبانیت اور حواریون کی حالت قرار دیا تھا - اسیر مان سے ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی دنیا کو اسلئے دل مین جگہہ دے اُسکو اپنی ذات مین اور اپنی عیال وغیرہ مین خرچ کرے تو اسمین کیا ہے ؟ اُسکے جواب مین انہون نے کہا کہ ہمین ان لغزشون سے معاف رکھو - جو شخص کہ اس سے خدا کو چاہے اُسکو اسبارہ مین اللہ سے سچا ہونا اور دنیا کے سارے دروازون کو یکبارگی بند کر دینا چاہیے ورنہ اُسکو ظاہری علم کیطرف رجوع کرنا اور اُسکی رعایت کرنا چاہیے بس اُسکے ذریعہ سے لے اور لوگون کو دے اور عام وخاص کا ذکر کرے - واللہ اہل طریقت مین سے جو ہلاک ہوا وہ اسی سے ہلاک ہوا کہ اُسکے نفس مین غنا کی حلاوت باقی تھی اور ظاہری آمدنیون کو اُسنے قبول کیا اور ظاہری حالت پر وہ ٹھیرا رہا قسم ہے اُسی معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ مین ایسے لوگون کو جانتا ہون جنکے پاس دنیاوی مال واسباب آتا ہے اور اُسکو وہ خاصکر اپنی ذات مین خرچ نہین کرتے بلکہ اللہ تعالے کے حقوق مین تقسیم کردیتے ہین اسپر بھی باوجود بری الذمہ ہونے کے یہ امر اُنکے لئے حجاب اور اللہ تعالی سے قطع کردینے والا ہے - اُنکا قول ہے کہ اگر تم مین سے کسی کے پاس ایسی جگہہ سے کھانا آئے جسکا اُسکو گمان بھی نہو تو اُسکو کھا لینا چاہیے کیونکہ ایک مرتبہ میرے سامنے کھانا پیش ہوا اور مینے اُسکو نہ کھایا تو چودہ روز تک مجھپر بھوک کی مار پڑی یہانتک کہ جب مین سمجھا کہ میری سزا ہوئی ہے اور مینے اللہ تعالی سے توبہ کی تو مجھسے بھوک کی تکلیف دور ہوئی ورنہ مین ہلاک ہی ہو گیا تھا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ بندہ کی خود پسندی اللہ تعالی کی ناراضی سے ہوتی ہے اور یہ ابدی ناخوشی تک پہونچاتی ہے - خدا

اس سے محفوظ رکھے۔

(۲۱۵) ابو علی حسین بن احمد کاتب رضی اللہ تعالی عنہ

مصریون کے بڑے پیران طریقت مین سے تھے۔ ابو بکر مصری و ابو علی رودباری وغیرہ کی صحبتون مین رہے تھے اور اپنے وقت کے یکتا تھے یہانتک کہ ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی نے انکے حق مین کہا تھا کہ ابو علی بن کاتب سالکون مین سے ہین اور مغربی رحمہ اللہ تعالی انکی تعظیم اور انکی شان کی عظمت کرتے تھے کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری مین ملک بقا کو سدہارے آنکا قول ہے کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالی کی تنزیہ کی اسلیے خطا کی اور صوفیہ نے علم سے اللہ عزوجل کی تنزیہ کی اس لیے یہ ٹھیک نشانہ پر پہونچے جسنے حکمت کی بات سنی اور اسپر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسنے ہمپر صبر کیا وہ ہم تک پہونچا۔ بدکارون کی صحبت بیماری ہے اور اسکی دوا انکی مفارقت ہے۔ عاشقون سے نسیم محبت کی خوشبوئین پہوٹتی ہین گو وہ اُسے چہپائین اور محبت اُن سے ظاہر ہوتی ہے گو وہ اُسے پوشیدہ رکہین اور انکو جتوانی ہے گو وہ اوسپر پردہ ڈالین۔ سب چیزون کی بیشی بہت ہے اسلیے جسنے ہمت کو درست کیا اُسکے پاس اُسکے توابع بہی سچے اور درست ہوکر آئینگے کیونکہ فرعین احوال کی تابع ہوا کرتی ہین اور جسنے اپنی ہمت کو مہمل رہنے دیا اُسکے پاس اُسکے توابع بہی مہمل ہوکر آئینگے اور مہمل احوال و افعال حق تعالی کی بساط کے شایان نہین ہین۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالی بندہ کو اپنی ذکر کی حلاوت عطا فرماتا ہے پس اگر

بندہ اُس سے خوش ہوا اور اُسکا شکر بجا لایا تو اُسکو اپنے قرب سے مانوس فرماتا ہے
اور اگر اُسنے شکر مین کوتاہی کی تو اُسکی زبان پر ذکر کو چھوڑ دیتا اور اُس کی حلاوت
چھین لیتا ہے۔

(۲۱۶) ابوالحسین بن جبان جمّال رحمہ اللہ تعالےٰ

مصر کے بڑے بزرگون مین سے تھے۔ خراز و بسمی کی صحبتون سے فیضیاب
ہوئے تھے۔ بیابان مین انکو سفر آخرت پیش آیا۔ جسکا سبب یہ ہوا کہ انکے قلب
پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔ اُسی مین یہ اپنے مُنہ کی سیدہ مین نکل کھڑے ہوئے
لوگون نے بیچ میدان مین جہان ریگستان تھا انکو پڑا ہوا پایا۔ انہون نے آنکھین
کھولین اور کہا کہ تم چلے جاؤ یہ عاشقون کا بہارستان ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ
میدانون مین پیاسے ہوتے ہین۔ اور مین نیل کے کنارہ پر پیاسا ہون۔ انکا قول ہے
کہ جس صوفی کے قلب مین رزق کی فکر جاگزین ہو اُسکے لیے بُرا عمل کرنا اللہ تعالیٰ
سے زیادہ تر قربت کا باعث ہے اور عمل سے کسب و پیشہ و دستکاری وغیرہ مراد ہے
اور یہ کہا کرتے تھے کہ دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور اُس سے تسکین
پانے کی علامت یہ ہے کہ جب دنیا اُس سے چلی جاوے اور اُسکی طرف پشت
کرے اور روگردانی کرے اُسکو بلا رنج و مشقت ملا کرتی ہی وہ نہ ملے تو وہ قوی ہوجاے
دنائت کے اخلاق سے اُسی طرح بچتے رہو جسطرح حرام سے بچتے ہو۔ زبان سے
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درجات پیدا کرتا ہے اور قلب سے اُسکا ذکر کرنا قربات پیدا کرتا ہے

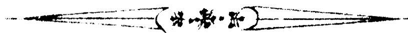
کفر سے تنہائی صدیقون کا حیلہ ہے اور اولیا رکی بڑی قدر صرف وہی کرتے ہین جنکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ہے۔

(۲۱۰) ابوبکر عبداللہ بن طاہر ابہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے بزرگان جبل اور شبلی رضی اللہ عنہ کے ہمسرون مین سے تھے۔ یوسف بن حسین رازی و ابومظفر ترمیسی وغیرہ بزرگون کی صحبتون مین رہے اور پرہیزگار عالم تھے تین سو تین ۳۳۰ ہجری کے قریب راہی ملک بقا ہوئے۔ آپکے اقوال یہ ہین۔ جمع متفرقات کا جمع کرنا ہے اور تفرقہ مجموعون کا جدا کرنا ہے اسلئے جب تم نے جمع کیا اللہ کہا اور جب تمنے تفریق کی تو کونین کی طرف نظر کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس خلاف سے جو اُن کے بعد انکی امت مین ہونے والا تھا اور ان مصیبتون سے جو دار دنیا مین اُنپر آنیوالی تھین مطلع فرما دیا تھا۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو یاد کرتے تو اپنے دل مین اک گرہ سی پاتے تھے اسلئے اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انسان جسقدر معلم کی باتین برداشت کرتا ہے اُسقدر ماں باپ کی باتین نہین برداشت کرتا اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے ماں باپ اُسکی فانی زندگی کے سبب ہوتے ہین اور اُسکے ادب آموز اُسکی باقی زندگی کے سبب اور اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے کہ تم یا عالم ہو یا طالب علم اور اسکے بیچ مین نہ رہو ورنہ ہلاک ہوجاوگے۔ انکا قول ہے

کہ پنج دمحن مین تین باتین ہین تطہیر تکفیر اور تذکیر تطہیر (پاک کردینا) بڑے گناہون سے
اور تکفیر (کفارہ دینا) چھوٹے گناہون سے اور تذکیر (یاد دلانا) اہل صفا کے لیے
ہوتی ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ صالحون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی کے
طاعت کرین اور عالمون کی ہمت ثواب مین زیادتی کی ہوتی ہے اور عارفون کی ہمت
یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دلون مین اللہ تعالیٰ کی عظمت بیٹھے اور اہل شوق کی ہمت یہ ہوتی
ہے کہ جلدی سے موت آجاے اور مقربون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دل اللہ تعالےٰ
کی طرف جاگزین ہون -

(۲۱۸) ابو مظفر قرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



جبل کے مشائخ مین بہت بڑے اور بزرگ اور سچے فقرا مین سے تھے - عبد اللہ
خراز اور اُنکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائی تھین - اور اپنی روش مین یگانہ تھے -
انکا قول ہے کہ روزے تین طرح کے ہوتے ہین روح کا روزہ امید کو کوتاہ کرنے سے
ہوتا ہے اور عقل کا روزہ نفس کی خواہش کا خلاف کرنے سے اور نفس کا روزہ
کھانے پینے اور محارم سے رکنے سے - یہ کہتے تھے کہ جو شخص نوجوانون کی صحبت مین
سلامت و نصیحت کی شرائط کے ساتھ رہتا ہے اُسکو یہ صحبت بلا مین مبتلا کرتی ہے
پھر اُسکا کیا پوچھنا ہے جو اُنکی صحبت مین بغیر شرائط سلامت کے رہے - انکا قول
مین سے ہے کہ فقیرون مین سے نہایت ذلیل وہ ہے جو ہر حال مین عورتون کی
عنایت کو قبول کرتا ہو - مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ (مرد عورتون کے سردہے ہین) اور جو شخص اسپر راضی نہوا کہ عورت اُسکی خبرگیران ہو وہ کبھی فلاح نہ پائیگا اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ عنایت کا قبول کرنا فقیر کے دل کو عورت کیطرف میلان طبعی سے زیادہ تر مائل کریگا پس فقیر بالکل تباہ ہوجائیگا واللہ اعلم۔ آپ کا قول ہے کہ بہترین رزق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ وجہ حلال سے بغیر تلاش اور کوشش کے تیرے لئے بطور فتوحات کے بہیجے۔ تیری عمر مین سے تیرے لئے ایک ہی نفس ہے پس اگر تو اسکو اپنے فائدہ مین فنا نہ کرے تو اُس کام مین ہی فنا نہ کر جسکا وبال تجہپر آئے۔ جسنے شرع کے آداب اختیار کئے اُسکے تابعین بھی اُسیکے آداب اختیار کرینگے اور جسنے ان آداب مین سستی دکہائی وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرون کی ہلاکت کا بھی باعث ہوا اور جسنے کسی حکمت والے سے آداب نہ سیکہے اُسکا کوئی مرید باادب نہو گا۔ اور فقیر وہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہو **مین کہتا ہون کہ** اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اپنی حاجت کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرے اور وہ یہ سمجہے کہ اللہ تعالیٰ اوسپر خود اوس سے زیادہ تر مہربان ہے اسلئے وہ اسکو سوال کرنے کا محتاج نہ فرمائیگا ورنہ وہ ایک پلک جہپکنے بہر بہی اپنے مولیٰ سے مستغنی نہین ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ[ف] اِلَی اللہِ۔

[ف] بائیسوین پارہ کا پندرہوان رکوع (سورہ فاطر کی پندرہوین آیت) لوگو تم خدا کے محتاج ہو۔۱۲

(۲۱۹) ابوالحسین علی بن ہند قرشی فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فارس کے بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ جعفر حذاء و عمرو بن عثمان مکی اور انکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائین۔ انکے احوال اعلیٰ اور انکے مقامات بہت پاکیزہ تھے۔ آنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُسکے رسول کی سنت پر چلنے والے کی شرط یہ ہی کہ اُسکی اوقات کی رہگذر مین اُسکے دینی و دنیوی امور مین سے کوئی بہی اس سے مخفی نہ ہے اور یہ بطور کشف کے طور پر ہونہ کہ غفلت و گمان کے طور پر اور وہ چیزون کو انکی کان سے لے اور کان ہی مین رکھے اور یہ کہا کرتے تہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہو کر آرام نہ طلب کرو کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ آرام طلب کیا۔ اُس نے نجات پائی اور جسنے اُس سے الگ ہو کر آرام طلب کیا وہ ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرنا قلب کو اُسکے ذکر سے راحت پہونچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہوکر آرام طلب کرنا دائمی غفلت ہے۔ اور آنکا قول ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ بزرگون کی عزت و حرمت کرنے کے ذریعہ سے معزز فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلوں مین ڈالدیتا ہے اور جسکو اس سے محروم فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلون سے نکال دیتا ہے اسلئے ایسے آدمی کو تم مبغوض ہی دیکہوگے گو اُسکے اخلاق اچھے اور احوال درست ہون کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تعظیم مین سے یہ ہے کہ مسلمان سفید بالون کی عزت و حرمت کرے۔

(۲۲۰) ابو اسحق ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رحمہ اللہ تعالےٰ

اپنے وقت مین جبل کے شیخ تھے - ورع وتقوی مین انکے ایسے مقامات مین جنسے اکثر خلق عاجز ہے - ابو عبد اللہ مغربی اور ابراہیم خواص کی صحبتین پائیں - دعوی کرنیوالون کے لیے بہت سخت کتاب وسنت کے بڑے پابند اور مشائخ واماموں کے طریقہ کی برابر پیروی کرنے والے تھے - یہانتک کہ عبد اللہ بن منازل نے انکی نسبت کہا تھا کہ ابراہیم بن شیبان فقیرون اور اہل ادب ومعاملات پر اللہ تعالی کی حجت ہین - انکا قول ہے کہ جو شخص کہ معطل وبیکار رہونا چاہے وہ رخصتون کی پابندی کرے - فقیرون کو جس چیز نے طریقت سے الگ اور ہلاک کر دیا وہ صرف اُن چیزون کی طرف میلان ہے جنپر ابنار دنیا ہین - بقا وفنا کا علم وحدانیت کو خالص کرنے اور عبودیت کو درست کرنے مین منحصر ہے اور جو اسکے سوا رہے وہ سب مغالطہ وزندقہ ہے - کمینے وہ لوگ ہین جنکے دلون مین عطیہ کا خیال اُسکا احسان رکھنے کی حیثیت سے گزرے - جسنے مشائخ کی عزت وحرمت ترک کی وہ جھوٹے دعوون مین مبتلا ہوا اور اُنکے سبب سے رسوا ہوا - اور جسنے خلوص کے متعلق تقریر کی اور اپنے نفس پر اسکا مطالبہ نہ کیا اُسکو اللہ تعالے نے اپنے ہمسرون اور ہمسایون کے نزدیک پردہ فاش ہوجانے مین مبتلا کیا

(۲۲۱) ابوبکر حسین بن علی بن یزدان یار رحمۃ اللہ تعالیٰ

آرمینیہ والون مین سے تھے اور تصوف مین انکا جو طریقہ تہا وہ انہین کے ساتہ مخصوص تہا اور بعض بزرگان عراق کے قولون کو برا سمجھتے تھے - اور علوم ظاہرہ ومعارف ومعاملات کے عالم تھے - علی بن ابراہیم ارسوی کہتے ہین کہ مینے ابن یزدان یار کو کہتے سُنا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صوفیون کے بارہ مین جو کچہہ مینے تقریرین کی ہین وہ تصوف اور صوفیون کو برا سمجھنے کی وجہ سے ہے واللہ مینے یہ تقریرین صرف اس سبب سے کی ہین کہ مجھے اُنکی نسبت غیرت آئی کیونکہ انہون نے حق کے اسرار کو فاش اور اُن لوگون کے درمیان مین ظاہر کردیا جو اُنکے اہل نہ تھے ورنہ وہ میرے سردار ہین جنکی محبت کے ذریعہ سے مین اللہ تعالیٰ کا تقرب ڈہونڈہتا ہون - آنکے اقوال مین سے ہے کہ مخلوق کی رضامندی اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ جو کچہہ وہ کرتا ہے اُس سے وہ راضی رہین اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا یہ ہے کہ اُن کو اپنے آپ سے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائے - جس شخص نے بار بار گناہ کرتے رہنے کی حالت مین اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہی اُسپر اللہ تعالیٰ توبہ اور اپنی طرف رجوع ہونے کو حرام کر دیتا ہے اور حیا کی بہت قسمین ہین جنمین سے ایک گناہ کرنے کی حیا ہے جیساکہ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت مین گناہ کرنے کے بعد اپنی ناک کی سیدہ مین بہاگ کہڑے ہوئے اسپر اللہ تعالیٰ نے اُنکو وحی بہیجی کہ اے آدم کیا تو مجھسے بہاگتا ہے - آدم علیہ السلام نے

جواب دیا کہ نہین بلکہ اے پروردگار تجھسے شرما کر۔ اور دوسری کمی کرنے
کی حیا ہے جیسا کہ فرشتون کا قول ہے کہ سُبْحٰانَکَ مَا عَبَدْنٰاکَ حَقَّ
عِبَادَتِکَ (تو پاک ہے جیسا تجھکو پوجنا چاہیے تھا ویسا ہمنے تجھکو نہین پوجا) اور تیسری حیا
اجلال ہے جیسا کہ روایت ہے کہ اپنے پروردگار سے شرما کر اسرافیل نے اپنے دونون
بازون کو اپنا پیراہن بنا لیا۔ اور چوتھی غیرت کی حیا ہو جیسا کہ روایت ہے کہ عیینہ[ع۵] بن حصن
فزاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت مین چلے آئے کہ عائشہ رضی
اللہ عنہا آنحضرت کے پاس تھین اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اٹھایا
اور حضرت عائشہ کو اُن سے چھپا لیا انسے اُنھون نے پوچھا کہ اے محمد یہ کیا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حیا ہے کہ جو ہمکو عطا ہوئی ہے اور تم اُس سے
محروم ہو یا کوئی اور عبارت ہے جسکے معنی یہی ہین۔ اور پانچوین کرامت و بزرگی کی حیا
ہے کیونکہ اللہ تعالی نے صحابہ کی تادیب مین فرمایا ہے کہ فَاِذَا[ع۵] طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیِیْ مِنْکُمْ

ع۵ فتح مکہ کے بعد ایمان لایا اور بقول بعضے فتح کے قبل۔ جنگلی عربون اور مؤلفة القلوب
مین سے تھا۔ ابن عبدالبر نے اسکے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے
پہلے کا ہے۔ اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نسبت فرمایا تھا
کہ "احمق مُطاع" یعنی بیوقوف ہے مگر اسکی قوم اسکا حکم مانتی ہے ۱۲ مترجم

ع۵ بائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ احزاب کی ترپنوین آیت) اور جب کھا چکو تو آپ
آپ کو چلے جاؤ اور باتون مین نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا لحاظ
کرتے تھے ۱۲

اور چھٹی نیکی کرنے کی حیا رہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ
اللہ تعالی نے آپکو اسکی تکلیف تو دی نہین ہے اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین کیا کرون لوگ مجھسے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالی نے مجھہ
مین بخل دیا نہین ہے - اور ساتوین مخلوق کی حیا رہے کیونکہ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب
نے نماز شروع کردی تب اُنکو یاد آیا کہ مجھے طہارت نہین ہے چنانچہ وہ نماز سے
باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ مینے ارادہ کیا تہا کہ لوگون کی شرم سے نماز کو نہ توڑون
اور آٹھوین تحقیق اور خلق کا لحاظ اُٹھا دینے کی حیا کیونکہ روایت ہے کہ بعض صحابی مسجد کو
آرہے تھے اور نماز ہوچکی تھی اور لوگ واپس جاتے ہوئے اُنکو ملے تو اُنہون نے
بغیر کسی اور علت کے شرم سے مُنہ پہیر لیا اور جبتک سب لوگ گذر نہ گئے مُنہ پہیرے
رہے اور نوین حیا ر استحقار ہے کیونکہ روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی
ایک مناجات مین کہا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتین پیش آجاتی ہین مگر اے پروردگار
تجھسے اُسکا سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے - اسپر جناب باری سے ارشاد
ہوا کہ تم مجھسے اپنی روٹی کے لئے نمک اور اپنے گدہے کے لئے چارہ تک مانگا
کرو - اور دسوین حیا نت ذ پارسائی کی حیا رہے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ مینے
کبھی زنا نہ کیا نہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین - اور گیارہوین وقار کی حیا جیسا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمانا کہ کیون مین اُس شخص سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے
ہین - اور بارہوین حیا رحشمت جسکی مثال یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے مقداد
بن اسود سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارہ مین تم پوچھہ دو

مجھے اُن سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے اسلئے کہ آنحضرت کی جگر گوشہ میرے نکاح مین ہین - اور تیرہوین (۱۳) تعجب اور استبعاد کی حیا رہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اُم سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتون کے بارہ مین یہ پوچھتے سُنا کہ جب عورت خواب مین وہ معاملہ دیکھے جو مرد دیکھتے ہین تو وہ غسل کرے یا نہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ ہان جب تری دیکھے تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرم سے مُنہ ڈہانک کر کہا کہ کیا جیسا خواب مرد دیکھتے ہین عورتین بہی دیکھتی ہین اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر باشد اگر ایسا نہوتا تو مشابہت کہان سے ہوتی اور چودہوین (۱۴) غربت کی حیا رہے جیسا کہ اللہ تعالی نے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارہ مین فرمایا ہے کہ " دو عــ۵ مین سے ایک شرم کے ساتھہ چلتی ہوئی اُنکے پاس آئی" اور پندرہوین (۱۵) حق کو بیان کرنے کے لیے مثالین دینے کی حیا جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ عــ۵ تعالی کوئی مثال مچہر اور اُس سے زیادہ کی دینے مین نہین شرماتا ہے -
اور سولہوین (۱۶) حق کی حیا رجیسا کہ اللہ تعالی کا فرمانا کہ " اور ــ۵ اللہ حق سے نہین شرماتا" اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ " بیشک اللہ حق سے نہین شرماتا عورتون کے پیچھے کے عضو مین دخول نہ کرو" - اور سترہوین (۱۷) نصیحت کرنے والے

عــ۵ بیسوین پارہ کے چھٹے رکوع (سورہ قصص کی پچیسوین آیت) فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۱۲

عــ۵ پہلے پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ بقر کی چھبیسوین آیت) إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۱۲۵

ــ۵ بائیسوین پارہ کا چوتہا رکوع (سورہ احزاب کی آیت ۵۳) إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۱۲

کے لیئے خود نصیحت قبول کرنے کی نگہداشت کی حیا رجیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ تم اپنے آپ کو نصیحت کرو پس اگر تم نصیحت قبول کرو تب لوگون کو نصیحت کرو ورنہ مجھسے شرماؤ۔ اور اٹھارہوین معراج کی شب کو لوٹ آنے کی حیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ درمین اپنے پروردگار سے شرما گیا تھا" اور انیسوین کوتاہی امید کی حیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" شرماؤ اللہ سے جیسا شرمانا چاہیئے" اور بیسوین حیا ر احسان ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی نسبت خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزون سے پرہیز کرتے ہین اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مین خلائق سے محاسبہ لونگا تو مجھے اُن لوگون کا محاسبہ لیتے ہوے شرم آئیگی۔ اور ہمنے جو خدا کے اس فعل کو احسان کہا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے" ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" احسان کی جزا احسان ہی ہے۔ پس اُنکی پرہیز گاری کے معاوضہ مین اللہ تعالیٰ نے ترک محاسبہ کا احسان اُنکے ساتھ کیا۔ اور اکیسوین بار بار سوال کرنے کی حیا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو "اے میرے پروردگار" کہکر پکارتا ہے تو خداوند تعالیٰ اوس سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور پھر وہ" اے میرے پروردگار" کہتا ہے تب بھی وہ مُنہ پھیر لیتا ہے اور تیسری مرتبہ اور چوتھی مرتبہ کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کی "اے میرے پروردگار" کہنے سے شرما گیا۔ اور بائیسوین معاتبت

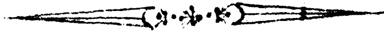
عــہ ستائیسوین پارہ کا تیرھوان رکوع (سورہ رحمن کی ساٹھوین آیت) بھلائی کے سوا نیکی کا بدلہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟

کی حیا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ پر عتاب فرمائیگا
تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے عتاب سے بہتر ہے۔
مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو جب سزا دیگی تو وہ ایسا ہوگیا کہ
گویا جو حق اُوسپر تہا وہ ادا ہوگیا اسلیئے اُسکو اسکے بعد راحت ہوئی بخلاف اُسکے
جب پر عتاب ہو وہ تو ہمیشہ اپنے پروردگار سے نادم و شرمندہ ہے اس سبب سے وہ
ہمیشہ رنج مین ہے۔ واللہ اعلم۔ اور تیسوین توکل کی حیا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا ہے کہ مجھے اپنے رب عز وجل سے شرم آتی ہے کہ اُسکے سوا کسی چیز سے
ڈرون۔ اور چوبیسوین نیکوکاری کی حیا ہے۔ جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
سے اُسیطرح شرماؤ جسطرح تم اپنی قوم کے نیکوکار سے شرماتے ہو۔ اور پچیسوین آنکہ کی حیا
ہے جیسا کہ نقل ہے کہ سفیان ثوری رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے پاس آسے اور
اُن سے باتین کین یہانتک کہ رابعہؓ نے کہا کہ مین تو دنیا کو اُس سے مانگنے مین شرماتی
ہون جو اُسکا مالک ہے پہر اُس سے کیونکر مانگون جو اُسکا مالک نہین ہے۔ اور چھبیسوین
واجب کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زنان انصار کی ان لفظون مین
تعریف و توصیف کی کہ اُنکو حیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (معمولی ایام
کے خون کی) زردی و تیرگی کا حال پوچھنے سے باز نہ رکہا۔ اور ستائیسوین حیا حرمت
و عزت ہے چنانچہ روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہا کہ مین آپ سے ایک بات پوچہنا چاہتا ہون مگر مجھے اُسکو آپ سے پوچھتے ہوسے شرم
آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ جو کچھ تم اپنی ان سے پوچھ سکتے ہو وہ مجھسے بہی
پوچھو۔ تب ابو موسیٰ نے کہا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے مگر انزال نہو تو اُسپر

غسل واجب ہے یا نہین۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب دونون کی شرمگاہین
ملگئین تو غسل واجب ہوگیا ہمکو جب ایسا اتفاق ہوا تو ہمنے غسل کیا تہا۔ اور اٹھائیسوین[28]
رحمت کی حیا ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی کو سفید بال والون کے تئین
آگ سے سزا دیتے ہوے شرم آتی ہے۔ اور انتیسوین[29] غرور کی حیا ہے جیسا کہ
ابو درداء کا قول حمص والون سے "کیا تمکو اپنے پروردگار سے شرم نہین آتی کہ
عمارتین ایسی بناتے ہو جن مین تم رہتے نہین اور چیزین وہ جمع کرتے ہو جو تم کہاتے
نہین اور امیدین ایسی کرتے ہو جو پوری نہین ہونے کی" اور تیسوین[30] معرفت کی حیا
ہے جیسا کہ ایک نیکوکار نے خواب دیکہا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے بصرہ والو
اے بیہودیون جیسے لوگو اپنے پروردگار سے حیا کرو۔ اور اکتیسوین[31] ایمان کی حیا
ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ "حیا
ایمان مین سے ہے" اور "حیا جنت مین جائیگی"۔ اور بتیسوین[32] حیا زینت ہے
جیسا کہ حدیث مین ہے کہ جس چیز مین نرمی ہوگی اُسکو وہ زینت دے گی۔
اور تینتیسوین[33] بھلائی کی حیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس سوال کے
جواب مین ہے کہ حیا کیسی چیز ہے "حیا سراسر بہلائی ہے۔ دین اور دنیا کی بہلائی
ہے" اور انکا قول ہے کہ جب لوگونکے ساتھ مل جلکر رہنے کی بلا مین مبتلا ہو تو بچتے
اور خوب بچتے رہو اس سے تمہارا کوئی ایسا فعل محفوظ نہ رہے گا جس سے تم اللہ تعالی
کی نظرون سے اور اُس شخص کی نظرون سے گر جو تمہارے ترک ادب کا حال سنتے
اور یہ کہا کرتے تہے کہ جبتک آفتاب مغرب سے طلوع نہو اللہ تعالی کا دروازہ کہلا رہیگا
اسلیے جس وقت تمسے کوئی بیہودہ بات یا کوئی ایسا فعل سرزد ہو جسکو اللہ تعالی پسند

نہین فرماتا تو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہی سب سے زیادہ تمہارا مستحق ہے اور اُسکی امید رکھو کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تمکو قبول فرمائیگا۔

(۲۲۲) ابو اسحق ابراہیم بن احمد بن مولد رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ رقہ کے بڑے بزرگون اور جوانمردون مین سے تھے اور انکی سیرت سب سے عمدہ تھی ابو عبد اللہ بن جلار دمشقی و ابراہیم بن داؤد قصار رقی کی صحبتون مین رہے تھے۔ انکا قول ہے کہ حق کی نگہبانی جسکی خبر گیران ہوگی وہ اُس سے زیادہ بزرگ ہے جسکی علم کی سیاست ادب دینے والی ہو (**مین کہتا ہون**) کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نگہبانی اُن علتون سے اُسکو بچاوے گی جو اُسکو نقصان پہونچاتین بخلاف علم کی نگہبانی کے کہ جسمین یہ ہوگی وہ اگر ایک درطہ سے چھوٹیگا تو دوسرے مین ضرور ہی پڑجائیگا اسلیے جسکی خبر گیران حق کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو پیر و مرشد کے ہاتھ پر چلتا ہے اور جسکی خبر گیران علم کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو اپنی ذات سے بغیر پیر و مرشد کے چلتا ہے واللہ اعلم اور انکا قول ہے کہ روحین خوشیون مین پیدا کیگئی ہین اسی لیے یہ ہمیشہ مشاہدہ سے خوشی کی جگہ کیطرف عروج کرتی ہین اور جسم رنجون سے پیدا ہوے ہین اسی لیے یہ ہمیشہ اپنے رنج و تکلیف یعنی فانی خواہشون کی جستجو اور اُسکے لیے رنج کشی کیطرف لوٹتے ہین۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اُسکے ذریعہ سے گفتگو کی اُسنے اپنے آپ سے اُسکو فنا کردیا اور جسنے اُس سے گفتگو کی اُسنے اپنے لیے اُسکو باقی رکھا بعدہ

دو شعر پڑہتے تھے - جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

عاشقون کا آبِ چشم - اور سوزِ دل گر نہوتے آب و آتش تہے ذلیل
آگ کیا ہے؟ اُن کی آہ آتشین آب؟ اُنہین کی چشم گریان کی سبیل

اور آنکا قول ہے کہ کہانے مین فقرا کے آداب یہ ہین کہ عمدہ کہانون کی طرف ہاتہہ نہ بڑہائین مگر ضرورت کے وقت اور پہر اُسوقت بہی صرف سدِ رمق کے انداز سے کہائین گو بہائی کے برابر کہانے کیون نہون اور باقی اورون کے لئے چہوڑ دین - اور جو شخص اوامر الٰہی کو بجا لانے کیلئے اپنے نفس کے ساتہہ مستعد ہوا اُسکے مقبول ہونے مین شک ہے اور جو اُنکے بجالانے کو اللہ کے ذریعہ سے کہڑا ہوا وہ بلاشک مقبول ہے - اور مجاہدہ کے بعد فترت ابتدا کی خرابی سے ہوا کرتی ہے اور کشف کے بعد حجاب احوال پر مطمئن ہوجانے سے ہوتا ہے - اور تمہارا نفس تمکو معمولی چال سے لیجاتا ہے اور تمہارا قلب تمکو لے اڑتا ہے اسلئے تمکو اُسکے ساتہہ رہنا چاہیئے جو جلد پہونچنے والا ہے اور اسی معنی مین کہا گیا ہے ؎

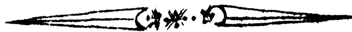
تری رفتار ہے کشتی کی رفتار ہے ملجانے پرون کا اور پرِ دار

(۲۲۳) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سالم بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سہل بن عبد اللہ تُستری کے مرید اور اُنکے ایسے کلام کے راوی ہین جو اُنکے سوا کسی اور بزرگان طریقت کی طرف منسوب نہین ہین - یہ صاحب اجتہاد تہے اور انکا طریقہ وہی تہا جو انکے پیر سُہل رض کا تہا اور بصرہ مین انکے پیروان طریقت موجود ہین

جوانکی اونہیں انکے بیٹے ابوالحسین کی طرف منسوب ہین - انکا قول ہے کہ جس شخص مین توکل کی سکت ہو اُسکے لئے کسی حال مین کسب کرنا مباح نہین ہے مگر معاونت کے طور پر نہ کہ اُسپر اعتماد کرنے کے طریقہ سے کیونکہ توکل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تہا اور کسب کرنا آپکی سنت ہے، اور جو شخص کمزوری کے باعث توکل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تہا باز رہے اُسکو کسب کرنا چاہئے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجہ سے نہ گرے جیساکہ اُنکے حال کے درجہ سے گرا - آن سے پوچہا گیا کہ مخلوق مین اولیاء اللہ کن باتون سے پہچانے جا سکتے ہین انہون نے کہا کہ اپنی ترم زبانی سے اور جو کوئی ان سے معذرت کرے اُسکے عذر کو قبول کر لینے اور کل مخلوق نیکوکار و بدکار کے ساتہہ بکمال مہربانی پیش آنے سے اور جو شخص اپنی برائیون کو چہپائے رکہنا چاہتا ہو اور اپنی پردہ دری نہ چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ جو شخص اُسکا جرم کرے اُس سے بردباری کے ساتہہ پیش آئے اور اپنے مال مین سخاوت کرے - اور ہر عاقل کے لوازمات مین سے ہے کہ دنیا دارون سے بچا رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور اپنے اشغال کے تذکرون مین پہنساکر اُسے اُن دینی و دنیوی مصالح سے باز رکہین گے جنمین وہ مصروف ہے -

(۲۲۴) محمد بن علیان النسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ



نساء[ع] کے بڑے بزرگان طریقت اور ابوعثمان حیری کے (جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ اہل

[ع] نسا بروزن سما ایران کا ایک شہر ہے اور جیساکہ یاقوت حموی نے لکہا ہے نیشاپور سے چہ یا سات دن کے فاصلہ پر واقع ہے وا تحو

امام تھے) یاروں میں سے تھے - یہ مسائل و واردات کی تحقیق کے لیے ابوعثمان کے پاس جانے کے ارادہ سے نسا سے جب روانہ ہوتے تھے تو جبتک نیشاپور پہونچکر امور دریافت طلب دریافت نہ کر لیتے بیچ میں مطلق کہاتے پیتے نہ تھے - یہ بہت بڑے عالی ہمت بزرگ تھے اور انکی کرامت ظاہر تھی - انکے اقوال یہ ہین :- دنیا سے پرہیز کرنا رغبت آخرت کی کنجی ہے - اولیاء کی نشانیاں اور انکی کرامتیں یہ ہین کہ جن تقدیری امور سے عوام ناخوش ہوتے ہین اُن سے وہ خوش ہوتے ہین - سخی کی سخاوت صرف اسی سے خالص ہوتی ہے کہ اپنے عطیہ کو حقیر سمجھے اور جسنے اُسکا عطیہ قبول کیا اُسکا احسان مانے - جسنے اللہ تعالےٰ کی خدمت ثواب کی امید یا عذاب کے ڈر سے کی اُسنے اپنی دنارت کھولدی اور اپنی طمع ظاہر کردی اور غلام کے لئے بہت بُری بات ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کسی دینوی یا اخروی غرض سے کرے - اور جسنے اپنی کرامت ظاہر کی وہ مدعی ہے اور جسپر کراتیں ظاہر ہوئیں وہ ولی ہے -

(۲۲۵) ابوبکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل مین بغداد کے رہنے والے اور جنید و نوری رضی اللہ عنہما کی صحبتین پائے ہوئے تھے - یہ اپنے وقت کے تمام بزرگون سے صوفیہ کے علوم مین زیادہ ترماہر تھے اور علاوہ اِن علوم شرع کے بھی سرآور دہ عالم تھے اور امام شافعی کے مذہب کے پیرو تھے اور گویا وہ متفرد شخص تھے - ایک مرتبہ شاہ روم کے پاس اہل طرسوس کیطرف سے

ایک شخص کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو علم وفضل اور تقریر وفصاحت مین کوئی بھی انکا جیسا نہ ٹھیرا یہانتک کہ لوگون نے کہا کہ اس زمانہ مین اس گروہ مین صرف دو آدمی رہگئے ہین ایک ابو علی رودباری مصر مین اور دوسرے ابو بکر بن سعدان عراق مین اور ابو بکر زیادہ سمجھدار ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص صوفیون کی صحبت مین رہنا چاہے اُسکو بے نفس - بے دل اور بے ملک ہو کر اُنکی صحبت مین آنا چاہیے جسنے روایت کا علم سیکھا وہ روایت کے علم کا وارث ہوا اور جسنے درایت کا علم سیکھا وہ رعایت (نگہداشت حق) کے علم کا وارث ہوا اور جسنے رعایت کے علم پر عمل کیا اُسکو حق کی راہ ملگئی - جو شخص غفلت کے ساتھ مناظرہ کرنے کو بیٹھا اسمین تین عیبون کا پایا جانا لازمی ہے اول جدال اور جھینا جھپٹنا اور یہ منع ہے دوسرا لوگون پر برتری کی خواہش اور یہ بھی ممنوع ہے اور تیسرا کینہ وغضب اور یہ بھی ممنوع ہے اور جو شخص انصاف کرنے کو بیٹھے گا اُسکے کلام کی ابتدا نصیحت یعنی رہنمائی - اور انجام برکت ہوگی جب حقایق ظاہر ہوئے تو علم وفہم کے آثار رسٹ گئے روحین نور سے پیدا کیگئین اور قالبون مین ڈالی گئین پس جب روح قوی ہوئی تو عقل کی ہمجنس ہوگئی اور برابر نور آنے لگے اور قالب کی تاریکی زایل ہوگئی اور روح وعقل کے انوار سے قالب روحانی اور مطیع اور اُسکے طریق کے پابند ہوگئے اور روحین اپنے معدن یعنی غیب کیطرف رجوع ہوئین اور مقدرات کے مجری کو مطالعہ کرنے لگین اور قضا وقدر کے مورد سے راضی ہونے لگین - آخر صوفی تو وہی ہے جو صفات وعلامات سے باہر ہوگیا ہو -

(۲۲۶) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن بشر بن درہم بن اعرابی اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اصل مین بصرہ کے تھے اور مکہ مین سکونت اختیار کی تھی۔ یکتاے زمانہ اور اپنے وقت کے شیخ الحرم تھے جہان انھون نے تین سو اکتالیس ۳۴۱ھ ہجری مین وفات پائی اور اس گروہ کے لیے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ جنید۔ ثوری۔ عمرو مکی۔ سوجی و ابوحفص حداد کی صحبتون مین رہے اور اس گروہ کے بہت بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ انکے چند قول یہ ہین:۔ وعدہ و وعید دونون اللہ تعالیٰ سے ثابت ہین اسلئے جب وعید سے پہلے وعدہ ہو تو وعید دھمکی ہے اور جب وعدہ سے پہلے وعید ہو تو وعید منسوخ ہے اور جب دونون ایک ہی ساتھ پاے جائین تو وعدہ کو فوقیت و استحکام ہے کیونکہ وعدہ بندہ کا حق ہے اور وعید اللہ تعالیٰ کا اور فیاض اپنے حق سے احساناً دست بردار ہو جاتے ہین۔ بہت تھوڑے ایسے ہین جنھون نے کسی قوت کا دعوی کیا ہوا ور وہ رسوا ہوئے ہون یا اپنی قوت کے حوالہ نہ کر دئے گئے ہون۔ اگر عارف سے کہا جاے کہ تم ہمیشہ دنیا مین رہوگے تو وہ رنج سے مر جائین اور اگر اہل جنت سے کہا جاے کہ تم جنت سے نکالے جاؤگے تو انکی جانون پر بنجاے پس عارف کو دنیا صرف اسی سبب سے اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے باہر نکلنا انکی آنکھون کے سامنے ہے اور جنتیون کو بہشت صرف اسی وجہ سے بھاتی ہے کہ اسمین ہمیشہ رہنا انکے پیش نظر ہے۔ علوم کے مدارج واسطون کے اعتبار سے قائم ہوتے ہین اور حقائق کے

صرف مکاشفہ کے ذریعہ سے۔ رب ہے اچھا وہ وقت ہے جسمین حق مجھسے راضی ہو۔
اور فقیرون کے اخلاق مین سے یہ ہے کہ انکو ہونے کے وقت اطمینان ہوا ور
ہونے کے وقت بیقراری اور غم ورنج سے مانوس ہون اور لوگون کے دنیا پر خوش
ہونے سے گبہرائین۔

(۲۲۷) ابو عمرو محمد بن ابراہیم زجاجی رضی اللہ تعالی عنہ

اصل مین نیشاپور کے تھے۔ جنید۔ ثوری۔ ابو عثمان۔ رُویم وخواص رضی اللہ عنہم
کی صحبتین اُٹھائین۔ مکہ معظمہ آئے وہین مسکن گزین ہوے وہان کے شیخ اور منظور نظر
ہوے۔ انہون نے تقریباً سائٹہ حج کئے اور حرم ہی مین تین سو اڑتالیس ۳۴۸ھ ہجری مین رحلت کی
یہ۔ کتانی۔ نہرجوری۔ مرتعش وغیرہم ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے اور یہی صدر حلقہ ہوتے
تھے اور جب کسی امر مین تقریر کرتے تھے تو سب کے سب انکے کلام کی طرف رجوع کرتے
تھے۔ اور انکے فضائل احاطہ تحریر سے باہر ہین۔ چالیس برس مکہ معظمہ مین رہے مگر کبھی
انہون نے احاطہ حرم عــہ مین بول براز نہ کیا بلکہ برابر قضاے حاجت کو حِل عــہ کیطرف جاتے تھے۔

عــہ حرم کہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہر طرف سے کہ کو گھیرے ہوئے اور اُسکے حکم مین ہے۔ اسکو حرم
اس سبب سے کہتے ہین کہ اسمین وہ چیزین حرام ہین جو اور جگہہ حرام نہین ہین۔ اسکے حدود ہر جانب برابر
نہین ہین۔ اور بجز جعرانہ کی سمتون کے سوا باقی ہر سمت مین حرم کی حد پر منارہ بنا ہوا
ہے۔ ۱۲ مترجم۔

عــہ حرم کے سوا جو زمین ہے وہ "حِل" ہے ۱۲۔ مترجم

انکا قول ہے کہ جسنے ایسے حال کی نسبت لب کھولے جسپر وہ پہونچا نہین ہے اُس کا کلام اُس شخص کیلیے آفت ہے جو اُسکو سنیگا اور نفسانی خواہش ہے جو اُسکے قلب مین پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکے لیے اُس حال پر پہونچنا حرام کر دے گا۔ اور جو شخص جوار حرم مین رہے اور اُسکا قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے تعلق رکھے وہ کھلے ہوے گھاٹے مین ہے اور جسنے حرم مین پردیسی حاجیون کی کوئی چیز فراغت سے زندگی بسر کرنے کیلیے چرائی اُسکو اللہ تعالیٰ نے دربدر باش کھی اور اسکے دل کو بخل ونحوست کے سپرد کیا اور شکایت مین اُسکی زبان کھولدی اور معرفتون سے اُسکے دل کو خالی کر لیا اور یقین کے انوار اُس سے نکال لیے اور اپنی مخلوقات کو اُسکا دشمن بنادیا مین کہتا ہون کہ اسی پر اُن لوگون کو بھی قیاس کرنا چاہیے جو بیت المقدس مدینہ منورہ[سے] کے حرم اور بڑی بڑی قابل تعظیم مسجدون جیسے مصر کی جامع ازہر۔ ملک مغرب کی جامع زیتونہ وغیرہا مین رہا کرتے ہین واللہ اعلم یہ کہا کرتے تے کہ کھوئی ہوئی چیز کے لیے یہ دعا ہماری آزمائی ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ یَاجَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ اجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ اور اسکے پہلے تین بار سورہ والضحیٰ پڑھے۔ میرا ایک نگینہ دجلہ مین گر پڑا تو مینے یہ دعا پڑھی آخر کتاب کے ورقون مین جنکو مین اُلٹ پلٹ رہا تھا مجھے وہ نگینہ ملگیا۔ ان سے اس حدیث کا کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (ایک گھڑی کا غور وخوض سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے) مطلب پوچھا گیا تو اُنھون نے کہا کہ اس

سے حرم مدینہ جبل عیر وجبل ثور کے مابین ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اسکو صرف حرمت وتعظیم کے اعتبار سے حرم کہتے ہین۔ ورنہ شکار کرنے اور درختون کے کاٹنے وغیرہ مین اسکا حکم مکہ کے حرم کا سا نہین ہے ۱۲ مترجم

غنور و خوض سے نفس کا بہول جانا مراد ہے۔

(۲۲۸) جعفر بن محمد بن نُصَیر خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکا عرف خلدی اور مولد و منشا بغداد تہا۔ جنیدؒ کی صحبت مین رہے اور اُنہین کے مریدون مین شمار ہوتے تہے اور اُنہین کی طرف منسوب تہے۔ گو نوری۔ رُدیم میمون جریری وغیرہم بزرگان طریقت کی صحبتین بہی انہون نے پائی تہین۔ گروہ صوفیہ کی کتابون۔ حکایتون اور سیر مین لوگ انہین کی طرف رجوع کرتے تہے۔ یہانتک کہ ایک دن انہون نے کہا کہ ایکسو تیس سے کچہہ اوپر صوفیون کے دیوان میرے پاس ہین۔ اسپر ان سے پوچہا گیا کہ علی بن محمد ترمذی کی کتابون مین سے بہی کوئی آپکے پاس ہے۔ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ مین اُنکو صوفیون مین شمار نہین کرتا مین کہتا ہون کہ حق یہ ہے کہ وہ اکابر صوفیہ اور اوتاد مین سے تہے۔ اور اگر انکی اور کوئی مناقب نہوتی تو یہی کیا کم ہے کہ انکے بنائے ہوئے چند سوال ہین جنکے جواب ختم الاولیا کے سوا کسی سے بن نہین پڑتے۔ اسی سے انکے مقام کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن العربی نے اسکی تصریح کی ہے۔ اور امام قشیری نے انکو ان لوگون مین شمار کیا ہے جنپر طریقت کا مدار ہے۔ اور عارف جو صوفیون کے دیوان جمع کرتے ہین تو انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتہہ معاملت مین اُنکے طریقے معلوم کرکے مریدون اور ربانیون کو اُنکی ہدایت کرین کیونکہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے دروازے ہین پس جس شخص مین ایک ولی کے طریق سے داخل ہونے کی

قابلیت نہوگی وہ دوسرے کے طریق سے داخل کیا جائیگا - اور جو شخص لوگون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُسکو اس سے بڑی مدد ملتی ہے کہ جو خاص طریق کسی کیلیئے وہ اختیار کرنا چاہے اُسپر اُس سے پہلے کچھہ لوگ چل چکے ہون - واللہ اعلم - یہ بڑے فتویٰ دینے والے اور عمدہ ترین و کامل ترین حال والے بزرگ تھے - انہون نے ساٹھہ حج کے قریب کیئے تھے اور تین سو اڑتالیس ۳۴۸ھ ہجری مین بغداد سے ملک بقا کی راہ لی - انکی قبر شونیزیہ مین سری سقطی و جنید رضی اللہ عنہما کے مزارون کے قریب واقع ہے - آنکے چند اقوال یہ ہین :- اہل حقائق اُن علائق کو جو اُنہین حق سے جدا کرے قبل اسکے قطع کردیتے ہین کہ وہ انکو جدا کرنے پائین - قرابت مندون کے ساتھہ سلوک کرنے کیلیئے کام کرنا اخلاص مین خلل انداز نہین ہے - جو شخص اپنے حال مین متناہی (یعنی محدود) ہوگا وہ ہر چیز مین اثر کریگا اور ہر شے کے اندر آئیگا اور اُسمین کوئی چیز اثر نہ کریگی اور نہ کچھہ اُس سے لیگی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز حال مین وحی اُترتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ "مجھے چادر مین لپیٹو مجھے چادر مین لپیٹو" تاکہ آپ متمکن ہوجائین اور ٹھہر جائین - آزاد مردون کی کوششین دنیا مین اپنے بھائیون کے لیئے ہوتی ہین نہ اپنی ذات کیلیئے **مین کہتا ہون** کہ جب مینے نو سو سینتالیس ۹۴۷ھ ہجری حج کیا تو مینے جو کچھہ دعائین بیت اللہ کے اردگرد مین اور بیت اللہ کے اندر اور تمام قبولیت کی جگہون مین کین سب اپنے بھائیون کے لیئے کین کیونکہ جوانمردی یہی ہے کہ اپنی ذات کے نفع پر اپنے بھائیون کے نفع کو مقدم رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسکی حاجتون کو برلائے اور مشکلون کو آسان کردے فالحمد للہ رب العالمین - یہ کہتے تھے کہ مینے جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سُنا کہ جس شخص نے معاملت مین خلوص برتا اُسکو اللہ تعالیٰ

نے جھوٹے دعووں سے نجات دی - یہ بیان کرتے تھے کہ حرم شریف مین ایک شخص کو
بھوک لگی اُسنے حجر اسمٰعیل مین اپنے رب سے دعا کی چنانچہ میزاب کی چاندی کی ایک
کیل اُسکی گود مین گر پڑی جس سے اُسنے اپنا کام چلایا - ان کا قول تھا کہ مین نہین
جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے احکام کے علم سے افضل بھی کوئی چیز ہے کیونکہ اعمال
پاک وصاف نہین ہوتے مگر علم ہی سے اور جسکے پاس علم نہین اُسکا عمل نہین - ان
علم کے متعلق جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اُسکا ضائع کرنا اور پس پشت ڈالدینا ہے
اسیران سے پوچھا گیا کہ تو کیا علم کی طلب کوئی عمل ہے ؟ انہون نے کہا کہ یہ تو بہت
بڑا عمل ہے اور کیون نہو علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و اطاعت حاصل ہوتی ہے
اور علم ہی سے جنا کرنیوالے اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین اور علم اعمال سے مقدم ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (انسان کو وہ باتین سکھائین
جو اُسکو معلوم نہتھین) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (اوسکو بولنا سکھایا)
اور جو ناقص ہوگا وہی علم کو بُرا سمجھے گا - اور کہا کرتے تھے کہ جب تم فقیر کو کھاتے ہوئے
دیکھو تو جان لو کہ تین حال سے خالی نہین ہے یعنی جو وقت اُسپر گذر چکا ہے اُسکے
سبب سے یا جو وقت اُسپر آنیوالا ہے اُسکی پیش بینی کیلیئے یا جو وقت اُسپر گذر رہا ہے اُسکی
لحاظ سے کھاتا ہے مین کہتا ہون کہ اسکے معنی یہ ہین کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ
کھانے سے اُسکا مقصود محض خواہش کا پورا اور خوشی حاصل کرنا نہو بلکہ اُسکا کھانا
صرف ضرورت سے ہو - واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیرون کی صحبت کو لازمی سمجھو کیونکہ
یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیان ہین -

(۲۲۹) ابوالعباس بن قاسم بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ

احمد بن سیار کے نواسے مرو کے رہنے والے اور وہان کے شیخ تھے - اور مروالون مین
سب سے پہلے جسنے احوال کے حقایق پر تقریر کی وہ یہی تھے - یہ فقیہ و عالم تھے اور حدیثین
لکھی اور روایت کی تہین - ابوبکر واسطی کی صحبت مین رہے اور اس گروہ کے علوم مین
انہین کیطرف منسوب ہین - اور اپنے وقت کے بڑے خوش بیان بزرگون مین
سے تھے علوم توحید مین تقریرین کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت مین سے جو
شخص انکی پناہ چاہتا تہا اُسکی پشت پناہ تہے - سنہ ۳۴۲ تین سو بیالیس ہجری مین باغ رضوان
کو سدہارے - یہ کہا کرتے تھے کہ اوس گناہ کے چھوڑنے کی کیا سبیل ہے جو لوح محفوظ مین
لکہا جاچکا ہے اور اُس قرض کے پہندے سے نکلنے کی کونسی راہ ہے جسمین بندہ بندہا
ہوا ہے - ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچہا کہ مرید اپنے نفس سے کیونکر ریاضت
کرائے تو انہون نے کہا کہ مر پر صبر نہی سے پرہیز - نیکو کارون کی صحبت - رفیقون کی
خدمت - اور فقیرون کے ساتھ بیٹھنے کے ذریعہ سے اور آدمی اُسی مقام پر رہتا ہے
جہان وہ اپنے آپ کو رکہے - اور انکے بعض مقولے یہ ہین :- معرفت کی حقیقت
معارف سے باہر نکل آنا ہے - کبھی کسی عاقل نے مشاہدہ سے لذت نہ اُٹہائی کیونکہ
حق کا مشاہدہ ایسی فنا ہے جسمین نہ لذت ہے نہ لذت پانا اور نہ مزہ ہے نہ مزہ لینا
کوئی شخص حق کی نہین کہتا مگر وہی جو حق سے حجاب مین ہے ؎

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

خطرات نبیون کے لیئے ہین وسوسے ولیون کے لیئے اور فکر عامیون کے لیے۔ طمع کی تاریکیان مشاہدہ کے انوار کو روکتی ہین۔ ہدایت کا لباس عامیون کے لیئے ہیبت کا لباس عارفون کے لیئے زینت کا لباس دنیادارون کے لیئے۔ وقار کا لباس ولیون کے لیئے اور تقوی کا لباس حضوری والون کیلئے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ؏ (اور پرہیزگاری کا لباس سب لباسون سے بہتر ہے) جسنے اپنے دین مین باریک بینی کی اُسکے لیئے پل صراط باوجود اپنی باریکی کے کشادہ ہوجاے گا اور جسنے اپنے دین مین وسعت سے کام لیا اُسکے لیئے پل صراط باریک ہونے کے علاوہ تنگ بہی ہوجاے گا۔ اور جسنے اُسکے حقوق کے سامنے اپنے حقوق کو میٹ دیا اُس سے ہر سختی و عذاب میٹ دیا جائیگا۔

(۲۳۰) ابوبکر بن داؤد دینوری رقّی رحمہ اللہ تعالی

شام مین رہتے تھے اور ابوعلی رودباری کے ہمنشیون مین سے تھے مگر انہون نے سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ آپ ابوعبداللہ ابن الجلار بڑے ابوبکر رقاقی اور ابوبکر مصری کی صحبتون مین رہے لیکن یہ ابن الجلار کی طرف زیادہ تر منسوب تھے۔ اور اپنے وقت کے بزرگترین مشائخ مین سے عمدہ ترین حال والے اور بزرگون کی صحبت یافتہ ہونے مین سب سے بڑہے ہوے تھے۔ تین سو پچاس ہجری کے بعد رہگراے عالم جاودانی ہوے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ فقر و تصوف مین کیا فرق ہے تو اُنہون نے

؏ پارہ ہشتم رکوع دہم (سورۂ عراف آیت ۲۶)

کہا کہ فقر تصوف کے حالون مین سے ایک حال ہے۔ پیران سے پوچھا گیا کہ تصوف کی علامت کیا ہے انہون نے جواب دیا کہ ہر وقت ایسے امر مین مشغول رہنا جو سب سے بہتر ہو۔ اور انکا قول ہے کہ فقرا جب علم کی حقیقت سے اُنز کر علم کے ظاہر کیطرف آتے ہین تو اپنے احوال مین اللہ تعالی کے ساتھہ سوء ادبی کرتے ہین بخلاف غیرون کے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اہل معرفت اپنے معروف (شناسا یعنی جس ذات کی معرفت اُنکو حاصل ہے) کی زندگی کیلیے زندہ رہتے ہین اسلیے حقیقت مین زندگی ہے تو اہل معرفت کی نہ کہ اورون کی سہ

زندگی زندہ دلی کا ہے نام . مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

(۲۳۱) ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رازی رحمہ اللہ تعالی

"شعرانی" کے نام سے مشہور تھے۔ اصل کے اعتبار سے رَے کے اور مولد و منشا کے لحاظ سے نیشاپور کے تھے۔ جُنید۔ ابو عثمان حیری۔ رویم۔ محمد بن الفضل۔ سمنون جوزجانی۔ محمد بن حامد وغیرہم بزرگان صوفیہ کے فیضان صحبت سے مالامال اور ابو عثمان کے جلیل القدر مریدون مین سے تھے۔ اور ابو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انکی بہت تعظیم و توقیر کرتے اور انکے رتبہ شناس تھے۔ اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ انہون نے اسقدر ریاضتین کی تھین کہ کان اُنکے سننے کی تاب نہین لا سکتے۔ علوم صوفیہ کے عالم تھے۔ اور حدیثین بہت لکھی تھین۔ اور ثقہ پاکیزہ

وصاف آدمی تھے۔ انہون نے ۳۵۵ھ تین سو ترپن ہجری مین عالم بالا کا سفر کیا
ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنے عیبون کو جانتے ہین
اور پھر بھی اپنی خو بو کو دوست رکھتے ہین اور نہ اُسکو چھوڑتے اور نہ طریق صواب کیطرف
لوٹتے ہین۔ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ لوگ علم پر نازر
کرنے مین مشغول ہوئے اور اُسپر عمل کرنے مین مشغول نہوئے اور ظاہری باتون
کی چھان بین مین لگ گئے اور باطنی چیزون کی تفتیش وتجسس کو چھوڑ بیٹھے اسلیے اللہ تعالی
نے صواب کی طرف نگاہ کرنے سے اُن کی آنکھون کو اندھی کردیا اور اُن کے اعضائ
کو عبادت سے رد کردیا۔ انکا قول ہے کہ عارف خلق اللہ کی موافقت پر صرف
اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے ورنہ وہ تو اُس حالت کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے اللہ کے
ساتھ ہے۔ اور معرفت بندون اور اُنکے آقا کے درمیان پردون کے اُٹھ جانے
کا نام ہے۔

(۲۳۲) ابوعمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم بن خالد سلمی رحمہ اللہ تعالے

یہ شیخ ابو عبدالرحمن سُلمی کے جو امام قشیری کے پیر تھے دادا تھے۔ ابو عثمان رضی اللہ
عنہ کی صحبت مین رہے اور اُنکے بہت بڑے اصحاب مین سے تھے۔ جنید رضی اللہ
عنہ سے ملے اور اپنے وقت کے بڑے بزرگان طریقت مین سے تھے۔ حال کو مشتبہ

بناتے اور وقت کو بچانے کا انکا ایک خاص طریقہ تھا جسمین یہ منفرد تھے - ابوعثمان
کے اصحاب مین سب سے پیچھے انہون نے ۳۶۶ھ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین دار آخرت
کی راہ لی - انہون نے حدیثین سنین اور روایت کین اور ثقہ تھے - آنکے چند مقولے
یہ ہین - ہر حال علم ہی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اسلئے صاحب علم کے حق مین اُسکے نفع سے
اُسکا ضرر زیادہ ہوتا ہے - جسکے نزدیک اپنے نفس کی عزت ہوئی اُسکے نزدیک
اُسکا دین ذلیل ہوا جسکا دیکھنا تمکو مہذب نہ بنائے تو جان لو کہ وہ غیر مہذب ہے کسی
شخص کا قدم عبودیت مین خالص نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے نزدیک اپنے کل کامون کو
ریا اور اپنے سب حالون کو دعوی نہ سمجھے - جب اللہ تعالی اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا
ہے تو نیکون اور نیکوکارون کی خدمت اُسکو نصیب کرتا اُنکے اشارون کو قبول
کرنے کی توفیق دیتا نیکیون کی راہین اُسپر آسان کر دیتا اور نیکیون پر ناز کرنے سے
روکے رکھتا ہے - ان سے کسی نے پوچھا کہ دعوے کہان سے پیدا ہوتے ہین
انہون نے کہا کہ کبر وغرور اور باطن کے فتور سے - آنکے بعض اقوال یہ ہین -
دعوے تو صرف ابتدا کی خرابی ہی سے پیدا ہوتے ہین اسلئے جسکی ابتدا درست ہوئی
اُسکی انتہا درست ہوئی اور جسکی ابتدا بگڑی وہ اکثر احوال مین سے کسی حال مین ہلاک ہوجایا
کرتا ہے - ملامتی کا کبھی کوئی دعوی نہین ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو اپنی جانتا ہی نہین جس کا
وہ دعوے کرے - عام مسلمانون کا احترام کرو اور کسی کام مین جبتک کہ تمہارے امکان
مین ہو کمیانہ بنو اور لوگون مین گمنام رہو کیونکہ لوگون مین جسقدر پہچانے جاؤگے اور تم انمین
مشغول ہوگے اُسیقدر تمہارے پروردگار کے حکمون مین سے تمہارا حصہ ضائع جائیگا
جسنے اپنی خوبیان اُس شخص پر ظاہر کین جو اُسکے نفع ومضر کا مالک نہین ہے اُسنے

اپنی جہالت ثابت کی۔ اور جو شخص استقامت مین حد تک پہونچ گیا اُسکے ذریعہ سے کوئی شخص کج نہوگا اور جو کج ہوا اُسکے ذریعہ سے کوئی سیدہا نہوگا۔

(۲۳۳) ابوالحسن بن احمد ابن سہل بوشنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جوانمردان خراسان مین یگانۂ زمان تھے۔ ابوعثمان سے ملے و عراق مین ابن عطار و جریری کے ساتہہ اور شام مین طاہر مقدسی و ابوعمرو دمشقی کی صحبتون مین رہے۔ اور بہت سے مسائل مین شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی۔ اور یہ اپنے وقت کے سب مشائخ سے علوم توحید و علوم معاملات کے زیادہ تر جاننے والے حُسن اخلاق و فتوت و تجرید کے طریقہ مین سب سے اچھے اور فقیرون کی تعظیم کرنیوالے تھے ۳۴۸ھ تین سو اڑتالیس ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف سدہارے۔ تصوف کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ آج اسکا نام موجود ہے مگر حقیقت نہین ہے حالانکہ یہ حقیقت تہا نام نہ تہا۔ اُنکا قول ہے کہ جسکا باطن اُسکے ظاہر سے افضل ہو وہ ولی ہے جسکا باطن و ظاہر یکسان ہو وہ عالم ہے اور جسکا ظاہر اُسکے باطن سے بہتر ہو وہ جاہل ہے اور اسی لیے وہ اپنے حق مین انصاف نہ کریگا اور غیر سے انصاف کا طالب ہوگا۔ ان سے پوچہا گیا کہ زیرک کون ہے؟ اُنہون نے کہا کہ جو اپنی ذات افعال اخلاق و عادات مین بے تکلف و سُبک ہو۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ نیکی اپنے رتبہ سے نیچے آتا ہے اور بدی دو ٹوک کرتا ہے۔

(۲۳۴) ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیراز مین مقیم ہوئے اور شیخ المشائخ دیکھتا ہے زمانہ اور ظاہری علوم و حقائق کے عالم تھے ۔ مقامات واحوال اور سارے اخلاق و اعمال مین انکی حالت بہت عمدہ تھی ۳۷۱ھ تین سو اکہتر ہجری مین ہستی موہوم کے بوجہ سے سبکدوش ہوئے ۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہین : ۔ تصوف دلون کا صاف کرنا طبعی اخلاق کو چھوڑنا صفات کا بجھانا نفسانی دعوون سے کنارہ کرنا روحانی صفتون کا آنا حقیقت کے علوم سے لگاو ہونا ساری امت کا خیرخواہ بننا اور شریعت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے ۔ رخصتون سے فائدہ اُٹھانے اور تاویلون کو قبول کرنے مین نفس کی باگ ڈھیلی کر دینے سے کوئی چیز مرید کے لئے زیادہ ضرر رسان نہین ہے ۔ ذکر دو قسم کے ہین ظاہری و باطنی ۔ ظاہری تو تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) تمجید اور قرآن پڑہنا ہے اور باطنی اللہ تعالیٰ اُسکے صفات اُسکے اسماء و افعال کی معرفت اور ساری مخلوقات پر اُسکے احسان کے دائر و سائر ہونے اُسکی تدبیر کے جاری رہنے اور اُسکے احکام کے نافذ ہونے کی شرطون سے آگاہ رہنے کے متعلق دلون کو باخبر رکھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر منفرد ہے اور وہ مذکور کا اسطور پر یاد کرنا ہے کہ اُسکی احدیت کو ہر مذکور سے جو اُسکے سوا ہے منفرد یعنی الگ کر لیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ سب ذکرون سے افضل ہے ۔ یہ کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جسکو اللہ تعالیٰ

کیطرف کی راہ معلوم ہوئی اور وہ اُسپر چلنے کے بعد لوٹ آیا اُسپر اللہ تعالیٰ ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم مین کسی پر نہ کیا ہو گا - اور انکا مقولہ ہے کہ تم اُسکا پیچھا نہ چھوڑو جو تمکو اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے اور اپنے قول کی زبان سے نصیحت نہ کرے -

(۲۳۵) ابو الحسین بندار بن حسین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربیجان مین رہتے اور اصول وزبان کے عالم تھے - علم حقایق مین اِن کی قوت بیان محتاج بیان نہین ہے - شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعظیم اور بہت قدر کرتے تھے مختلف قسم کے مسائل مین انکے اور ابن خفیف کے مابین گفتگو ئین ہوئی تھین - ۳۵۳ھ تین سو ترپن ہجری مین انہون نے بندار ہستی سے رہائی پائی ابو زرعہ طبری نے انکو غسل دیا تھا - ان سے کسی نے پوچھا کہ صوفیہ اور متصوفہ مین کیا فرق ہے اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ صوفی وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیئے چن لیا اور اسلیئے اُسکو بلا تکلف سچا اور خالص دوست بنالیا ہو اور متصوف وہ ہے جو باوجود دنیا کی رغبت اور بشریت کی تربیت کے اپنے نفس سے تکلف اور زہد کا اظہار کرتا ہو - انکے بعض اقوال نصیحت اشتمال یہ ہین - اپنے نفس سے مخاصمہ نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بس کا نہین ہے اُسکو اُسکے مالک پر چھوڑ دو جسطرح چاہے اُسکے ساتھ پیش آئے - مقتضائے ادب نہین ہے کہ تم اپنے رفیق سے پوچھو کہ کہان جاتے ہو یا کس کام مین ہو - جسنے حقیقت مین اپنے پروردگار کو اپنا قبلہ نہ بنایا

اُسکی نماز درست نہین ہے۔ بنی عامر کے مجنون (قیس) کو مرنے کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُسنے کہا کہ مجھے بخشدیا اور عاشقون کے لئے حجت بنایا۔ جسنے آخرت کیطرف رخ کیا اور جو اُسکی طرف مائل ہوا اُسکو آخرت نے اپنے نور سے جلایا اور وہ پگھلا ہوا سونا ہو گیا جس سے نفع اُٹھایا جاسکتا ہے اور جسنے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کی اُسکو اللہ تعالیٰ نے توحید کے نور سے جلایا اور وہ انمول جوہر بن گیا ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے تو انہون نے کہا کہ جو قلب سے نزدیک ہو اور حق سے باز رکھے ؎

چیست دنیا۔ از خدا غافل بُدن۔

(۲۳۶) ابو بکر طمستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

بزرگ ترین مشائخ اور اعلیٰ ترین حال والے تھے۔ اور اپنے حال و وقت مین یگانہ تھے جسمین اُنکے ابنائے جنس مین سے نہ کوئی اُنکا شریک تھا اور نہ کوئی اُنکے قریب پہونچا تھا شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس امر کے قائل تھے اور انکی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ابراہیم فارسی وغیرہ بزرگان فارس کی صحبتون مین رہے ہے۔ اور سب اِن کی عزت کرتے تھے۔ نیشاپور کی خاک انکو کھینچ لائی اور ۳۴۰ھ تین سو چالیس ہجری مین اُسنے اس جوہر بے بہا کو ہمیشہ کے لئے چھپا دیا۔ یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ بیٹھا کرو اور آدمی کے ساتھ کم۔ یعنی گوشہ نشین رہو۔ اور انکے منتخب اقوال یہ ہین:۔ بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے سوا اورون کو برسرِ حق سمجھے

اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف کی راہ اُس راہ کے سوا ہے جسپر وہ غوث ہے گو وہ مرتبہ
مین بلند ہوگیا ہو - اور یہ اسلیئے ہے کہ جس چیز کا وہ مُکلّف ہے اُسمین وہ اپنے
آپ کو قاصر سمجھتا رہے - جسنے کتاب وسنت کی پیروی اور اپنے قلب سے اللہ
تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کے نقش قدم پر چلا اُسپر صحابہ کو صرف یہی فوقیت
ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا - بیدارون کے لیئے بیداری
بیشک آخرت کا آباد کرنا ہے جسطرح غافلون کے لیئے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے
مین کہتا ہون کہ یہ اُسوقت ہے جب پیشہ کرنیوالا اپنے پیشہ سے بندون کو
نفع پہونچانے کا قصد نہ کرے اور صرف دنیا جمع کرنے پر کفایت کرے مگر جب وہ اپنے
حرفہ سے بندون کی نفع رسانی کا ارادہ کرے تو وہ ضرور دنیا وآخرت دونون کو آباد کرتا ہے
واللہ اعلم - اور انکا قول ہے کہ ہر ایسے شخص کو جسنے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
سچائی سے کام لیا اُسکی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی سچائی خلق اللہ کے لیئے فارغ ہونے سے
باز رکھے گی - مین کہتا ہون کہ ہمارے شیخ شیخ محمد بن عنان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ اسی مقام کے لوگون مین سے تھے کیونکہ وہ کبھی کسی شخص کے کلام کی تردید کر نہین
سکتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ مین کیا کرون حالت تو یہ ہے کہ ساری ہستی میری
دشمن ہے - اور انکا مقولہ ہے کہ وصل بلا فصل ہوتا ہے مگر جب فصل آیا تو وصل
نہ رہا - اور یہ کہتے تھے کہ نفس آگ کیطرح ہے کہ ایک جگہہ دباؤ تو دوسری جگہہ بھڑکنے
لگتی ہے یہی حال نفس کا ہے کہ جب ایک جانب مُہذب وٹھیک بنایا جاوے
تو دوسری جانب اپنا اثر دکھلاے - اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم مین ادب کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہنے کی قدرت نہ ہو تو صحبت مین رہنے والے کی صحبت

مین رہو تاکہ اُسکی صحبت مین رہنے کی برکتین تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت مین پہونچائین۔

(۲۳۷) ابو العباس احمد بن محمد دینوری رحمہ اللہ تعالےٰ



یوسف بن الحسین۔ عبد اللہ ابن الخراز۔ ابو محمد جریری۔ و ابو العباس بن عطار کی صحبتین پائین۔ اور رویم سے ملے تھے۔ نیشاپور آکے اور یہان مدت تک لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے اور معرفت پر نہایت عمدہ تقریرین کرتے رہے۔ بعدہ نیشاپور سے سمرقند چلے گئے اور وہین تین سو چالیس ہجری کے بعد دنیا کی تلخی سے آخرت کی شیرینی کی طرف دوڑے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ چیزون کے مشاہدہ کے ترتیب مین علماء کے درجے متفاوت ہین ایک گروہ تو چیزون سے اللہ تعالیٰ کیطرف لوٹتا ہے اسلیے یہ گروہ چیزون کو چیزون کی حیثیت سے مشاہدہ کرتا اور بعد کو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا ہے اور ایک گروہ اللہ تعالیٰ سے چیزون کیطرف اسطور پر لوٹتا ہے کہ اُسکے حضور سے غائب ہی نہین ہوتا اس سبب سے یہ گروہ کوئی چیز ایسی نہین دیکھتا جسکے پہلے اُسنے حق کو نہ دیکھ لیا ہو۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو چیزون ہی کے ساتھ رہجاتا ہے کیونکہ اُسکو اُن چیزون سے اللہ کیطرف کی راہ نہین ملتی۔ اور اپنے اہل زمانہ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ان لوگون نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے۔ اُسکی راہ منہدم کردی اور نئے نام گڑہ کر اُسکے معانی بدل ڈالے۔ طمع کا نام زیادت رکھا ہے۔ سوء ادب کا اخلاص۔ حق سے نکلجانے کا شطح[1]۔ بُری چیز سے مزہ لینے کا طیبت ہو اور

[1] صوفیون کی اصطلاح مین شطح ایسی بات کو کہتے ہین جس سے رعونت و دعوے کی بو آئے۔ ۱۲ مترجم

ہوس کی پیروی کا ابتلا دنیا کی طرف رجوع ہونے کا وصول - بدخلقی کا صولت بُخل کا
کا حلاوت - سوال کا عمل - اور بدزبانی کا سلامت - حال آنکہ اس گروہ کا طریق اصطلاح کا
نہ تھا اگلے لوگ تو اس راہ مین حیا و ادب کے ساتھہ اور حظوظ سے پرہیز گار بنکر واصل
ہوئے تہے -

(۲۳۸) ابوعثمان سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قیروان کے ایک گانون کے رہنے والے تہے جسکا نام کوکب تہا عرصہ دراز تک
حرم شریف مین مقیم رہے - انکے پیر ابوعلی معروف بابن الکاتب تہے - اور یہ
حبیب مصری و ابوعمرو زجاجی کی صحبتون مین رہے - اور نہرجوری - ابوالحسین بن صائغ
دینوری وغیرہ مشائخ سے ملے تہے - برتر حال ہونے وقت کے محفوظ رکھنے فراست
سے صحیح حکم لگانے اور ہیبت کی قوت مین انکا مثل دیکہا نہ گیا - نیشاپور پہونچے اور
وہین ۳۷۳ھ تین سو تہتر ہجری مین واصل حق ہوئے - انہون نے وصیت کی تہی کہ ابوبکر
بن فورک میرا جنازہ پڑہائین - انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنے اعضا کو اوامر کے تحت
مین محفوظ رکہا وہ ہمیشہ اعتکاف مین ہے - اور انکا قول ہے کہ بادشاہ جبار نے خواہی
نخواہی یہی چاہا کہ اپنے دوستون کو اسطور سے آزمائے کہ اُنکے دشمنون کو اُن پر مسلط
کردے تاکہ وہ دیکہے کہ اُسکے دوست کیونکر اسپر صبر کرتے ہین - پس اگر انہون نے
اپنے دشمنون کی بلاؤن پر صبر کیا تو اُنکو اپنا علم دیکر معزز بناتا - اپنے وصل کا مژدہ سناتا
اپنے قرب مین جگہہ دیتا - اپنے مشاہدہ کی نعمت عطا فرماتا - اپنے ذکر سے محظوظ کرتا -

اپنی معرفت تک پہونچاتا ہے اور اُنکو ایسے پیشوا جنکا اقتدا کیا جاے اور اپنے بندون کی نجات کا ذریعہ اور اپنی زمین مین رحمت کا وسیلہ بناتا ہے **مین کہتا ہون** کہ دشمنون کے مقابلہ مین اُنکے صبر کرنے کے یہ معنی ہین کہ دشمن اللہ تعالےٰ کے اوامر کے چھڑانے مین جو کوشش کرے اُسپر صبر کرے اور وسوسون کی کثرت سے آشفتہ خاطر ہو کر دشمن کی اطاعت نہ کر بیٹھے۔ واللہ اعلم اور انکے چند مقولے یہ ہین:— اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کی دلبستگی اپنے دوستون کی رویت مین رکھی ہے۔ حدیث اکثر اھل الجنۃ البلہ (اکثر جنتی بے عقل ہوتے ہین) کے معنی مین انکا قول ہے کہ اپنی دنیا کے بارہ مین بیوقوف اور اپنے دین کے بارہ مین باخبر ہوتے ہین جسنے فقیرون کی ہمنشینی پر امیرون کی صحبت کو مقدم رکھا اُسکو اللہ تعالیٰ مردہ دلی مین مبتلا فرماتا ہے۔ دعوے کرنیوالے سے گنہگار بہتر ہے کیونکہ گنہگار توبہ کی راہ ڈھونڈھے گا اور دعوے کرنیوالا اپنے دعوے کے خیال مین خبط رہے گا۔ عارفون کے مُنہ قدرت کی مناجات کے لئے فارغ (ہردم آمادہ) رہتے ہین۔ دل کبھی مستور ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ مین مبتلا) نہین ہوتا جس شخص[ع۵] کو گدھے کی چیخ پکار سے وہی آواز سنائی نہ دے جو عود اور گوئیون کے سازسے سُنائی دیتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ **مثنوی**

نہ مطرب کہ آواز پاے ستور	سماعست گر عشق داری وشور
مگس پیش شوریدہ دل پرنہ زد	کہ او چون مگس دست برسر نہ زد
نہ بم داند آشفتہ سامان نہ زیر	بر آواز مرغے بنالد فقیر
چو شوریدگان مے پرستی کنند	بر آواز دولاب مستی کنند

ع۵ مترجم کہتا ہے کہ اسی مضمون کا گلدستہ سعدی علیہ الرحمۃ کی بوستان مین بہار دکھلارہا ہے ۱۲

(۲۳۹) ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمویہ نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت مین ملک خراسان کے شیخ تھے - انکا اصلی وطن و مولد و منشا نیشاپور تھا - کئی قسم کے علوم مین لوگون کے مرجع تھے یعنی سُنن کے حافظ و جامع علوم تواریخ کے ماہر اور علم حقائق مین کامل تھے - اور اپنے زمانہ کے بزرگون مین علم و حال کے اعتبار سے یکتا تھے - ابوبکر شبلی ابوعلی رودباری ابومحمد مرتعش وغیرہم بزرگان طریقت کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے - نیشاپور ہی مین رہا کرتے تھے لیکن آخر عمر مین مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۶۶ھ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین اُنھون نے حج کیا اور جوار حرم مین اقامت اختیار کی - اور ۳۶۷ھ تین سو سرسٹھ ہجری مین دار باقی کی راہ لی - حدیثین لکھی اور روایت کی تھین اور ثقہ تھے - انکا قول ہے کہ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جب زہد و ترک دنیا مین آدمی کی شہرت ہوجاوے تو لوگون کے سامنے مال دنیا کا ممسک بنجاوے تاکہ زہد کی نسبت اُسکی طرف موقوف ہوجاوے کیونکہ کل دار و مدار تو قلب پر ہے "بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتون کو نہین دیکھتا ہی بلکہ تمہارے دلون کو دیکھتا ہے" اور کہتے تھے کہ جب ظہورات حق مین سے کچھہ تم پر جلوہ گر ہو تو اُسکے سامنے نہ تم جنت کی طرف التفات کرو اور نہ دوزخ کیطرف اور نہ دونون کا خیال دل مین آنے دو بعدہٗ جب تم اس حال سے لوٹو تو جسکو اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اُسکی تعظیم کرو ان سے کہا گیا کہ بعض آدمی عورتون کے ساتھہ بیٹھا کرتے اور کہتے ہین کہ ہین اُنکے

دیکھنے مین معصوم ہون۔ اسکو سنکر انہون نے کہا کہ جب تک صورتین باقی ہین بندہ امر و نہی کا مخاطب ہے خصوصاً جنہون نے شادی نہین کی ہے۔ جسنے جزا رکو مدنظر رکھکر عمل کیا اُسکے اعمال حد و شمار کے ساتھ ہونگے اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کیا اُس کو مشاہدہ شمار اور اعداد سے غافل کردے گا۔ اور ایک دوسری روایت مین یہ ہے کہ جسنے گن کر عمل کئے اُسکو ثواب بھی گن کر ہی ملیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو شخص نیکی لیکر آئے گا تو اُسکا دس گنا اُسکو ملے گا) اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کئے اُسکا اجر بے شمار ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے عہ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (وہ تو صبری کے بندے ہین جنکو اُن کا اجر بے حساب بھر دیا جائیگا) آنکا قول ہے کہ عاشقون کا خون کھولتا اور جوش کھاتا رہتا ہے جس حال مین کہ وہ حق کے ساتھ ایسے مقام پر کھڑے رہتے ہین کہ اگر آگے بڑہین تو ڈوب جائین اور پیچھے ہٹین تو حضوری سے روک دیے جائین اور سلوک سے جذب زیادہ تیز رفتار ہے کیونکہ حق کی ہر کشش بندہ کو ثقلین کے اعمال سے بے نیاز کردیتی ہے۔ اور تصوف کی جڑ کتاب و سنت کی پابندی۔ حرص و ہوا اور بدعتون کا ترک۔ حرمات مشائخ (پیرون کے عہد و پیمان جنکا توڑنا جائز نہین ہے) کی تعظیم۔ خلق اللہ کے لئے معذرتین قائم کرنی۔ اور اوراد کی مداومت۔ اور رخصتون و تاویلون پر چلنے سے دست برداری ہے اور جو شخص اس راستہ سے ہٹکا وہ مردان خدا کے رتبہ سے گرا۔ اور زاہد دنیا مین اجنبی ہے اور عارف آخرت مین۔ اور اللہ تعالےٰ

عہ پارہ ہشتم رکوع ۷ (سورہ انعام۔ آیت ۱۶۰) مترجم ۱۲

عہ پارہ بست و سیوم رکوع ۱۶ (سورۂ زمر۔ آیت ۱۰) مترجم ۔ ۱۲

نے اصحاب کہف کا نام "فتیۃ" (جوان) اسلیئے رکھا کہ وہ بلاواسطہ ایمان لائے تھے۔ آزاد لیار کیلیئے سوال نہین ہے انکا سوال تو گمنا اور گمنام رہتا ہے۔ اور دیون کی نہایتین نبیون کی بدایتین ہین۔ اور جمع عہ عین توحید ہے اور تفرقہ عہ تجرید کی حقیقت اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے لئے ایسا فانی ہوجاے کہ کل چیزون کو اُسی کے ذریعہ سے اُسی کیلیئے اُسی سے اور اُسی کیطرف دیکھے اور جانے۔

(۲۴۰) ابو الحسن علی بن ابراہیم حصری رضی اللہ تعالی عنہ



اصل مین بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور انہون نے بغداد مین سکونت اختیار کی اور وہین جمعہ کے دن ۳۷۱ھ تین سو اکہتر ہجری کے شہر ذیحجہ مین قضا کی۔ اپنے وقت مین عراق کے شیخ تھے اور انکے زمانہ کے بزرگون مین کوئی شخص ان کا مثل گفتگو مین زیادہ تر کامل۔ زیادہ خوش بیان زیادہ بلند رتبہ اپنے طریقہ مین یگانہ اور سیرت وحال مین زیرک ودانا دیکھنے مین نہ آیا۔ توحید مین انکی قوت بیانیہ انہین کے ساتھ مخصوص تھی اور تجرید وتفرید مین جوان کا مقام تھا اُسمین انکے بعد کوئی دوسرا انکا شریک نہوا۔ یہ عراق والون کے پیر تھے اور ان مین جسنے (طریقت کا) ادب سیکھا اُسنے انہین سے سیکھا۔ شبلیؒ کی صحبت مین رہے اور اُنہین کیطرف منسوب ہوئے اور دوسرے بزرگون کی صحبتین بھی پائین۔ یہ کہتے تھے کہ مین ایک زمانہ تک جب قرآن

عہ "جمع" بلا خلق کے حق کی طرف اشارہ کرنا۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم۔ ۱۲

عہ "تفرقہ" بلا حق کے خلق کی طرف اشارہ کرنا۔ اور بقول بعض عبودیت کا شاہدہ۔ ۱۲۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم

تلاوت کرتا تہا تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہین کہتا اور اپنے دل مین کہتا تہا کہ شیطان مردود کون ہوتا ہے جو خدا کے کلام کے سامنے آموجود ہو مین کہتا ہون کہ شاید یہ امر ان سے کمال کے پہلے وقوع مین آیا ہو ورنہ کامل تو وظیفے پڑہتے اور اُن مین سے کچہہ بہی کم نہین کرتے ہین اور اللہ عزوجل نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تہا پس اگر اُسکا حاضر نہونا کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کون اسکا مستحق ہوسکتا تہا واللہ اعلم - اور کہا کرتے تہے کہ تعریض سے کام لو اور تصریح نہ کیا کرو تعریض پردہ ڈالنے کے لئے خوب چیز ہے -

(۲۴۱) ابوعبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ ابوعلی رودباری کے بہانجے اور اپنے زمانہ مین ملک شام کے شیخ تہے اور اپنے احوال مخصوصہ اور بہت سے علوم یعنی علم شریعت و قرآن اور علم حقیقت و اخلاق کے باعث مرجع انام تہے - اپنے اخلاق عادات مین متفرد - فقر کی عظمت و نگہداشت

ع رود بار بضم را مہملہ و سکون واو - ابن حوقل لکہتا ہے کہ " دیلم بلند پہاڑ ہین اور جس شہر مین بادشاہ رہتا ہے اُسکا رودبار نام ہے یہین آل حسان رہتے ہین اور دیلم کی ریاست انہین لوگو نمین ہے اور بعض آدمی سمجہتے ہین کہ دیلم بنی ضبّہ کا ایک گروہ ہے " - مشترک مین ہے کہ رودبار ملک دیلم کا ایک قصبہ ہے - اور بغداد کے دیہات مین سے ایک گانون کا بہی نام ہے اور ملک خراسان مین طوس کا ایک موضع ہے - اور مرو کے علاقہ مین بہی اس نام کا ایک گانون ہے - اور شاش کے ایک گانون اور ہمدان کے ایک محلہ کا نام بہی رودبار ہے جیسا کہ ابوالفدا نے لکہا ہے - منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مین ممتاز آداب فقر کی دائمی پابندی و فقیرون کی محبت مین استوار۔ اور ان کی طرف میلان رکھنے اور اُن سے نرمی کے ساتھ پیش آنے مین اعجوبۂ روزگار تھے۔

۳۶۹ھ تین سو انہتر ہجری مین شہر صو۔ مین دم صور تک انہون نے آرام لیا۔ ان کا قول ہے کہ اہل غیبت جب بیٹھتے ہین تو بے عقل ہوجاتے ہین اور اہل حضور جب بیٹھتے ہین تو عیش کرتے ہین۔ اور ہر بُرے سے بدتر کنجوس صوفی ہے **مین کہتا ہون** کہ یہان کنجوس سے ایسا شخص مراد ہے جو بخل کیوجہ سے نہ دے نہ وہ جو حکمت کے باعث رُک جائے کیونکہ بعض آدمی کو نہ دینا اللہ عزوجل کے اخلاق مین سے ہے واللہ اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ تصوف اہل تصوف سے بُخل کو دور کرتا ہے اور حدیثین لکھنا اہل حدیث سے جہل کو دفع کرتا ہے اور جب یہ دونون باتین ایک شخص مین جمع ہوجائین تو اُسکے مقام کا کیا کہنا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ مخالفون کے ساتھ بیٹھنا جان کو گھُلاتا ہے اور ہمجنسون کے ساتھ بیٹھنا عقل کو بڑہاتا ہے۔ اور جسنے بلاادب ولیون کی خدمت کی وہ ہلاک ہوا۔ اور ہر شخص جو ہمنشینی کی صلاحیت رکھتا ہے موانست کی صلاحیت نہین رکھ سکتا اور ہر شخص جو موانست کی صلاحیت رکھتا ہے اسرار کا امانتدار نہین ہوسکتا کیونکہ اسرار کے امانتدار صرف امین ہی ہوسکتے ہین۔ اور انکی عادت تھی کہ جب کسی جگہ کے ارادہ سے چلتے تھے تو فقیرون کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ممکن نہین کہ اُن سے آگے ہوجائین۔

(۲۴۲) ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسن روغندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



بہت بڑے بزرگان طوس مین سے تھے۔ ابوعثمان حیری اور اُنکے طبقہ کے بہت سے

بزرگون کی صحبتین پائین اور اپنے طریقہ مین اپنے وقت کے یکتا ہو گئے اور ان کی بہت سی نشانیان اور کرامتین ظاہر ہوئین- اور حال مین مجرد اور بڑی ہمت والے تہے- تین سو پچاس کے بعد انہون نے اس دنیا سے رحلت کی- انکا قول ہے کہ دنیا کے لیے دنیا کو چھوڑنا مال دنیا جمع کرنے کی محبت کی علامت ہے- اور جسنے اپنی کمسنی مین اللہ کے حق کو ضائع کیا اُسکو اللہ تعالی نے کبرسنی مین ذلیل فرمایا مین **کہتا ہون** کہ یہ قول اُسوقت صادق آئیگا جب اُسنے مقبول توبہ نہ کی ہو اور اللہ تعالی کے ذلیل کرنیکے یہ معنی ہین کہ وہ ذلت کا سزاوار ہوا کیونکہ بعض وقت اسکا وقوع نہین بہی ہوتا ہے - اور انکا قول ہے کہ خبردار خدمت کرنے مین تمیز و تفریق نہ کرنا کیونکہ ارباب تمیز گذر گئے سب کی خدمت کرو^ع^ تاکہ تمہاری مراد حاصل ہو اور مقصود ہاتہ سے نہ جانے پائے اور ہمنے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اُسنے فقیرون کی خدمت کی ہو اور اُنکی برکتین اُسکو حاصل نہوئی ہون اور آخرت سے پہلے دنیا کی عزت اُسکو دکہن مین نہ ملی ہو- اور زاہد اپنی ذات کے حظ مین مشغول رہتا ہے اور صوفی اپنے رب کے حظ مین- اور اللہ عزوجل ہر بندہ پر اُسی کے مطابق بلا نازل کرتا ہے جسقدر کہ اُسکو معرفت عطا فرماتا ہے تاکہ اُسکی معرفت اُسکی بلا کے مقابلہ مین مدد دے اسی لئے جنکی معرفت اعلی درجہ کی ہوتی ہے اُنپر بلائین بہی زیادہ آتی ہین اور جنکی معرفت ادنی درجہ کی ہوتی ہے اُنپر تہوڑی بلائین ہی آتی ہین اور کبہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گہبرائے مگر اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ رافت و رحمت کے ساتہہ بہیجے گئے تہے اسی لئے جب اُنکو کشف کے ذریعہ سے اپنی اُمت کی نسبت **معلوم**

ع مترجم کہتا ہے کہ حضرت نظامی نے اپنے مشہور قطعہ مین کہا ہو ۔ خاکپائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود + ہر علی اس نے کہا ہو کہ **دوہا** تسی جگ مین آئے کے سب سے ملیے دھائے + کا جانے کہ ہیں بھیس مین نارائن ملجائے +۱۲

ہوتا تھا کہ یہ مخالفت مین پڑجائیگی تو اُنکے لیے بیقرار ہو جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (عـــہ) (تمہاری تکلیف ان پرشاق گذرتی ہے اُنکو تمہاری بہبود کا ہُوکا ہے مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق مہربان ہین) اور احوال درست نہین ہوتے مگر اُس صورت مین کہ علم کے نتیجون سے پیدا ہوے ہون پس اگر علم نہو تو نہ قلب مین خوف آئے اور نہ اطمینان و سکون حاصل ہو۔

(۲۴۳) ابو الحسن علی بن بندار بن حسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

نیشاپور کے بزرگون مین بہت بڑے اور اُنکے پیشرو تھے۔ ان کو جسقدر بزرگون کے دیکھنے اور اُنکی صحبتون مین رہنے کا موقع ملا دوسرون کو نصیب نہوا۔ نیشاپور مین ابو عثمان و محفوظ۔ بغداد مین جُنید۔ رُویم۔ سمنون۔ ابن عطا و جریری۔ شام مین مقدسی و ابن الجلاء اور مصر مین ابوبکر مصری۔ زقاق و رودباری کی صحبتین ان کو ملین۔ انہون نے بہت حدیثین لکھین اور روایت کین اور ثقہ تھے۔ جو شخص انکے شہر مین آتا اور ان سے پہلے محدثین و علما سے ملتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ تمکو سنت نے فریضہ سے باز رکھا کیونکہ صوفی تمہارے دل مین سے علم کی جگہہ کو پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس مین علم کے ٹھیرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ آن سے تصوف کے بارہ مین سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ تصوف خلق کی رویت کو ظاہراً و باطناً نظر سے گرا دینا ہے۔ ان کا قول ہے کہ دلون کی خرابی زمانہ و اہل زمانہ کی خرابی کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اور فقیر کامل

عـــہ پارہ ۱۱۔ رکوع ۵ (سورۂ توبہ۔ آیت ۱۲۸) ترجم

نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے فقر کو نہ چھپاے اُس سے اپنی رضا اور اُسکے ساتھ اپنے مانوس و مسرور ہونے کو اپنے بھائیون سے نہ پوشیدہ رکھے - اور اُس زمانہ کے درست ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے جسمین ہمارے جیسے نیکی کے ساتھ یاد کیے جاتے ہون - اور یہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے ستے جو کسی ایسے بزرگ سے ملا ہو جس سے یہ نہ ملے ہون تو اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اُسکے پیچھے پیچھے چلتے اور اُس سے کہتے ستے کہ تم فلان شخص سے ملے ہو اور مین اُن سے نہین ملا ہون -

(۲۴۴) ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بزرگون مین سب سے بڑے فتویٰ دینے والے تھے ابو عثمان حیری کی صحبت اُٹھائی اور تین سو ساٹھ ہجری کے پیشتر اس دنیا سے اُٹھہ گئے - اُن کا قول ہے کہ جوامردی خوش خلق ہونا اور ہر نیکو کار و بدکار کے ساتھہ بھلائی کرنا ہے - اور جب تمھارے بارہ مین کوئی شخص بُرائی کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین مین اللہ کے گواہ ہو مین کہتا ہون کہ یہ وہ مضمون ہے جس سے اکثر فقرا غفلت کرتے اور اُن لوگون کی کچھہ پروا نہین کرتے جو اُن پر جرح کرتے ہین اور اُن کو اس بات پر تکیہ ہوتا ہے کہ اُسنکے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو جو علم ہے وہ کافی ہے حال آنکہ وہ عرفان کے درجہ مین قاصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انپر جرح کرنیوالون کو پاک و صاف قرار دیا اور اُنکا نام "اللہ کے گواہ" رکھا ہے اس لیے جس بات کی یہ لوگ خبر دین اُسکا سچا

سمجھنا واجب ہے۔ فافہم۔ واللہ اعلم

(۲۴۵) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن حمدون قرّا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور کے مشائخ کبارین سے ہین۔ ابو علی ثقفی عبد اللہ بن منازل شبلی و ابوبکر بن طاہر وغیرہم بزرگون کی صحبت یافتہ اور اپنے طریقہ کے یکتاے زمانہ تھے۔ انکا قول ہے کہ برائیون سے بھلائیون کا چھپانا مقدم ہے کیونکہ اس سے نجات کی امید ہے۔ اور معرفت کا نور کسی قلب مین ہرگز داخل نہین ہوسکتا تاوقتیکہ صاحب قلب حق تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح نہ دے۔

(۲۴۶) ابو عبد اللہ و ابو القاسم پسران احمد بن محمد مقری رضی اللہ عنہم

ابو عبد اللہ تو یوسف بن الحسین رازی۔ عبد اللہ خراز رازی۔ مظفر قرمیسینی۔ رُویم۔ جریری ابن عطا کی صحبتون سے فیضیاب ہوے تھے۔ اور بڑے فتویٰ دینے والے بزرگ بڑے سخی بڑے خوش خلق اور بڑے عالی ہمت تھے ۳۶۶ھ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین فوت ہوے۔ اور ابو القاسم خراسان کے بزرگون مین یکتاے روزگار تھے اور طریقہ کے اعتبار سے بلند حال شریف الہمت۔ رفتار و جلوس مین نیک روش و باوقار تھے۔ ابن عطا جریری ابن ابی سعدان ابن ممشاد دینوری و رودباری کے صحبت یافتہ تھے۔ اور ۳۷۸ھ تین سو اٹہتر ہجری مین نیشاپور سے رہگرا

عالم نور ہوے - انکا قول ہے کہ سچا فقیر وہی ہے کہ ہر چیز کا وہ مالک ہو اور کوئی چیز اُسکی مالک نہو - یعنی وہ اپنے قرب کے سبب سے جو چیز اپنے رب سے مانگے وہ اُسے عطا فرماے اسلیئے وہ غیر اللہ کیطرف مائل نہو - اور جوانمان راہ کے اخلاق یہ ہین کہ جواُن سے دشمنی رکہے اُس سے خوش اخلاقی کے ساتہہ پیش آئین جواُن کو بُرا سمجہے اُسکو مال بخشین جس سے اُنکے دل نفرت کرین اُن سے حسن صحبت کا برتاؤ کرین اور کل ایسی باتون مین جو علم کے مخالف نہون بہائیون کا ساتہہ دین - اور اس گروہ کے طریق مین داخل ہونے کی ابتدائی برکتین یہ ہین کہ صدق والے جو کچہہ اپنے متعلق اور اپنے پیرون کے متعلق خبر دین اُسکو سچ سمجہو کیونکہ جوان باتون مین سے کسی مین رُکا رہا وہ اِن لوگون کی برکتون سے محروم رہا - اور عارف وہی ہے جسکو اُسکا معروف (جسکو اُسنے پہچانا ہے) خلق کی طرف ردوقبول کی آنکہہ سے دیکہنے سے باز رکہے - اور جسکو اپنے بہائیون کی خدمت گران گزری اُسکے لئے اللہ تعالے ایسی ذلت پیدا کردیتا ہے جس سے کبہی چہٹکارہ نہین - اور ابو القاسم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تہے کہ باوجود اسکے کہ سماع مین لطافت ہے اسمین بہت بڑا خطرہ بہی ہے البتہ اُس شخص کا نہین کہا جاتا جو کثرتِ علم صحتِ حال غلبۂ وجد کے ساتہہ بغیر اسکے کہ خود اُسکو کوئی حظ ہو اسکو سنے -

(۲۴۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد راسی رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ



اصل مین بغداد کے رہنے والے اور وہان کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تہے

ابن عطا رو جریری کی صحبتون مین رہے اور ملک شام کو گئے اور وہان سے لوٹ کر پھر بغداد آئے اور رہین ۳۶۰ھ تین سو ساٹھ ہجری مین اُنکا جسد خاکی پیوند خاک ہوا۔

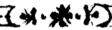
انکا قول ہے کہ جب قلب پرہیزگاری کا خوگر کیا جائے گا تو دنیا و شہوات کی محبت اُس سے رخصت ہوجائیگی اور غیب کی باتون پر اُسکو اطلاع ہوگی اور جسنے اپنے قلب پر پرہیزگاری کی محنت نہ ڈالی وہ دنیا کی محبت سے نہ ٹلے گا اور غیب کی باتون سے ہمیشہ محجوب رہے گا **مین کہتا ہون** کہ اسی سبب سے گنڈے تعویذ والے جن و پری کو قابو مین کرنے کے لیئے ریاضتین کرتے ہین تاکہ وہ غیب کی باتون سے انکو آگاہ کرین کیونکہ ان لوگون مین مال و متاع دنیا سے سچا زہد تو ہے نہین اس لیئے خطا کار رہین اور خدا کی ناراضی مین گرفتار ہین۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیون کو باقی عمر مین اس سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ سننے والا اور قبول کرنیوالا ہے۔

اور انکا قول ہے کہ عشق جب ظاہر ہوا تو اُسمین عاشق کی رسوائی ہوئی اور جب چھپا رہا تو اُسنے غم سے عاشق کا کام تمام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبیون کو مجالست کے لیئے عارفون کو مواصلت کے لیئے صالحون کو ملازمت کے لیئے اور مومنون کو مجاہدہ و عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد تُرِيدُونَ[عــه] عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (تم تو مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے) کے متعلق ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ارادون کو جمع کردیا ہے پس جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت کی طرف بُلاتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اُس کو اپنے قُرب کی طرف بُلاتا ہے کیونکہ

[عــه] پارہ دہم رکوع پنجم (سورہ انفال - آیت ۶۷) - ۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عــ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا (اور جس شخص نے آخرت چاہی اور آخرت کیلیے جتنی کوشش کرنی چاہیے ویسی اُسکے لیے کوشش بھی کی اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو یہی لوگ ہین جنکی محنت مقبول ہوگی، اور محنت مقبول وہی منتہای آرزو یعنی قرب و نزدیکی تک پہونچا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بہت بڑی بلا ایسے شخص کی صحبت ہے جو تمھاری موافقت نہ کرے اور اُسکا چھوڑ دینا تمھارے اختیار مین نہو۔

(۲۴۸) ابوعبداللہ محمد بن عبدالخالق دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



بہت بزرگ مشایخ مین سے اور حال مین برتر۔ ہمت مین اعلیٰ اور اس گروہ کے علوم مین بڑے گویا تھے۔ اور باوصف ان باتون کے فقر کی صحت۔ اُسکے آداب کی پابندی اور اُسکے اہل کی محبت مین مستند مانے جاتے تھے۔ برسون وادی القرٰی عــ مین رہے بعدہٗ دینور واپس آئے اور یہین طعمۂ اجل ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ چھوٹون کی صحبت بڑون کے ساتھ توفیق و تیزی طبع سے ہوتی ہے اور چھوٹون کی صحبت کی طرف بڑون کی رغبت بدنصیبی و ابلہی سے ہوتی ہے۔ فقیرون کے

عــ پندرھوین پارہ کا دوسرا رکوع (سورۂ بنی اسرائیل کی اونیسوین آیت)

عــ یہ مدینہ طیبہ و شام کے ایک میدان ہے جسمین بہت سے گانون آباد ہین اور وہ مدینہ کے علاقہ مین شمار ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم از شرح قاموس۔

ظاہری لباس دپوشاک سے دہوکے مین نہ آنا کیونکہ ان لوگون نے باطن کو تباہ وبرباد کرینے کے بعد ظاہر کو آراستہ کیا ہے۔ زہد کی مشقت جسم پر اور معرفت کی قلب پر ہوتی ہے۔ سب علوم سے بلند رتبہ اسمار وصفات کے ظاہری اعمال کو خالص بنانے کے۔ اور باطنی احوال کو درست کرنے کے علوم ہین۔ یہ کہتے ہین کہ مینے اپنے ایک سفر مین ایک شخص کو دیکھا کہ دورصحرا مین ایک پانون پر چلا جاتا ہے۔ مینے اُس سے کہا کہ سفر کا آلہ ہونے پر تمکو سفر کی کیا پڑی ہے۔ اُسنے مجہہ سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ مینے کہا کہ ہان تب اُسنے کہا کہ کیا تم اللہ تعالی کا یہ قول نہین پڑہتے ہو وَحَمَلْنَاهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم اُنکو خشکی وتری مین لیگئے) جب وہی لیجانیوالا ٹھیرا تو بغیر آلہ کے لے آیا اسلیئے کہ اُسے آلہ کی کیا حاجت ہے۔ اور یہ کہا کرتے تے کہ زیادہ بولنا اُسی طرح نیکیون کو صاف کردیتا ہے جس طرح بارش کے بعد زمین صاف ہوجاتی ہے۔

(۲۴۹) ابو صالح سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ موسی بن عبداللہ بن یحیی زاہد بن محمد بن داؤد بن موسی بن عبداللہ بن موسی جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے فرزند ارجمند تھے سنہ ۴۷۱ھ چار سو اکہتر ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۵۶۱ھ پانچسو اکسٹھہ ہجری مین راہی ملک بقا اور بغداد مین مدفون ہوئے رضی اللہ تعالی عنہ لوگون نے انکے متعلق مستقل کتابین تالیف کی ہین۔ اور ہم انشاء اللہ تعالی لوگون کے

اقوال کا ایسا خلاصہ لکھینگے جس سے سننے والون کو نفع وادب حاصل ہو۔ چنانچہ ہم اللہ ہی کی توفیق سے کہتے ہین کہ انکا قول ہے کہ حسین حلاج (منصور) کو مشکل پیش آئی مگر اُسکے زمانہ مین کوئی ایسا نہ تہا جو اُسکا ہاتہہ پکڑتا۔ اور مین ہر شخص کا اپنے یارون مریدون اور دوستون مین سے جسکا گہوڑا ٹہوکر کہا سے قیامت تک ہاتہہ پکڑنے والا ہون دیکہہ لے کہ میرا گہوڑا کسا کسایا میرا نیزہ گڑا ہوا میری تلوار کہچی ہوئی اور میری کمان زہ کی ہوئی تیار ہے مین تیری حفاظت کرتا ہون حال آنکہ تجھے خبر نہین ہے۔ انکی والدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے جنکا قدم اس راہ مین تہا منقول ہے کہ انہون نے کہا کہ جب میرا فرزند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان مین دن بہر دودہ کو مُنہ نہین لگاتا تہا اور ابر کی وجہ سے لوگون کو رمضان کا چاند دکہائی نہ دیا۔ اسلیئے لوگون نے میرے پاس آکر اُس بچہ کا حال دریافت کیا تو مینے اُن سے کہا کہ آج انہون نے دودہ نہین پیا ہی بعدہٗ معلوم ہوگیا کہ اُسدن رمضان تہا اور ہمارے شہر مین اُسیوقت مشہور ہوگیا کہ سیدون مین ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مین دن کو دودہ نہین پیتا۔ یہ علماء کا لباس پہنتے طیلسان (سیاہ چادر) اوڑہتے خچری پر سوار ہوتے اور اُنکے سامنے غاشیہ بردار چلتے تہے۔ بلند کرسی پر بیٹہہ کر تقریر کرتے تہے اور اکثر لوگون کے سرون پر ہوا مین چند قدم چلتے اور پہر کرسی پر لوٹ آتے تہے۔ یہ کہتے تہے کہ کئی دن ہو گئے تہے کہ مینے کچہہ نہین کہایا تہا کہ ایک آدمی مجھسے ملا اور اُسنے مجھے ایک تہیلی دی جسمین درہم تہے چنانچہ مینے سفید میدہ کی روٹیان اور کہجورون کا حلوا خریدا اور کہانے کو بیٹہا ہی تہا کہ ایک پرچہ ملا جسمین لکھا ہوا تہا کہ" اللہ تعالی نے اپنی بعض آسمانی کتابون مین فرمایا ہے کہ خواہشین تو مینے اپنی مخلوق مین سے کمزورون کیلیئے بنائی ہین تاکہ ان سے طاعتون مین مدد لین اور جو زور آورون

اُن سے اور خواہشون سے کیا واسطہ "۔ بس مین کھانے سے دست بردار اور
جلتا ہوا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھپر بہت سے ایسے بھاری بوجھ پڑا کرتے ہین کہ اگر پہاڑون
پر رکھے جائین تو وہ پھٹ جائین۔ بس جب مجھپر بہت سارے بوجھ ہوجاتے ہین
تو مین اپنے پہلو کو زمین پر رکھکر فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
(بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے) تلاوت کرتا ہون اسکے
بعد جو سر اُٹھاتا ہون تو وہ سب بوجھ ہوا ہوچکتا ہے۔ آنکا بیان ہے کہ مینے اپنی
ابتدائی حالت مین کڑیان جھیلین چنانچہ مینے کوئی خوفناک چیز نہ چھوڑی جسکے مین مُنہ
نہ چڑھا ہون اور میرا لباس اُون کا ایک جبہ تھا اور سر پر چھوٹا سا خرقہ اور کانٹون
وغیرہ مین ننگے پاؤن چلتا تھا اور تھوہڑ سوکھی ساگ پات اور ندی کے کنارہ کے خس
کی پتیون پر گذر کرتا تھا اور برابر اپنے نفس کو مجاہدہ مین لگائے رکھتا تھا۔ یہانتک
کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور جب یہ ہوتا تھا
تو مین چلاتا اور مُنہ کے سیدھ بھاگتا تھا خواہ مین صحرا مین ہوتا یا لوگون کے درمیان
اور مین بناوٹ کے گونگے اور دیوانے پن سے مدد لیتا تھا اور لوگ مجھے بیمار ٹھان
لیگئے اور ایک مرتبہ مجھپر ایسی حالت طاری ہوئی کہ مین مرگیا اور کفن و مردہ شو آگئے اور
لوگون نے غسل دینے کیلئے مجھے تختہ پر لٹایا یہ سب ہوچکا تب مجھے ہوش آیا اور
مین اُٹھ بیٹھا۔ ایکمرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ خود بینی سے کیونکر رہائی مل سکتی ہے
تو انہون نے کہا کہ جو شخص یہ دیکھے گا کہ چیزین اللہ ہی سے ہین اور وہی ہے جسنے
اُسکو اچھے کام کی توفیق عطا فرمائی اور بیچ سے اپنے آپ کو نکال لیگا وہ خود بینی سے

۵ع سورۂ الشراح پارہ عم ۳۰۔

بچ جائیگا۔ ان سے ایکمرتبہ کسی شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کپڑون پر
مکھیان بیٹھتے نہین دیکھتے۔ اسپر انہون نے کہا کہ مکھیان میرے پاس آکر کیا کرینگی
میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے اور نہ آخرت کا شہد۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو مردمسلمان
میرے مدرسہ کے دروازہ کو عبور کریگا اُسکے عذاب مین اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن تخفیف فرمائیگا۔ ایک شخص کی قبر سے اسقدر رونے اور چلانے کی آواز
آتی تھی کہ لوگون کو تکلیف ہوتی تھی چنانچہ لوگون نے انکو اسکی خبر دی۔ انہون نے کہا
کہ اس شخص نے ایک مرتبہ مجھے دیکھا تھا اور ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سبب سے
اُسپر رحم فرمائے چنانچہ اُس وقت سے پہر کسی نے اُسکی چیخ پکار نہ سنی۔ ایک دن
انہون نے وضو کیا تھا کہ چڑے نے بیٹ کردی۔ وہ چڑا اُڑ رہا تھا کہ اُنہون نے
اُسکی طرف سر اُٹھایا اور وہ مرکر گرا۔ پہر انہون نے اُس کپڑے کو دہویا اور بیچ کر اُسکی
قیمت خیرات کردی اور کہا کہ یہ اُسکے بدلہ مین ہے (یعنی یہ خیرات چڑے کی جان
لینے کا کفارہ ہے) اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار کیونکر مین اپنی جان
تیرے نذر کرون یہ تو قطعی دلیل سے ثابت ہوچکا ہے کہ سب تیرا ہی ہے۔ یہ تیرہ
علمون مین تقریرین کرتے تھے۔ اور انکے مدرسہ مین لوگ ان سے ایک سبق
تفسیر کا۔ ایک حدیث کا۔ ایک مذہب (مسائل فقہیہ) کا اور ایک علم کلام کا پڑہتے
تھے۔ اور دوپہر سے پہلے اور پیچھے دونون وقت تفسیر اور علوم حدیث وفقہ وکلام
واصول ونحو لوگون کو پڑہاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قرأتون کے ساتھ قرآن پڑہا کرتے
تھے۔ اور امام شافعی وامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب پر فتوی دیتے
تھے۔ اور انکے فتوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تھے تو اُنہین سخت

تعجب ہوتا تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ پاک ہے وہ جسنے انکو ایسی نعمت عطا فرمائی ہے
اُنکے پاس یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقون کی قسم کھائی ہے کہ اُسکو ایسی
عبادت کرنا ضرور ہے کہ جس وقت وہ اُس عبادت مین مشغول ہو سارے لوگون
مین سے کوئی بھی اُس عبادت کو نہ کرتا ہو - ایسی صورت مین اُسکو کونسی عبادت کرنی چاہئے
انہون نے فوراً جواب دیا کہ مکہ معظمہ چلا جاے اور اپنے لیے طواف کی جگہہ کو خالی کرا ے
اور تنہا سات طواف کرے اور اپنی قسم اُتارے - اس جواب سے علماء عراق کو
نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُن سے اسکا جواب بن نہین پڑتا تھا - آنکے پاس ایک شخص
لایا گیا جسنے دعویٰ کیا تھا کہ مینے اللہ عزوجل کو چشم سر سے دیکھا ہے - اس شخص سے
انہون نے پوچھا کہ کیا تمہاری نسبت جو کچھہ لوگ کہتے ہین سچ ہے - اُسنے کہا کہ ہان
تب اُنہون نے اُسکو ڈانٹا ایسا کہنے سے منع کیا اور اُس سے عہد لیا کہ پھر ایسا
نہ کہے گا - اور حضرت سے لوگون نے پوچھا کہ یہ سچ کہتا ہے یا بیہودہ بکتا ہے -
حضرت نے کہا کہ کہتا تو سچ ہے مگر شبہہ مین پڑ گیا ہے - اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے
کہ اسنے نور جمال کو اپنی بصیرت (چشم دل) سے دیکھا بعدہٗ اسکی بصیرت سے ایک
چمک پردہ پھاڑ کر اسکے بصر (ظاہری بینائی) تک پہونچی پس اسنے اپنی ظاہری
بینائی سے اپنی باطنی بینائی کو دیکھا - اور اسکی باطنی بینائی کی شعاعین اسکے شہود
کے نور سے متصل تہین اسلیے اسنے گمان کیا کہ جس چیز کا شہود اسکی بصیرت کے
سامنے ہوا تھا اُسکو اسنے بصر سے دیکھا حالانکہ اُسنے صرف اپنی بصر کو اپنی بصیرت سے
دیکھا مگر وہ نہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ۵ بلیقیان بَيْنَهُمَا

ع۵ پارہ ۲۷ - رکوع ۱۱ (سورہ الرحمن آیت ۱۹ و ۲۰)

بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۝ اُسی نے دو سمندر بنا لکاے کہ آپس مین ملتے ہین (اور پھر بھی) دونون مین ایک پردہ (رہتا) ہے کہ (اُس سے ایک دوسرے کی طرف) بڑھ نہین سکتے) اس تقریر کے وقت بہت سے مشائخ اور بڑے بڑے علما جمع تھے اس تقریر کو سُنکر سب کی باچھین کھل گیئن اور جس صفائی و عمدگی سے انہون نے اُس شخص کے حال کی توضیح کی اُس سے سب دنگ رہ گیے اور بہت سے لوگون نے کپڑے پھاڑکر اور ننگے میدان کی راہ لی۔ آنکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بہت بڑا نور نظر آیا جو سارے اُفق پر چھا گیا پھر اُسمین سے ایک صورت مجھے یہ آواز دیتی ہوئی نمودار ہوئی کہ اے عبدالقادر مین تمہارا پروردگار ہون اور مینے تمہارے لیئے حرام چیزون کو حلال کر دیا۔ مینے کہاکہ دور ہو ملعون۔ بس فوراً ہی وہ نور تاریکی ہو گیا اور وہ صورت دہوان ہو گئی بعدہ اُسنے مجھسے مخاطب ہوکر کہا کہ اے عبدالقادر تم اپنے علم اور اپنی اُس آگاہی کے ذریعہ سے جو تمکو اپنی منازلات کے احوال کی نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے مجھسے بچ گیے حال آنکہ مین ایسے ڈہکوسلون سے ستر اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہون۔ مینے کہاکہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ آپسے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے۔ انہون نے کہاکہ اُسکے اس قول سے کہ "مینے تمہارے لیئے حرام چیزون کو حلال کر دیا"۔ ان سے پوچھا گیا کہ موارد الہیہ و طوارق شیطانیہ کے صفات کیا ہین تو اُنہون نے کہاکہ خدائی واردات نہ تو استدعا سے آتے ہین اور نہ کسی سبب سے جاتے ہین اور نہ ایک طور پر اور نہ کسی خاص وقت مین آتے ہین اور شیطانی طوارق اکثر اسکے خلاف ہوتے ہین۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ ہمت کیا شے ہے تو انہون نے جواب

دیا کہ ہمت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت کو نکال ڈالے اور اپنی روح سے آخرت کے تعلق کو دور کردے اور اپنے قلب مین اپنے آقا کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور اپنے باطن مین اس سے مجرد ہو جاے کہ ہستی کیطرف نگاہ کرے یا اُسکے اندر اُسکا خیال آنے پائے - گریہ کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے جواب دیا کہ اُسکے لیے ردد اور اُس سے ردد اور اُس پر ردد اور کوئی حرج نہین ہے - کسی نے دنیا کو پوچھا تو کہا کہ اُس کو اپنے دل سے نکالکر اپنے ہاتھ پر لے آو تب وہ تمکو نقصان نہ کریگی - اور شکر کی نسبت پوچھا گیا تو کہا کہ شکر کی حقیقت مُنعم (نعمت دہندہ) کی نعمت کا عاجزی وفروتنی کے طرز پر اقرار کرنا منیت کا مشاہدہ اور شکر سے عاجز رہنے کے طریقہ پر حرمت کی نگہداشت ہو - اور انکا قول ہے کہ صابر فقیر اللہ تعالی کے ساتھ شاکر مالدار سے افضل و بہتر شاکر فقیر دونون سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر تینون سے بہتر ہے - اور خود بلا ء کو نہین بلاتا مگر جو بلا یا لانیوالے کو پہچانتا ہے - ان سے پوچھا گیا کہ خوش اخلاقی کسکو کہتے ہین ؟ تو اُنہون نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ حق کا مطالعہ کر لینے اور اپنے نفس اور اُسکی چیزون کو چھوٹا سمجھ لینے اور اُسکے عیبون کو جان لینے - اور خلق کو اور اُنکی چیزون کو اُس ایان و حکمتون پر نظر کرکے جو اُنمین ودیعت ہین بڑا سمجھ لینے کے بعد تم مین خلق کی جفا اثر نہ کرے اور ان سے سوال ہوا کہ لقا کیا چیز ہے تو انہون نے کہا کہ بقا تو لقا ہی کے ساتھ ہوتی ہے اور لقاء آنکھ جھپکنے کیطرح ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم اور اہل لقا کی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ اس وصف مین کوئی فانی شے اُنکے ساتھ نہین ہوتی کیونکہ دونون ضدین ہین - اور انکا قول ہے کہ جب تم اُسکا ذکر کرو تو تم محبت

رکھنے والے ہو اور جب تم اپنا ذکر اُس سے سُنو تو تم محبوب ہو اور خلق تمہارے
اور تمہارے نفس کے درمیان مین پردہ ہے اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے
پروردگار کے درمیان - اور جب تک تم خلق کو دیکھتے رہو گے اپنے نفس کو نہ دیکھوگے
اور جبتک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہو گے اپنے رب کو نہ دیکھوگے - اور جب انکی شہرت
ملکون مین پہیل گئی تو بغداد کے اکابرین سے ایکسو فقیہ علوم مین انکا امتحان لینے
کو جمع ہوے اور اُن مین سے ہر ایک بہت سے مسائل لیکر اُنکے پاس آیا جب وہ
سب بیٹھ گئے تو حضرت نے گردن جُھکا لی اور انکے سینہ سے نور کی ایک چمک
ظاہر ہوئی جو سو ۱۰۰ کے سینون پر گذری جس سے جو کچہ اُنکے دلون مین تہا سب
محو ہوگیا - تب تو وہ ہکا بکا سے رہ گئے اور بیقرار ہوے اور سبنے ملکر بڑے زور
سے ایک چیخ ماری اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے اور اپنی پگڑیان پہینکدین - بعدہ حضرت
نے کرسی کو رونق بخشی اور جو کچہ سوالات وہ لائے تہے سب کے جواب دئے
اور وہ انکے علم و فضل کے معترف ہوئے - اُنکے اخلاق یہ تہے کہ باوجود جلیل القدر
ہونے کے چہوٹے بچّون اور لڑکیون کے پاس ٹہیرتے اور فقیرون کے ساتہ بیٹہتے
اور اُنکے کپڑون سے جوئیین نکال لیتے تہے - اور کبہی نہ کبہی بڑے آدمی اور نہ اعیان
دولت کی تعظیم کو کہڑے ہوتے اور نہ کبہی کسی بادشاہ یا وزیر کے پہاٹک کے اندر
گئے - اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالی عنہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت
کہتے ہین کہ انکے قدم حول و قوت سے تبرّی کے ساتہ تفویض و موافقت پر جمع ہوگئے
تہے اور ان کا طریقہ موقف عبودیت مین حاضر رہنے کے ساتہ توحید کی تجرید اور تفرید
کی توحید تہا نہ کسی چیز کے ذریعہ سے اور نہ کسی چیز کیلئے - اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مجاری اقدار کے نیچے قلب و روح کی موافقت کے ساتھ گھلتے رہنا۔ باطن و ظاہر کا ایک ہونا۔ اور خیال نفع و ضرر اور نزدیکی و دوری کے اٹھہ جانے کے ساتھ نفس کے صفات سے باہر نکل جانا ہے۔ اور شیخ ابن القائد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق قول و فعل نفس و وقت کا ایک ہوجانا۔ اخلاص و تسلیم سے ہم آغوش رہنا۔ اور ہر سانس خطرہ و وارد مین اور اللہ عزوجل کے ساتھ ثابت رہنے کے حال مین کتاب و سنّت کی موافقت کرنی ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اپنے پروردگار کی راہ مین شدت و لزوم کے اعتبار سے تمامی اہل طریق کی قوتون کی سی تہی۔ اور انکا طریقہ توحید تہا وصفاً و حکماً و حالاً۔ اور انکی تحقیق شریعت تہی ظاہراً و باطناً۔ اور انکا وصف یہ تہا۔ قلب فارغ ہستی غائب اور پروردگار حاضر کا مشاہدہ ایسے باطنی علم کے ساتھ جو شکوک کی کشاکش سے پاک ہو اور ایسے راز کے ساتھ جسمین اغیار نزاع نہ کرین اور ایسے قلب کے ساتھ جس سے مشاہدہ کے آثار جدا نہون۔ ابو الفتح ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مینے چالیس برس تک شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور انہون نے اس مدت مین برابر عشار کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی۔ اور انکی عادت تہی کہ جب وضو ٹوٹتا تو فوراً اٹہکر وضو کر لیا اور دو رکعتین پڑہ لین۔ اور عشار کی نماز پڑہکر اپنی خلوت مین چلے جاتے اور کسی شخص کو اپنے ساتھ خلوت مین آنے نہین دیتے تہے اور صبح نمودار ہوتے ہی پہر خلوت سے باہر نکلتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ رات کے وقت ان سے ملنے کو آیا تو اُسکو صبح کے قبل زیارت نصیب نہوئی۔ ہروی

کا بیان ہے کہ ایک شب مین انکے پاس رہا تو مینے انکو دیکھا کہ اول شب کو تھوڑی سی
نماز مین پڑہتے بعدہٗ تہائی رات گذرنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور المحیط الرب
الشہید الحسیب الفعال الخلاق الخالق الباری المصوّر کہتے ہین اور
اُنکا جسم کبھی چھوٹا اور کبھی بڑا ہوجاتا ہے اور کبھی ہوا مین بلند ہوکر میری نظر سے غائب
ہوجاتے ہین - بعدہٗ سیدہے کھڑے ہوکر نماز مین قرآن تلاوت کرتے ہین یہانتک
کہ رات کی دوسری تہائی گذرجاتی ہے - اور بہت ہی طویل سجدے کرتے ہین -
بعدازان متوجہ ہوکر فجر نمودار ہونے تک مشاہدہ و مراقبہ مین رہتے ہین - اسکے
بعد دعا کرنا گڑگڑانا اور اپنی خواری جتلانا شروع کرتے ہین اور ایسا نور اُن کو
ڈہانک لیتا ہے جس سے چکاچوند لگ جاے یہانتک کہ اُسین نظر سے غائب
ہوجاتے ہین - وہ کہتے ہین کہ مین اُنکے پاس سلام علیکم سلام علیکم
اور اُنکے جواب دینے کی آوازین اُسوقت تک سُنا کیا کہ وہ صبح کی نماز کیلیے باہر
آئے - شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین عراق کے میدان اور کہنڈردن
مین پچیس برس تک تن تنہا پہرتا رہا نہ مین کسی مخلوق کو پہچانتا تہا اور نہ کوئی مخلوق مجہے
پہچانتی تہی مردان غیب وجنون کے گروہ میرے پاس آیا کرتے تہے اور مین اُنکو
اللہ عزوجل کا رستہ بتلایا کرتا تہا - اور جب مین پہلے پہل عراق آیا تو خضر علیہ السلام
میرے رفیق ہوے اور مین اُن کو پہلے سے پہچانتا نہ تہا - اور مجہسے اُنہون نے
یہ شرط کی کہ مین اُنکی مخالفت نہ کرون اور کہا کہ یہان بیٹھے رہو چنانچہ جس مقام پر
مجہے اُنہون نے بٹہایا تہا مین تین سال بیٹہا رہا اور وہ سال مین ایک مرتبہ آیا کرتے
اور مجہسے کہتے تہے کہ جب تک مین تمہارے پاس نہ آؤن اپنی جگہ پر جمے رہو -

اور اُنکا بیان ہے کہ مین ایک سال تک مدائن کے کہنڈرون مین رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے رستہ پر بہجاتا تہا اسلیئے نبیذ کی سیٹہی کہاتا اور پانی نہ پیتا تہا اور دوسرے سال پانی پیتا تہا اور کچہہ نہ کہاتا تہا اور تیسرے سال نہ کہاتا تہا نہ پیتا تہا۔ اور جاڑون کی ایک رات مین مین کسریٰ کے محل مین سویا تو مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور مین اُٹہکر ندی سے نہا آیا اور اُسکے بعد سو رہا تو پہر وہی ہوا اور پہر مین ندی سے غسل کرکے آیا یہانتک کہ اُس رات چالیس بار یہ واقعہ پیش آیا اور مین غسل کرتا رہا بعدہٗ مین نیند کے خوف سے چہت پر چڑہ گیا۔ اور مینے تمہاری دنیا سے آرام پانے کیلئے ہزار جتن کیئے۔ یہ بادشاہون اور اُنکے پاس والون کے بچہونے پر بیٹہنے کو فقیر کے لیئے فوری عذاب سمجہتے تہے۔ انکے پاس جب خلیفہ یا وزیر آتا تو گہر کے اندر جاکر برآمد ہوتے تہے تاکہ فقیرون کی آنکہون مین طریقت کی عزت قایم رہے اور اُنکو تعظیم کے اُٹہنا نہ پڑے۔ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ مین فقیرون اور فقیہون کی جماعت انکے پاس جمع ہوئی اور اُنکے سامنے اُنہون نے قضا و قدر پر تقریر کرنی شروع کی۔ اثنا ر تقریر مین چہت سے ایک سانپ گرا۔ جس سے سب حاضرین بہاگ نکلے اور صرف یہی رہ گیئے۔ اور وہ سانپ انکے کپڑون مین گُہس گیا اور انکے جسم پر سے گذر کر گردن کے نزدیک اُسنے سر باہر نکالا اور گلے مین لپٹ گیا۔ اور انہون نے باوجود اسکے نہ سلسلۂ تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی۔ بعد اسکے وہ اوتر کر زمین پر آیا اور اپنی دُم کے بل اُنکے سامنے کہڑا ہو گیا اور چلایا اسکے بعد وہ کچہہ بولا جسکو حاضرین مین سے کوئی بہی نہ سمجہا۔ اور چلتا ہوا۔ تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچہنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تہا۔ انہون نے کہا کہ اُسنے مجھسے

کہاکہ مینے بہت سے ولیون کو آزمایا مگر آپکا سا استقلال دیکھنے مین نہ آیا۔ اسپر مینے
اُس سے کہا کہ تو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی قضا وقدر حرکت دیتا ہے جسکے
بارہ مین مین تقریر کر رہا تہا۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اسکے بعد
مین نماز پڑہ رہا تہا کہ وہی سانپ پہر آیا اور میرے سجدہ کی جگہ مین مُنہ کہول کر کہڑا رہا
اور جب مینے سجدہ کرنا چاہا تو اُسکو اپنے ہاتہ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا تب وہ میری گردن
مین لپٹ گیا اور پہر میری آستین مین گہس گیا اور دوسری آستین سے باہر نکلا۔
بعدہ میرے گلے کیطرف سے اندر جاکر باہر نکل گیا۔ اُسکے دوسرے دن جب مین
ایک کہنڈر مین گیا تو وہان ایک شخص مجھے نظر آیا جسکی آنکہین طول مین شگافتہ
تہین۔ اس سے مین سمجھا کہ یہ جن ہے۔ پہر اُسنے مجھ سے کہا کہ مین وہی سانپ
ہون جسکو آپ نے گزشتہ شب کو دیکہا تہا اور جسطرح مینے آپکو آزمایا اسی طرح سے
مین بہتیرے ولیون کو آزما چکا ہون مگر اُن مین سے ایک مین بہی آپ جیسا استقلال
نہ تہا۔ بعض باطن مین گہبرائے اور ظاہر مین ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن
مین بے چین ہوئے مگر مینے آپکو دیکہا کہ نہ ظاہر مین گہبرائے اور نہ باطن مین۔ اور
اُس جن نے مجھسے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتہ پر توبہ کرے چنانچہ مینے اُسے
توبہ کرائی۔ یہ کہتے تہے کہ جو بچہ میرے پیدا ہوا اُسکو مینے اپنے ہاتہون مین لیکر کہا
کہ یہ مرنے والا ہے اور مینے اُسکو پیدا ہوتے ہی اپنے دل مین سے نکال دیا۔
ابن الاخضر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب ہم موسم سرما مین شیخ عبدالقادر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس جایا کرتے تہے تو چلّہ کے جاڑے کے وقت دیکہتے تہے کہ وہ
ایک کرتہ اور ٹوپی پہنے ہوے ہین اُنکے جسم سے پسینہ نکل رہا ہے اور اردگرد

بنکہا چلنے والے انکو بنکہا جہل رہے ہین جیساکہ سخت گرمیون مین - یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تہے کہ پیروی کرو اور بدعت (دین مین نئی بات ایجاد) نہ کرو اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو - صبر کرو اور گہبراؤ نہین - ثابت قدم رہو اور پراگندہ نہو - منتظر رہو اور ناامید نہو - متفق ہو کر ذکر کرو اور متفرق نہو - گناہون سے پاک ہو اور آلودہ نہو اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ٹلو - اور انکا قول ہے کہ جب تم مین سے کوئی شخص کسی بلا مین مبتلا ہو تو اسکو چاہیئے کہ پہلے اسکے لیے اپنے آپ کو حرکت مین لائے - اور اگر اس سے تخلصی نہو تو اوردن یعنی حاکمون وغیرہ سے مدد لے اور اگر اسپر ہی رہائی نہو تو اپنے رب کیطرف دعا گریہ وزاری اور اسکے سامنے اپنے آپ کو ڈالدینے کے ذریعہ سے رجوع کرے پس اگر اسکی سُنی نہ جاوے تو اسکو یہانتک صبر کرنا چاہیئے کہ سارے اسباب وحرکات اُس سے منقطع ہو جائین اور وہ صرف ایسی روح رہجاوے کہ حق جلّ وعلاہی کا فعل اُسے دکہائی دینے لگے پس وہ یقیناً مُوحّد ہو جائے گا اور یقین کرلے گا کہ حقیقت مین اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہے اور جب اسکو وہ مشاہدہ کریگا تو اللہ اُسکے کام کا متکفل ہو جائیگا اور وہ عیش ومزہ کی زندگی بسر کریگا جو بادشاہون کو بہی نصیب نہین اور کبہی اُسکا نفس اپنے بارہ مین اللہ تعالےٰ کے نافذ کئے ہوئے حکم سے چین بچین نہوگا - اور انکا قول ہے کہ جب تم خلق سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا تمپر رحم کرے اور تمکو تمہاری خواہشون سے موت دے" پہر جب تم اپنی خواہشون سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا نے تمپر رحم کیا اور تمکو تمہارے ارادہ و آرزو سے موت دے" پس جب تم اپنے ارادہ و آرزو سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "اللہ نے تمپر رحم کیا اور تمکو زندہ کیا" تب تم ایسی پاک

زندگی بسر کروگے جسکے بعد موت نہین۔ ایسے مالدار ہوجاؤگے جسکے بعد افلاس نہین
ایسا عطیہ پاؤگے جسکے بعد انکار نہین۔ وہ علم تمکو حاصل ہوگا جسکے بعد جہل نہین۔
ایسا امن پاؤگے جسکے بعد خوف نہین۔ اور ایسی سرخ گندہک (نایاب چیز)
ہوجاؤگے جو ڈہونڈہنے سے بہی نہ ملے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ خلق سے فنا ہوجاؤ
اللہ تعالی کے حکم سے اور اپنی خواہشون سے اللہ تعالی کے امر سے۔ اور خواص کا
شرک کرنا یہ ہے کہ سہو ونسیان اور غلبہ حال ودہشت کے طور پر اپنے ارادہ کو حق
کے ارادہ کے ساتہہ شریک کرین پس اللہ تعالی بیدار کرنے اور یاد دلانے کے ذریعہ
سے انکی خبر لیتا ہے تب وہ اس سے رجوع کرتے اور اپنے پروردگار سے
بخشائش چاہتے ہین اسلیئے کہ اس ارادہ سے فرشتون ونبیون علیہم الصلوۃ والسلام
کے سوا کوئی بچا ہوا نہین ہے اور باقی مخلوقات یعنی جن وانس جو مکلف ہین اس
سے محفوظ نہین ہین البتہ اسقدر ہے کہ اولیا کی نفسانی خواہشون سے حفاظت
کیجاتی ہے اور ابدال کے ارادہ سے۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ اپنے نفس سے
باہر نکلو اور اُس سے دور ہوجاؤ اور اپنی ملکیت سے کنارہ کشی اختیار کرو اور سب
کو اپنے آقا کے سپرد کردو اور اپنے قلب کے دروازہ پر اُسکے دربان بنو پس
وہ جسکے اندر لانے کا حکم دے اُسکو اندر لاؤ اور جسکے باہر نکالنے کا حکم دے اُسکو
باہر کرو اور نفسانی خواہش کو اپنے دل مین نہ آنے دو ورنہ تم ہلاک ہوجاؤگے۔ اور
انکا قول ہے کہ بچتے رہو اور مائل نہو۔ اور ڈرتے رہو اور بیغم نہو۔ اور تفتیش کرتے
رہو اور غافل نہو ورنہ تمکو اطمینان ہوجائیگا۔ اور کسی حال یا مقال کو اپنی طرف منسوب
نہ کرو۔ اور ان مین سے کسیکا دعوی نہ کرو اور کسیکو اسکی اطلاع نہ دو کیونکہ اللہ تعالی نے

"ہر روز ایک نہ ایک کام مین ہے" یعنی تغیر و تبدیل مین وہ "آدمی اور اُسکے قلب کے درمیان مین حائل ہے"، اسلیے جسکی تم خبر دوگے اُس سے تمکو ہٹا دے گا اور جس حال کے ٹھیر جانے کا خیال دل مین لاؤ گے اُس سے تمکو الگ کر دے گا اسلیے جسکو تم اُسکی خبر دوگے اُسکے نزدیک تم شرمندہ ہو گے بلکہ تم اُسکی نگہداشت کرو اور اُسکو دوسرے تک پہونچنے نہ دو پہر اگر وہ ثبات و بقا ہو تو سمجھو کہ اُسکی بخشش ہے اور شکر کرو اور خدا سے توفیق چاہو اور اگر ثبات و بقا کے سوا کچھ اور ہو تو اُسمین علم معرفت نور بیداری و تادیب کی زیادتی ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (ہم کوئی آیت منسوخ کرو ین یا ذہن سے اُتار دین تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی نازل بہی کر دیتے ہین) اور کہتے تہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمکو ایک حالت پر قائم کر دے تو اُسکے سوا اور حالت کو چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ تم اختیار نہ کرو مین کہتا ہون کہ ادنیٰ کی طلب کا ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ادنیٰ سے اُس چیز کو بدلنا چاہے گا جو اُس سے بہتر ہے اور اعلیٰ کی صورت مین یہ سبب ہے کہ اسکے طالب مین نفسانی خواہش نازش راہ پا جائیگی پس شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کلام مین اُس شخص کیلیے ممانعت ہے جو نفسانی خواہش سے باہر نہین نکلا ہے اور جو اس سے نکل چُکا ہے اُسکے لیے مراتب ترقی کا سوال خالص بندگی ہے واللہ اعلم اور کہا کرتے تہے کہ اگر تم بادشاہ کے گہر مین جانا چاہتے ہو تو ہوا و ہوس سے اُس گہر مین جانا اختیار نہ کرو جبتک کہ تمکو جبر سے نہ لیجاے - اور جبر سے میری مراد سخت حکم ہے جو تکرار کے ساتہہ ہو اور صرف اندر آنے کے حکم پر قانع نہو جانا کیونکہ ہوسکتا

ع پارہ اول تیرہوان رکوع (سورہ بقر - آیت ۱۰۶)

ہے نہ یہ کہ مکرو فریب ہو بلکہ اُسوقت تک صبر کرو کہ تم داخل ہونے پر مجبور کیئے جاؤ پس تم محض جبر اور بادشاہ کے فضل سے گھر مین داخل ہوگے اُسوقت بادشاہ تمکو کسی فعل پر سزا نہ دیگا سزا تو تمکو اپنی برائی کی شامت۔ اپنے صبر کی کمی۔ سوء ادبی۔ اور جس حال پر حق تعالیٰ تمکو قائم کردے اپنی اُس بات سے خوشنودی کے ترک پر پہونچ سکتی ہے۔ پھر جب تم گھر مین داخل ہوجاؤ تو سر جھکائے ہوئے۔ آنکھین نیچی کئے ہوئے باادب اور اُس خدمت کے محافظ رہو جسکا تمکو حکم دیا جائے اور ترقی کے طالب نہو نہ درمیانی طبقہ پر اور نہ اعلیٰ رتبہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ [ع] (اور تم اپنی نظر نہ دوڑانا) اور انکا قول ہے کہ نعمتون کا حاصل کرنا اور مصیبت کا دفع کرنا اختیار نہ کرو کیونکہ نعمتین تو تسکو قسمت سے ضرور ہی پہونچین گی چاہے تمکو وہ خوشگوار ہون یا ناگوار اور مصیبت تم مین گھسی ہی ہوئی ہوگی تو تم اُسکو ناگوار سمجھو یا دفع کرو اسلیئے سب چیزون مین اللہ تعالےٰ کیلیئے سر تسلیم خم کردو جو وہ چاہے کرے پس اگر تمکو نعمتین ملین تو ذکر و شکر مین لگ جاؤ اور اگر تمپر مصیبت آئے تو صبر موافقت رضا اور اُس سے مزے لینے اور اُس سے

ع پوری آیت کریمہ یہ ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ ۝ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ (اے پیغمبر) ہمنے جو مختلف قسم کے لوگون کو دنیاوی زندگی کی رونق کے ساز و سامان استعمال کیلئے دے رکھے ہین کہ انکو اُن (کے حال) مین آزمائین تم اپنی نظر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی روزی بہت بہتر و پاینده تر ہے (پارہ ۱۶۔ رکوع ۱۶) سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۶ = لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ کا استعمال ایسا درپیش مین جو اسی کے قریب قریب کے واقع ہے ۱۲ مترجم

معدوم و فنا ہو جانے مین اُن حالات کے انداز سے جو تمکو عطا ہون مشغول ہو اور اُنہین منتقل ہوتے رہو یہانتک کہ رفیق اعلیٰ تک پہونچ جاؤ اور صدیقین و شہدا ر اسبق کے مقام مین قائم کر دئے جاؤ پس مصیبت سے نہ گہراؤ اور اسکے رنج کرنے اور نزدیک آجانے پر اپنی دعا کے ساتھہ کہڑے نہو کیونکہ مصیبت کی آگ جہنم کی آگ سے تو زیادہ نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی کہ اے مومن گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجہا دیا۔ اور مومن کا وہ نور جو دوزخ کے شعلہ کو بجہائیگا وہی نور ہے گا جو دار دنیا مین اوسکے ساتھہ رہیگا اور جسکے ذریعہ سے وہ نافرمانی کرنے والے سے ممتاز ہوگا اس لئے اُسکو چاہیے کہ اس نور سے مصیبت کے شعلہ کو بجہائے کیونکہ مصیبتین بندہ پر اُسے ہلاک کرنے کو نہین آیا کرتین وہ تو اُسے آزمانے کو آتی ہین - اور انکا قول ہے کہ جو تکلیف تمکو پہونچے اُسکا گلہ کسی سے بہی نہ کرو دوست یا قریب چاہے جو ہو اور جو کچہہ تمہارے حق مین تمہارا پروردگار کرے اور اُسکے ارادہ سے جو بلا تمپر آئے اُسمین کبہی اُسپر تہمت نہ دہرو بلکہ بہلائی اور شکر کا اظہار کرو اور کسی مخلوق سے نہ دلبستگی پیدا کرو اور نہ مانوس ہو اور جس حال مین تم ہو اُس سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو تمہارے پروردگار کے سوا کوئی فاعل نہین ہے اور ہر شے اُسکے پاس جچی تلی ہوئی ہے " اور اللہ اگر تجکو (کسی قسم کی تکلیف پہونچائے تو اُسکے سوا اُسکا دور کرنیوالا نہین ") اور جبکہ تم عافیت مین ہو اور تمہارے پاس کسی قسم کی نعمت ہو تو زیادہ طلبی کے لیے اور جو نعمت و عافیت

عہ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ۔ پارہ ہفتم رکوع ہشتم (سورۂ انعام آیت ۱۷)

اُسنے تمکو دے رکھی ہے اُنکو حقیر جان کر اور اُن سے آنکھیں میچ کر اللہ تعالیٰ
کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غالباً وہ تیر غصہ ہوگا اور جو ہے اُسکو بھی تمسے
لے لےگا اور تمہاری شکایت کو سچّی کر دکھاے گا اور تمہاری مصیبت کو دونی کر دیگا
اور تمکو سخت سزا دےگا اور تمکو ناپسند کرےگا اور اپنی آنکھ سے گرا دےگا اور
آدمی پر اکثر بلائیں پروردگار عزوجل کی شکایت کرنے سے آتی ہین۔ اور ان کا قول
ہے کہ بادشاہون کی ہمنشینی کی صلاحیت صرف وہی شخص رکھتا ہے جو لغزشون
ومخالفتون کی ناپاکیون سے پاک وصاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے دروازون کیطرف
صرف اُسی کو رُخ کرنا چاہیے جو دعودن اور ہوسون سے مبّرا ہو حال آنکہ
اے بھائی! تم رات دن گناہون وگندگیون مین ڈوبے رہتے ہو۔ اور اسی لیے
آیا ہے کہ ایک دن کی تپ ایک سال کا کفّارہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیماریون
وسختیون کو اور کام نہین صرف اسی لئے بنایا ہے کہ تم اُسکی نزدیکی وہمنشینی کے
قابل ہو جاؤ۔ اور یہی آیا ہے کہ سخت ترین بلائین نبیون پر آتی ہین بعدہٗ درجہ بدرجہ
اور دوامی بلا کے ساتھہ ولایت کُبریٰ والے مخصوص ہین اور یہ اس لئے ہے
کہ وہ ہمیشہ حاضر بارگاہ رہین اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف جھکنے نہ پائین۔ یہ جب بندہ پر
ہمیشہ مصیبت رہتی ہے تو اُسکا قلب قوی اور اُسکی نفسانی خواہش کمزور ہو جاتی ہے
اور کہا کرتے تھے کہ تم پر راضی رہو اور اپنے رب سے اُسکے ازلی حکم مین جھگڑا
نہ کرو ورنہ وہ تمکو جدا کر دےگا اور اُس سے غافل نہو ورنہ وہ تمکو خراب وبرباد کر دیگا
اور اُسکے دین مین اپنی نفسانی خواہش سے گفتگو نہ کرو ورنہ وہ تمکو تباہ کر دےگا
اور اپنے نفس سے مطمئن نہ ہو ورنہ تمکو اُسکے ساتھہ اور جو اُس سے بھی بُرا ہوگا مبتلا کریگا

اورکسی پر ظلم نہ کرو گو اُسکا باعث اُسکی نسبت تمہاری بدگمانی اور اُسکو بُرا سمجھنا ہی کیون نہو
کیونکہ تمہارا پروردگار ظالم کے ظلم سے درگذر نہین کرتا - اور کہتے تھے کہ جب تم اپنے دل مین کسی شخص
کی عداوت یا محبت دیکھو تو اُسکے افعال کو کتاب و سنت سے ملاؤ پس اگر دونون کی رو سے وہ پسندیدہ ہون
تو اُسکو دوست رکھو اور اگر ناپسندیدہ ہون تو اُسکو ناپسند کرو تاکہ تم اُسکو اپنی نفسانی خواہش
سے نہ دوست رکھو اور نہ دشمن سمجھو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ عـه
فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (اور اپنی نفسانی خواہش پر نہ چلنا ورنہ وہ تمکو خدا کے رستے
سے بہکا دے گی) اور کسی کو چھوڑ و نہین مگر اللہ کے لئے اور یہ بھی اُسوقت کہ اُسکو
گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے دیکھو مین کہتا ہون
کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکا علم ہو گو وہ شہادت
ہی سے کیون نہو اسلئے چھوڑ دینے کے جواز کے لئے یہ شرط نہین ہے کہ چھوڑنے والا
اُس گنہگار کو اپنی آنکھون سے گناہ کرتے ہوے دیکھے - اسی لیے سیدی علی الخواص
رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کسی کو چھوڑ دینے کے جواز کی شرط یہ ہے کہ چھوڑنیوالے
کو اُس شخص کے جسکو چھوڑا ہے اُس گناہ مین جسکی وجہ سے چھوڑا ہے مبتلا ہونیکا
ظنی و تخمینی نہین بلکہ یقینی علم ہو اس لئے بغیر تحقیق و ثبوت کے قطع تعلق جائز نہین
ہے اور یہ وہ باب ہے جسمین بہتیرے آدمی ہلاک ہوے ہین اور اُسی گناہ مین
مبتلا ہو کر مرے ہین جسکی تہمت انہون نے لوگون پر دہری تہی واللہ اعلم - اور آن کا
قول ہے کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو نہ اُسکے مال کو بڑہاتا ہے
اور نہ اُسکی اولاد کو اور یہ اسلیے کہ اُس محبت مین جو اُسے اللہ تعالے کے ساتھ

عـه تیسوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ صٓ کی چھبیسوین آیت) ۱۲

ہے شرکت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے شرکت کو پسند نہین کرتا مین کہتا
ہون کہ لیکن اگر ولی ایسے مقام تک پہونچ جاے کہ کوئی چیز اُسکو خدا سے باز
نہ رکھہ سکے تو اسکے لئے مال و اولاد کا مضائقہ نہین ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کی
طمع نہ رکھو کہ روحانیون کے زمرہ مین داخل ہو گے جبتک کہ تم اپنے آپ سے بجمیع
وجوہ دشمنی نہ کرو اور اپنے کل جوارح و اعضا سے جدائی نہ اختیار کرو اور اپنی ہستی
شنوائی بینائی گرفت دوڑ دھوپ عمل و عقل اور اُن کل چیزون سے الگ ہو جاؤ جو روح کے
وجود سے پہلے تمہاری تہین اور اُن چیزون سے جو نفخ (روح پہونکنے) کے بعد
تم مین پیدا کیگئین کیونکہ یہ سب چیزین تمکو تمہارے رب عزوجل سے روکنے والی
ہین جیسا کہ خلیل علیہ السلام نے بتون کی نسبت کہا تہا اور جسکا ذکر اللہ تعالیٰ کے
اس قول مین ہے فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (یہ تو میرے
دشمن ہین ہان میرا سچا دوست پروردگار عالم ہے) پس تم اپنے آپ کو مجموعۃً اور اپنے اجزا
کو ساری مخلوقات کے ساتھہ پست سمجھو۔ اور حدود کی پابندی اور اوامر و نواہی کی نگہداشت
کے ساتھہ اپنے رب کے سوا کسی کی ہستی تمہین نظر نہ آئے۔ پس اگر تم مین حدود مین
سے کسی چیز کی کمی واقع ہو تو سمجھہ لو کہ تم مبتلا سے فتنہ ہو شیطان تم سے کہیل کرتا ہے
پس شرع کے حکم کی طرف لوٹو اور اُسکے پابند ہو اور اپنی نفسانی خواہش کو چہوڑ دو
کیونکہ جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے وہ باطل ہے۔ اور انکا قول ہے
کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ایماندار بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اُسکے قلب
کے سامنے رحمت احسان و بخشش کا دروازہ کہولدیتا ہے اسلئے وہ اپنے قلب سے وہ

ع۵ پارہ ۱۹۔ رکوع ۹ (سورہ شعرار۔ آیت ۹۰)۔ ۹۲

دیکھتا ہی جسکو آنکھہ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا یعنی غیب
کی چیزون کا مطالعہ اور پہچاننا اور لطافت آمیز کلام و خوش آیندہ نغمہ و دلائل اور دعا مین
مقبولیت اور تصدیق و وعدہ و وفا اور حکمت کی باتون کا اُسکے قلب مین خود بخود گذرنا
اور اسکے سوا بڑہی چڑہی ہوئی نعمتین جیسے حدود کی نگہداشت اور پابندی طاعات
پس جب بندہ کو اسپر اطمینان اور وہ اسپر نازان اور اُسکو اس حالت کے
ہمیشہ رہنے کا اعتقاد ہوگیا تب اللہ تعالیٰ اُسپر انواع و اقسام کی مصیبتون اور
رنجون کے دروازے جان مال و اولاد کی طرف سے کہول دیتا ہے اور جو کچھہ
نعمتین اُسکو ملی تہین وہ سب اُس سے زائل ہوجاتی ہین۔ اسلیئے وہ بندہ ہمیشہ
بکا دل شکستہ ہوجاتا ہی اگر اپنے ظاہر کیطرف دیکھتا تو مسرت کا منظر پیش نظر ہوتا ہی اور اگر اپنے باطن کیطرف
نظر دوڑاتا ہی تو غم کے سامان مہیا پاتا ہی اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے زائل ہونیکا سوال کرتا ہے
تو مقبول ہونے کی امید نہین اور اگر خلق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو
اسکا کوئی رستہ نہین پاتا اور اگر رخصتون پر عمل کرتا ہے تو فوراً سزا پاتا ہے
اور اُسکے جسم و مال پر خلائق مسلط ہوجاتے ہین اور اگر درگذر چاہتا ہے تو معاف
نہین کیا جاتا اور اگر اُن بلاؤن پر جنمین وہ مبتلا ہے رضامند ہونے خوش رہنے
اور آرام کرنے کا قصد کرتا ہے تو یہ بہی اُسکو نصیب نہین ہوتا۔ پس جب وہ
اس حالت کو پہونچ جاتا ہے تب اُسکا نفس گہلنے لگتا۔ اُسکی نفسانی خواہش
زائل ہونی شروع ہوتی ارادے و آرزوئین کوچ کرتی جاتی اور تمام چیزون کی ہستی
مٹتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُسکی دائمی اور سخت کردی جاتی ہے یہانتک کہ اُس کی
بشریت کے اوصاف کو فنا کردیتی ہے اور وہ صرف روح رہجاتا ہے پس اسوقت وہ

اپنے قلب سے یہ ندا سنتا ہے اُرْكُضْ عــه بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنے پاؤن سے زمین کو ٹھکرا دو تمہارے نہانے اور پینے کیلئے یہ ٹھنڈا پانی حاضر ہے) اور سارے خلعت اُسکو واپس ملتے بلکہ اور زیادہ عنایت ہوتے ہین اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی تربیت خود فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ عــه نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (کوئی شخص بھی نہین جانتا کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُنکے لیئے پردہ غیب مین موجود ہے) اور آپکا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا اکو چاہتا ہے وہ اللہ سے اپنی ناواقفیت اپنے ایمان اپنی معرفت اور اپنے یقین کی کمزوری اور اپنے صبر کی کمی ہی کی وجہ سے اور جو شخص کہ اس سے بچتا ہے وہ اللہ عزوجل کی نسبت اپنی زیادہ واقفیت اپنے ایمان کی زیادتی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے زیادہ حیا کرنے ہی کے باعث۔ اور انکا مقولہ ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر ہی شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اُسپر امید و غرور غالب نہ آجائین جس سے وہ مکر مین پڑکر ادب خدمت کی بجاآوری سے غافل ہوکر ہلاک ہوجاے حال آنکہ بندہ سے صرف یہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے سوا کسی طرف مائل نہو۔ اور انکا قول ہے کہ جو ابتلا بر عقوبت و مقابلہ کے طور پر ہو اُسکی علامت بلا کے پاے جانے کے وقت صبر کا نہونا گھبرانا اور خلق سے شکایت

عــه پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۳ (سورۂ ص آیت ۴۲) قصہ حضرت ایوب علیہ السلام جس سے صاحب ترجمہ کا یہ پورا قول من اولہ الی آخرہ ماخوذ ہے اور جو حالات مندرجہ بالا کی تصویر ہے دونون کو ملا کر دیکھنے اور سوچنے سے پورا لطف آسکتا ہے۔ ۱۲ مترجم

عــه پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵ (سورہ سجدہ آیت ۱۷) ۱۲۔

کرتا ہے اور جو ابتلا گناہون کے کفارہ اور کمی کے سئے ہو اُسکی علامت صبر جمیل کا ہونا ہے جسمین نہ شکایت ہو نہ گبراہٹ نہ بے چینی اور نہ طاعت کی بجا آوری مین سستی - اور جو ابتلا کہ درجات کی بلندی کیلئے ہو اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے دور ہونے تک خدا کے ازلی حکمون سے خوشنودی موافقت نفس کی طمانینت اور سکون پایا جاوے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو آخرت چاہے اُسکو دنیا کی نسبت اور جو اللہ کو چاہے اُسکو عقبیٰ کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک کہ بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت مین اٹکا ہوا ہو (یعنی کہانا پینا نکاح کرنا حاکم یا رئیس بننا - یا جو فن کہ فرض سے زیادہ ہین اُن مین سے کسی مین مشغولی کرنی جیسے کہ اس زمانہ مین حدیث روایت کرنی - قرآن کا ساتون قرأت سے پڑہنا اور نحو لغت وفصاحت کے فنون مین عمر صرف کرنا) اُسوقت تک وہ آخرت کا دوست رکہنے والا نہین وہ تو دنیا ہی کا راغب اور اپنی ہی نفسانی خواہشون کا تابع ہے - اور نصیحت کیا کرتے تھے کہ کل جہتون سے اندہے بن جاؤ اور اُنمین سے کسی سے چپکے نہ رہو کیونکہ جب تک کہ تم اُسکو پیش نظر رکہو گے اُسوقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تمپر بند رہے گا اسلیئے تمام جہات کو اپنی توحید سے بند کرو اور اُنکو اپنے یقین سے بعدہ اپنی فنا سے بعدہ اپنی محو سے بعدہ اپنے علم سے مٹادو تب جا کر تمہارے قلب کی آنکہون سے جہتون کی جہت کہلیگی اور یہ خدا کریم کے فضل کی جہت ہے پس تم اُس جہت کو اپنی چشم سر سے دیکہو گے اور اسکے بعد تم نہ فقر پاؤ گے اور نہ غنا - اور یہ بہی فرمایا کرتے تھے کہ جون جون تم نفس پر مجاہدہ کرو گے اور اُسپر غالب آؤ گے اور اُسکو مجاہدہ کی تلوار

سے قتل کروگے دو دن دون اللہ عزوجل اُسکو زندہ کرتا جائیگا اور وہ تمسے جھگڑا کریگا اور تمسے حرام و مباح خواہشون اور لذتون کا مطالبہ کریگا تاکہ تم اُسکے ساتھہ پھر مجاہدہ و مقاتلہ کرو اور تمہارے لیئے دائمی نور و ثواب لکھا جاے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے "رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کیطرف لوٹے ہین) یہی معنی ہین - اور انکا مقولہ ہے کہ ہر مومن اس بات کا مکلف ہے کہ جو چیز اُسکے حصہ مین آئی ہو اُسکے سامنے آنے کے وقت ٹھیر جاے اور پہچان بین کرلے ایسی صورت مین جبتک کہ حکم اُسکو مباح اور علم اُسکو اُسکا حصہ نہ قرار دے اُسکو ہاتھہ نہ لگاے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن بڑی چھان بین کرنے والا اور منافق حق سے باز رکھنے والا ہوا کرتا ہے -

(۲۵۰) ابوبکر بن ہوار البطائحی رضی اللہ تعالی عنہ



یہ عیار تھے رہزنیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات کو غیب سے انکو آواز آئی کہ کیا تیرے اللہ تعالی سے ڈرنے کا وقت ابھی نہین آیا ہے ؟ بس اُسی وقت انہون نے توبہ کی اور یہی پہلے شخص ہین جنکو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب مین کپڑے کا خرقہ اور ٹوپی پہنائی - اور جب یہ بیدار ہوے تو انہون نے دونون چیزین اپنے جسم پر پائین - یہ کہا کرتے تھے کہ مینے اپنے رب عزوجل سے عہد لیا ہے کہ جو جسم میری تربت مین داخل ہو اُسکو آگ نہ جلاے - اور کہا جاتا ہے کہ کبھی کوئی مچھلی یا گوشت انکی قبر مین داخل نہوا جسکو آگ نے جلایا ہو - انکے

جلیل القدر و عالی مقام ہونے پر انکے زمانہ کے بزرگون کا اجماع منعقد ہوا تھا
انکے بعض اقوال فیض اشتمال یہ ہین۔ توحید قدم کو حدوث سے الگ کرلینا موجودات
کا خارج ہوجانا۔ پردہ کا قطع کرنا۔ اور جتنی چیزین معلوم و مجہول ہون اُنکے ساتھ ٹھیرنے
کو ترک کرنا ہے کیونکہ توحید کا علم اُسکے وجود کا مبائن ہے اور اُسکا وجود اُسکے
علم کا مفارق ہے اسلیئے جب اُسکی انتہا ہو گی تو حیرت پر ہو گی۔ تصوف اجتماع کے
ساتھ ذکر کرنا سماع سے وجد کرنا اور اتباع کا برداشت کرنا ہے۔ خوف تمکو اللہ تعالیٰ
تک پہونچاے گا اور وہ یہ ہے کہ سانس کے آنے جانے کے ساتھ اس سے
بیغم نہو کہ تم پکڑ لیئے جاؤ گے۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اُسکے غیر سے جدا ہونا ہے
اور اُسکے غیر سے جدا ہونا اُسکے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تمہارا لوگون کو حقیر سمجھنا
ایسا مرض ہے جسکا علاج نہین ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ عراق کے اوتاد آٹھ
ہین۔ معروف کرخی۔ احمد بن حنبل۔ بشر حافی۔ منصور بن عمار۔ جنید۔ سری سقطی
سہل بن عبداللہ تستری۔ اور عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایسا ان سے
پوچھا گیا کہ عبدالقادر کون ہین۔ تو اُنھون نے کہا کہ ایک عجمی سید بغداد کے رہنے والے
جنکا ظہور پانچوین صدی مین ہوگا اور وہ صدیقون اور اقطاب دنیا کے رئیسون
مین سے ہونگے رضی اللہ عنہ

(۲۵۱) شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اس شان کی ریاست انکے زمانہ مین انہین کو ملی۔ اور بہت سے صدق والے

سالک جیسے شیخ ابوالوفا و شیخ منصور رضی اللہ عنہما وغیرہما انہین کے ہان سے
نکلے - یہ شریف الاخلاق کامل الادب وافر العقل اور کثیر التواضع تھے - ابتدا مین
قافلون کو لوٹا کرتے تھے - آخر انہون نے ابوبکر بن ہوار البطائحی کے ہاتہ پر توبہ کی
پہر تو مادر زاد اندہون - برص والون اور دیوانون کو اپنی دعا سے اچھا کرنے لگے
انکے چند مقولے یہ ہین - طاعت کی جڑ پرہیزگاری و تقوی ہے اور تقوی کی جڑ
نفس کا حساب لینا ہے - جسنے اللہ تعالی کا پکارنا سنا وہ کیونکر اُسکے پکارنے
والے کو جواب دے سکتا ہے اور جسنے اللہ کے سوا کسی چیز پر استغنا کیا اُسنے
اللہ تعالی کی قدر نہ جانی - جسنے اپنے نفس کو ادب کے ساتہ مقہور کیا وہی اللہ تعالی
کو خلوص کے ساتہ پوجنے والا ہے - خلق کا حجاب حق تعالی سے رہی اُنکی
تدبیرین اپنی جانون کے لیے ہین اور جسنے اپنے آپ سے حق کے قریب
ہونے پر نگاہ کی اُسکے قلب سے اُسکے سوا سب چیزین دور ہوگئین - صدیقون
کی خواہش مجاہدہ ہے اور جہوٹون کی خواہش خواب و کاہلی - جو شخص اللہ تعالی
کے ساتہ ایسے سر کا مدعی ہو جسکی شہادت اُسکے ظاہر کی نگہداشت نہ دیتی ہو
اُسکو دین مین متہم ٹھہراؤ - گو تم موت سے مرجاؤ مگر ہرگز اُس فقیر کا کھانا نہ کھاؤ جو دنیا
سے پرہیز کرنے کے بعد اُسکی طرف لوٹا ہو اور اگر تمنے کھا لیا تو چالیس دن تک
تمہارا قلب سخت رہیگا - قلب کی درستی خلوص کے ساتہ اور اُسکا بگاڑ ریا و سمعہ
کے ساتہ علم مین مشغول رہنے مین نہے - قلب کا جاری ہنا اور مراتب اعلی کیطرف
سبقت کرنا اسپر موقوف ہے کہ حق کی پوری رعایت اور خلق کے لحاظ کو اٹہا دینے
کے ساتہ باطن کی اصلاح کیجاسے - اور ولی وہ ہے جسکا حال ہمیشہ چہپا رہے اور

بغیر اسکے کہ اُس کو تمیز کرنے کے اعمال ظاہر ہون ساری ہستی اُس کے ولی ہونے پر ناطق ہو۔

(۲۵۲) شیخ اعزاز بن مستودع بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بطائح مین طریقت کی ریاست انکو پہونچی تھی اور صلحار و علمار کی ایک جماعت نے ان سے طریقت اخذ کی اور اُسمین عزّ قریز بیان کین اور انکے صاحب عظمت ہونے پر بزرگون نے اتفاق کیا ہے۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہین :۔ غفلتین دو ہین رحمت کی غفلت اور دشمنی کی غفلت۔ پس جو غفلت کہ رحمت سے ہے وہ پردہ بہادینا ہی تاکہ یہ گروہ عظمت و جلال کا مشاہدہ کرکے فرائض و سنن کے سوا عبودیت کو بہول جائین اور ہیبت کی واردات کے مراقبہ کے سوا سر کی مراعات سے غافل ہوجائین۔ اور جو غفلت کہ دشمنی سے ہے وہ بندہ کا اللہ عز وجل کی طاعت کو چھوڑ کر اُسکی معصیت مین مشغول ہوجانا اُسکا کرامات کی طرف التفات کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہوجانا ہے۔ سطوت کے فرش تو دشمنون ہی کے لئے بچھائے گئے ہین تاکہ وہ اپنے بُرے افعال سے وحشت زدہ ہون اسلئے کبھی ایسی چیز انکے مشاہدہ مین نہین آتی ہے جس سے خوش ہون اور جس چیز سے مانوس ہوتے ہین اُس سے اُنکو اطمینان حاصل نہین ہوتا۔ روحون نے شوقون پر مہربانی کی تو حقیقت کی طرف بلانے والون کے پاس مشاہدہ کا دامن پکڑ کر ٹھیرین اسلئے حق تعالیٰ کے غیر کو معبود نہ سمجھین اور انکو یقین آگیا کہ قدیم کو حادث صفات معلولہ سے دریافت نہین

کرسکتا پس حق تعالیٰ کی ہی صفتین اُس تک پہنچتی ہین اسلیئے وہی ہے جسنے اُسے پہونچایا ہے اور آدمی اپنے نفس سے نہین پہونچا ہے - ارادت قلب کا چیزون سے چیزون کے رب کی طرف پہیر دینا اور بغیر قصد کے اللہ کے ساتھ بیٹھنا ہے - محبت جب روحون سے ملی تو وہ اُڑین جب عقلون سے مخلوط ہوئی تو وہ دہشت زدہ ہوئین اور جب فکرون سے متلبس ہوئی تو وہ حیرت زدہ ہوگئین - علم کا کمال یہ ہے کہ جمال صفتون کے کنہ کی نسبت امید منقطع ہوجاسے - جو اللہ سے مانوس ہوا اُس سے ہر چیز مانوس ہوئی جسکو اللہ نے مخاطب کیا اُسکو ہر چیز نے مخاطب کیا جو اللہ تک پہونچا ہر چیز اُس کی جلالت کے باعث اُس سے پیچھے رہی اور جسنے اللہ کو پہچانا اُس سے اُن علوم و اسرار کی عظمت کے سبب جو اللہ نے اُسکے سپرد فرماسے ہر چیز ناواقف رہی -

(۲۵۳) شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ احمد بن رفاعی کے ماموں تھے اور اُنہین کی صحبت مین راہ پر لگے صاحب احوال وارباب مقامات کے بہت سے گروہ انکی طرف منسوب ہین - انکے حمل مین رہنے کے زمانہ مین جب انکی والدہ انکے پیر شیخ محمد شنبکی کے حضور مین حاضر ہوتی تہین تو وہ اُٹھہ کہڑے ہوتے تہے - اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا تو لوگون نے اُن سے اسکا سبب پوچھا - اُنہون نے کہا کہ مین اُس جنین کے لئے کہڑا ہوتا ہون جو اسکے پیٹ مین ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربون اور مقامات والون مین سے

ہوگا اور عنقریب اسکی شان ایسی بلند ہوگی کہ اسکا راہوار طریقت مُنہ نہین موڑنے کا یہانتک کہ اللہ عزوجل کی طرف رُخ کئے ہوئے جان دیگا - آنکے جیدہ اقوال یہ ہین - جسنے دنیا کو پہچانا اُسنے اُسمین زہد کیا اور جسنے اللہ کو پہچانا اُسنے اُس کی رضا کو متقدم رکھا اور جسنے اپنے آپ کو نہ پہچانا وہ بہت بڑے دہوکے مین ہے - جتنی چیزون مین اللہ تعالیٰ بندہ کو مبتلا فرماتا ہے اُنمین سب سے زیادہ سخت اُس سے غافل ہونا اور فترت[ع] ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسکو غفلت اور نیند سے پناہ دیتا ہے - جون جون قلب کی منزلت بڑہتی جاتی ہے وون وون سزا جلدتر اُسپر پہونچتی ہے - صبر عزادون کا توشہ راہ ہے اور رضا عارفون کا درجہ ہے - پس جو شخص اپنے صبر پر صبر کرے وہ صابرون مین سے بڑا نیکوکار ہے - جو شخص ایسی حالت مین کہ اپنے رزق کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو تہمت دیتا ہے اپنے دین کے ساتہ اللہ کیطرف بہاگتا ہے وہ رزق کے لئے بہاگتا ہے اُسکی طرف نہین بہاگتا - دنیا کی جو موجودات کہ دنیا چہوڑنے کی ہین نہو وہ تمہارے لئے سفر ہے مفید نہین ہے - تین خصلتین اولیار کی صفتین ہین ہر چیز مین اللہ تعالیٰ پر بہروسا کرنا - اُسپر تکیہ کرکے ہر شے سے فانی ہوجانا اور ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع کرنا - ارادت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرو تو اُسکو اشارہ سے زیادہ نزدیک پاؤ اور توکل سارے امور کو ایک ہی کیطرف پہیر دیتا ہے اور ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو کوئی چیز سمجہنا

[ع] فترۃ بالفتح - اسکے لغوی معنی ہین سستی اور صوفیون کی اصطلاح مین "بدایت کی آگ کا جو نفس ہوا کی جلانیوالی ہے ٹہنڈا ہوجانا" ۱۲ مترجم

ہے اور اُسکا کمال اپنے اخلاص مین ریا کا دیکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُن دلون کا
اللہ عزوجل کی نزدیکی سے شگفتہ ہونا اور اُسی سے خوش ہونا اور اپنی تسکین کی
حالت مین اُسکی طرف نگاہ رکھنا اور اُسکے کل ماسوا سے غافل ہوجانا ہے اور یہ
کہ دل اُسوقت تک اُسکی طرف اشارہ نہ کرین جبتک کہ وہی انکی طرف اشارہ کرنیوالا
ہو۔ جو شخص کہ عبودیت کی صفائی پر ہولا اُسمین ربوبیت کے نسیان نے
گھر کیا اور جسنے عبودیت کی پابندی مین ربوبیت کی صنعت کا مشاہدہ کیا پس
وہی اپنے نفس سے الگ ہوا اور اپنے رب عزوجل کے پاس ٹھیرا اور اسوقت
وہ استدراج سے سلامت رہا اور اس مقام پر استدراج یقین کا چلا جانا ہے
کیونکہ یقین ہی سے غیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہین۔ کشف نور کے رنگ ہین جو
اُسوقت چمکتے ہین جب کہ باطنی امر دن کے اندر ہی اندر ایک غیب سے دوسرے
غیب کی طرف پہچاننے والون کی شناخت دل مین جاگزین ہوجاتی ہے تاکہ جہان
سے حق مشاہدہ فرماتا ہے وہین سے یہ بھی چیزون کا مشاہدہ کرے اس لئے
وہ مخلوق کے دل کی باتین کہہ دیتا ہے اور جب باطن کے اندر حق ظاہر ہوجاویگا
تو امید وخوف کے لئے فضلہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ مینے اپنے
ماموں ؏ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سُنا کہ عاشق ہمیشہ اپنے خمار مین سرشار
اپنی شراب مین حیران رہتا ہے نشہ سے نکلکر حیرت مین آتا ہے اور حیرت سے نکل کر

؏ ظاہر ہے کہ اس قول کو شیخ احمد رفاعی کے ترجمہ مین ہونا چاہیئے نہ کہ خود شیخ منصور کے
اقوال مین بلاشبہ سہو کاتب کی غلطی ہے۔ لیکن جو نسخہ مصر کا چھپا ہوا میرے پاس ہے اُسمین اسیطرح ہے
اس لئے مینے اُسے باقی رکھکر جتلا دیا۔ ۱۲ مترجم

نشہ مین جاتا ہے۔ شیخ منصور رضی اللہ عنہ زمین بطائح کی نہر دقلی مین رہتے تھے اور انہون نے اسی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ چنانچہ وہین قضا کی۔ اور انکا مزار ظاہر و معلوم اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ انکے مرتے وقت انکی بیوی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بناجاؤ۔ اُنہون نے کہا کہ نہین اپنے بھانجے احمد کو۔ مگر جب انکی بیوی نے دوبارہ کہا۔ تو اُنہون اپنے بیٹے اور اپنے بھانجے دونون سے کہا کہ تم دونون فلان زمین سے خرفہ کا ساگ اکھاڑ لاؤ۔ چنانچہ اُنکے بیٹے اُسی زمین سے خرفہ کا ساگ لے آئے۔ اور اُنکے بھانجے کچھ بھی نہ لائے۔ تو اُن سے اُنہون نے پوچھا کہ اے احمد تو ساگ کیون نہ لایا۔ احمد نے کہا کہ مینے دیکھا کہ سب جڑی بوٹیان اللہ عزوجل کی تسبیح پڑھ رہی ہین اسلیے مین اُن مین سے کسی کو بھی نہ اکھاڑ سکا۔ تب اُنکی بیوی چپ رہ گئین۔

(۲۵۴) شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ



اپنے وقت مین بزرگان عراق کے سردارون مین سے تھے اور انکی بہت سی خارق عادت کرامتین تھین اور انکے زمانہ مین اس شان کی ریاست انہی کو پہونچی تھی۔ بےشمار لوگ علما و صلحا رین سے انکے مرید ہوے۔ اور ارباب احوال مین سے انکے چالیس خادم تھے۔ جب انکے پیر شیخ شنبکی نے انکی بیعت لی تو کہا کہ آج میرے دام مین ایسا پرند پھنسا ہے جسکا مثل کسی شیخ کے جال مین نہ پھنسا تھا اور بطائح کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ جو شخص ابوالوفا کا ذکر کرے اور اپنے مُنہ پر ہاتھ

پھیرے بغیر اللہ کا نام لے لے اُسکے چہرہ کا گوشت اگر انکی ہیبت سے نہ گرے تو اُسپر تعجب کرناچاہیے۔ اور سیدی عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے کہ حق تعالی کے دروازہ پر ابوالوفا جیسا کوئی کردی نہین ہے اور یہی پہلے شخص ہین جو عراق مین تاج العارفین کے لقب سے موسوم ہوئے ہین۔ انکے بعض کلام نسبت الہام یہ ہین۔ جسکو نظر کے اثر نے سرگردان کیا اُسکو خبر کے سننے نے بے چین کیا اور جو بیابان شوق مین الگ ہو رہا وہ آفاق کیطرف التفات نہین کرتا۔ ذکر وہ ہے جو تمکو تمسے اُسکے وجود کے سبب سے غایب کردے اور اُسکے شہود کے باعث تمکو تم سے لے لے کیونکہ ذکر حقیقت کا شہود اور خلقت کا نمود (بجھ جانا) ہے۔ اجسام قلم ہین روحین تختے ہین اور نفوس جام شراب ہین اور اور وجد آگ پھونکد ینے والی حسرت ہے اور بعدہٗ اڑا لیجانیوالی نگاہ ہے اور قوت شاہد حضور مین بندہ کی سراسیگی کے وقت باطنی محادثہ اور غلبۂ شہود کے سبب سے دریاے مشاہدہ مین قلب کا مستغرق ہوجانا ہے۔ تسلیم نفس کو احکام کے میدانون مین چھوڑدینا اور صدمات سے اُسپر شفقت کا ترک کردینا ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اپنے پیر کے پاس آنیوالا سچا ہو اور پیر خواب مین ہو تو پیر کا ہر ذرہ اُسکے سوال کا جواب دیگا اور اُسکو پیر کے جگانے کی ضرورت نہوگی۔

(۲۵۵) شیخ حمّاد بن مسلم دبّاس رضی اللہ تعالی عنہ

علوم حقائق کے علماء راسخین مین سے تھے۔ انکو مریدون کی تربیت کی ریاست ملی تھی۔ اور پوشیدہ واردات کے کشف کی نسبت انپر اجماع منعقد ہوا تھا اور انکے

وقت کے بہت زیادہ مشائخ وصوفیہ بغداد انہین کی طرف منسوب تھے۔ اور یہ
اُن لوگون مین سے ایک ہین جنہون نے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت
پائی اُنکی ستائش کی اور اُنکی کرامتین روایت کین۔ انکے چند منتخب اقوال
یہ ہین۔ دل تین قسم کے ہین ایک تو وہ دل ہے جو دنیا مین پہرتا رہتا ہے دوسرا
وہ جو آخرت مین گہومتا ہے اور تیسرا وہ دل ہے جو مولیٰ کے ذریعہ سے پہرا کرتا ہے
نہ کہ مولیٰ مین کیونکہ جو مولیٰ مین پہرتا رہا وہ زندیق ہوا۔ اپنے دل کو یقین کے ذریعہ
سے پاک وصاف کرو تاکہ اُسمین احکام خداوندی جاری ہون۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
کا سب سے نزدیک رستہ اُسکا عشق ہے اور اُسکا عشق خالص نہین ہوتا جبتک
کہ عاشق روح بلا نفس نہ رہجاے اور جبتک اُسمین نفس ہے کبھی اللہ تعالےٰ
کے عشق کا مزہ چکھہ نہین سکتا۔ قدر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو معرفت حاصل ہو
اور خلق وامر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو تمکو رہائی ملے اور جسقدر تمہارے پاس امر ہوگا اُسیقدر تمہاری
سلامتی ہوگی اور جتنا تمہارے پاس قدر ہوگا اُسی انداز سے تمہاری معرفت ہوگی جب تمہارے
وجود مین نفسانی خواہش نہ پائی گئی تو تم موحد ہو گئے اور جب تمہاری تدبیر مین تمہاری
مراد نہ پائی گئی تو تم فانی ہو گئے لیکن اگر وہ تمہین بُلاے تو جواب دو۔ اگر تمسے
وعدہ کرے تو توکل کرو۔ اور اگر اپنا حکم تمپر جاری کرے تو سر تسلیم خم کردو۔ پس اگر
تمسے کہے کہ کوئی چیز اختیار کرو تو کہو کہ مین تو تفویض کر چکا ہون۔ اگر تمسے کہے کہ
کچھہ مانگو تو کہو کہ مین تصدیق کر چکا ہون۔ اگر تمسے کہے کہ میری عبادت کرو تو کہو کہ مجھے
توفیق عطا ہو اور اگر تمسے کہے کہ میری توحید کرو تو کہو کہ مجھے کھینچ لیا جاے۔ پھر
اگر معرفت آئیگی تو ربانی انفعال ہو جاے گی اور ساری ہستی زائل ہو جائیگی اور تم اُسکے

قبضہ مین ایسے صاحبدل ہوجاؤ گے کہ تمہاری جو چیز ہوگی وہ رب عز وجل کے ہی ذریعہ سے ہوگی اور جو اُسکے ذریعہ سے ہوگی وہ اُسی کی ہوگی اور جو تمہارے ذریعہ سے ہوگی وہ تمہاری ہوگی- ایسی صورت مین ایمان کے سبب سے تم دنیا کی تمام قسمون سے کنارہ رہو گے کیونکہ اسمین اُسکی تصدیق ہے - علم کے سبب سے آخرت کی تمام قسمون سے محفوظ رہو گے کیونکہ اسمین اُسکی معرفت ہے اور معرفت کے سبب سے تم سب سے الگ رہو گے جہاں چاہے تم رہو کیونکہ تمہاری معرفت کی حیثیت سے تمہارے اندازہ کے مطابق وہ تمہارے ساتھ ہے-

(۲۵۶) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ یگانہ اماموں مین سے تھے - اور خراسان مین تربیت مریدین کی ریاست ان کو ملی تھی- انکی خانقاہ مین علما و صلحا کی بہت بڑی جماعت جمع تھی اور ان سے اور انکے کلام سے فائدہ اُٹھاتی تھی - انکا کلام ہے کہ سماع حق کی طرف سفر اور حق کیطرف کا سفر ہے- اور یہ حق کے لطائف و زوائد غیب کے فوائد و موارد فتح کے بوادی و عوائد اور کشف کے معانی و بشارت سے ہے- اسلئے روحون کی خوراک جسمون کی غذا دلون کی حیات اور اسرار کی بقا ہے- چنانچہ ایک گروہ کو حق تعالیٰ شاہد تنزیہ کے ذریعہ سے سناتا ہے- ایک گروہ کو ربوبیت کی صفت کے ذریعہ سے اور ایک گروہ کو صفت قدرت کے ذریعہ سے پس حق ہی انکے لئے سنانے والا اور سننے والا ہے- پس سماع پردون کا پھاڑ دینا اور اسرار کا کھول دیتا ہے - اور

ایک کوندتی ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب ہے۔ اور روحون کا سماع دیون کے سننے
کے ذریعہ سے قرب کے بساط پر شاہد حضور کے ساتھ بغیر نفس کے ہوا کرتا ہے
چنانچہ وہ تمکو سماع کی حالت مین شیفتہ و حیرت زدہ ٹکٹکی باندہے ہوئے قیدی اور
فروتن بدست نظر آئینگے۔ اور سن لو! کہ اللہ تعالی نے اپنی رونق کے نور سے
ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کیے ہین اور انکو بارگاہ انس مین عرش و کرسی کے
درمیان جگہہ دی ہے اُنکے لباس سبز صوف کے اور اُنکے چہرے چودہوین رات
کے چاند جیسے ہین۔ اور جب سے یہ پیدا ہوے ہین حالت وجد مین شیفتہ
حیرت زدہ اور فروتن بدست ہین رکن عرش سے رکن کرسی تک پہند کیتے رہتے
ہین کیونکہ ان مین سخت شیفتگی پائی جاتی ہے۔ بس یہ آسمان والون کے صوفی
ہین اسرافیل انکے سپہ سالار و مرشد ہین جبرائیل انکے رئیس و متکلم اور حق تعالی
انکا مونس و مالک ہے، ابراہیم ابن الحوفی بیان کرتے ہین کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگون
کے سامنے وعظ کہہ رہے تھے کہ دو مولویون نے جو اُس مجلس مین تھے ان سے
کہا کہ چپ رہو تم تو بدعتی ہو۔ اسپر شیخ نے اُن دونون سے کہا کہ چپ رہو تم زندہ
نہین رہنے کے چنانچہ وہ اُسی جگہہ مر کر رہگیے۔ اور انکے پاس ہمدان سے ایک
عورت روتی ہوئی آئی اور اُسنے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگیون نے
قید کرلیا ہے۔ انہون نے اُسکو صبر کرنے کو کہا۔ مگر اُسے صبر نہ آیا۔ آخر اُنہون نے
دعا کی کہ خدایا اُسکی بیڑی کہول دے اور جلد اُسکو مخلصی دے۔ اسکے بعد اُس عورت
سے کہا کہ اپنے گہر جا تجھکو وہ وہین ملے گا۔ چنانچہ وہ عورت گہر جو آئی تو اُسکا بیٹا
وہان موجود تہا اُسکو اچنبہا گذرا اور اُسنے اپنے بیٹے سے حالات پوچھے۔ اُسنے

کہا کہ مین ابہی قسطنطنیہ مین پانون مین بیڑیان پہنے ہوئے تہا اور مجہپر نگہبان تعینات تہے کہ میرے پاس ایک شخص پہونچا اور مجہے اُٹھا کر پلک جہپکنے کیطرح یہان لے آیا۔ یہ سنہ ۴۴۰ھ چارسو چالیس ہجری کے قریب قریب پیدا ہوئے اور ۵۳۵ھ ہجری مین فیدخ دنیا سے چہوٹے اور مدت تک مقام بامن مین جو مرو کے راستہ پر واقع ہے مدفون رہے بعدہٗ انکی نعش مرو پہونچائی گئی اور وہان اُس سبزہ زار مین جو انکی طرف منسوب ہے دفن ہوئے۔

(۲۵۷) شیخ عقیل منبجی رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ

یہ اپنے وقت مین شام کے پیران پیر تہے انکی صحبت سے اکابر کا ایک گروہ کامل ہوکر نکلا جنمین سے ایک شیخ عدی بن مسافر ہین اور یہی پہلے شخص ہین جو عمؔ یہ خرقہ کے ساتہ ملک شام آئے اور ان سے اورون نے پایا۔ اور یہ طیّار (اُڑنے والے) کہلاتے تہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے اپنے اُس گانون سے جسمین یہ مقیم تہے مشرقی شہرون کی طرف جانا چاہا تو گانون کے منارہ پر چڑہ گئے اور گانون والون کو آواز دی چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو یہ ہوا مین اُڑے اور لوگ انکی طرف دیکہتے رہے اور لوگون نے جاکر دیکہا تو انکو منبج[ع] مین پایا۔ ان کے

ع منبج بروز مجلس یعقوبی کہتا ہے کہ قنسرین کے دیہات مین سے ہے اور دوسرون کا بیان ہے کہ شام مین واقع ہے بطلیموس کہتا ہے کہ منبج وحلب مین دس فرسخ کا فاصلہ ہے اور منبج سے فرات تک تین فرسخ کا ۱۲

بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :- معرفت تو صرف اُن چیزون کے متعلق ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لی ہین اور عبودیت اُن چیزون مین جنکا اُسنے حکم دیا ہے اور خوف سارے معاملہ کی جان ہے - لیکن عارفون کا خوف یہ ہے کہ کہین اُسکے افعال مین انکی راحت نہ پائی جاے - ولیون کا خوف یہ ہے کہ مبادا اللہ عزوجل کے حکم مین انکی نفسانی خواہش پائی جاے اور متقیون کا خوف یہ ہے کہ ایسا نہو کہ انکی رویت خلق مین انکا نفس شریک ہو اگر مخلوق تم مین پیدا کیجاے تو تم شرک کرو اور اگر تمکو تمپر قدرت دے تو تم اُن سے جھگڑے کرو - آے شخص کہہ کہ میرے معبود تو اپنے قدر سے مجھے چھٹا اور اپنے خلق سے مجھے آرام دے اور جب امر آے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو اُن مین سے مجھپر رحم فرما اور جب قدر آے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو مجھپر مجھسے رحم فرما پس جب فضل آے تو بغیر تصور اپنی ذات کے کہہ کہ الٰہی تیرا فضل تیری صنعت کیلئے ہے - پھر جب تم جدا ہوگے تو خشوع کے وقت تمکو عبودیت حاصل ہوگی اور ناز کے وقت توحید پس تمہاری عبودیت اُسکی طرف تمہارے محتاج ہونے کے سبب سے ہوگی اور اُسکا ناز یہ ہے کہ وہان اُسکے سوا اور کوئی نہین ہے - پھر جب الٰہیۃ[عہ] آوے تو "اللہ[عہ]" کہو پھر انکو پڑے جھک مارنے دو کہ کھیل بنایا کرین "

عہ سارے حقائق وجودیہ کے جمع ہونے کی احدیت کو آلہیت کہتے ہین - جیسا کہ آدم علیہ السلام سارے صور بشریہ کے جمع ہونے کی احدیت تھے - مترجم - از کتاب التعریفات اختصاراً

عہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِی خَوْضِہِمْ یَلْعَبُوْنَ ۱۲

الحاصل عشق کے مجاہدہ سے تم اُسکو پہچانوگے اور خلق سے اپنے باہر آنے کے ذریعہ سے
اُسکی توحید کروگے - ہمارا طریقہ جد و کد اور پابندی حد ہے یہانتک کہ تو فنا ہوجاے
پس یا تو جوان اپنی آرزو کو پہونچے گا اور یا اُسکی بیماری سے مرجائیگا ؎

یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

جو شخص اپنے لئے کوئی حال یا قال تلاش کرے وہ معرفت کی راہون سے دور
ہے - جوانمردی غلامون کی خوبیان دیکھنی اور اُنکی بُرائیون سے غائب رہنا ہے
مدّعی وہ شخص ہے جو خود اپنی طرف اشارہ کرے - اور سلوک کے مقام مین افسوس
وگریہ کا نہونا خذلان کی علامت ہے - یہ جب جنگل کے جانورون کو آواز دیتے
تھے تو اس کثرت سے سر ڈالے ہوئے آتے تھے کہ اُفق نظر نہ آتا تھا - اُنکا سونٹا
اسقدر وزنی تھا کہ کوئی شخص اُسکو اُٹھا نہین سکتا تھا - انہون نے منبج مین سکونت
اختیار کی اور کچھ اوپر چالیس سال وہان رہے اور وہین وفات پائی اور وہین اُنکی
قبر مشہور ہے لوگ اُسکی زیارت کرآتے ہین -

(۲۵۸) شیخ ابو یعزی المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ملک مغرب مین صادقین کی تربیت انکے سپرد ہوئی اور انکی صحبت سے وہان
کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور و معروف زاہدین کامل ہو کر نکلے - اہل مغرب
انکے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا کرتے تھے تو مینہ برستا تھا - انکے بعض کلام
حقیقت التیام یہ ہین :- احوال مبتدیون کے مالک ہوتے ہین جسطرح چاہتے ہین

اُنکو پھیرتے ہین اور منتہیون کی ملکیت کہ جسطرح وہ چاہتے ہین انکو پھیرتے ہین - جو حقیقت کہ بندہ کی نشانیون اور علامتون کو نہ مٹاوے وہ حقیقت نہین ہے جسنے نفل کے طور پر حق کی طلب کی وہ اُس تک پہونچا اور جو ایک (خدا) کے ساتھ نہوا وہ ایک کے ساتھ نہوا۔ سب سے زیادہ فائدہ مند کلام وہ ہے جو کسی مشاہدہ کی نسبت اشارہ ہو یا حضور کی نسبت خبر ہو۔ ولی ولی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکے قدم - مقام حال منازلت و سر نہون - پس قدم وہ راہ ہے جسپر تم حق کی طرف چلو - مقام وہ کیفیت ہے جسپر تمہارے سابقہ نے جو علم ازل مین ہے تمکو ٹھیرایا ہو - حال وہ کیفیت ہے جو وصولی فوائد مین تمکو برانگیختہ کرے مگر سلوک کے نتائج مین سے نہو - منازلت وہ چیز ہے جو حضور کے تحفون مین سے مشاہدہ نہ کہ استتار کی صفت کے ساتھ خاصکر تمہین ملی ہو - اور سر وہ ازلی لطائف ہین جو جمع کے غلبہ غیر کے مٹنے اور تمہاری ذوات کے فنا ہونے کے وقت تم مین ودلیعت رکھے گئے ہین - لہذا حکم مقام کی نگہداشت سے طریق کی واقعی سمجھہ اور اُسکے پوشیدہ معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے - حکم حال کی محافظت سے تعریف مین جو اللہ کے لئے اللہ ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُسکو بسط حاصل ہوتا ہے حکم منازلت کی حفاظت اُسکے سلطانِ قہر کو فتح لدنی کی فوجون سے مدد دیتی ہے - حکم سر کی نگہداشت مکنونات کے خزانون پر مطلع ہونے کی قدرت کو وسعت دیتی ہے حکم وقت کی نگہداشت سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور پاس انفاس غیبت فی الحضور کے مقام تک پہونچاتا ہے - شیخ ابو محمد افریقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شیخ ابو یعزیٰ اپنی ہدایت مین پندرہ برس جنگل مین رہے جہان جنگلی درختون کے

پہلون کے سوا کچھہ نہ کہاتے تھے اور شیر ان کے پاس آکر پناہ اور پرندے بسیرا لیتے تھے اور
اور اِن کی یہ حالت تہی کہ جب شیرونسے کہتے کہ یہان نہ رہو تو شیر اور اپنے بچون کو لے کر شیرنیا ن
سب کی سب باہر چلی جاتین۔ شیخ ابومدین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین ان سے میدان
مین ملا اوسوقت اونکے چارونطرف شیر اور وحشی جانور اور پرند موجود تھے اور اپنے احوال مین
اِن سے مشورہ کررہے تھے اور وہ خشک سالی کا زمانہ تہا چنانچہ یہ اِن وحشی جانورون سے
کہتے تہے کہ تم فلان فلان مقام کو جاو وہان تمہاری خوراک ہے اور ایسا ہی پرندون سے کہتے
تہے اور سب اون کا حکم مانتے تھے۔ بعدہٗ اُنہون نے مجہہ سے کہا کہ سُنا شعیب! ان
وحشی جانورون اور پرندون نے میرے پڑوس کو پسند کیا تو میری وجہ سے بہوکون مرنے
لگے۔

(۲۵۹) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اِس طریقہ کے یگانہ ارکان اور بلند رتبہ علمارمین سے تھے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
انکا نام عظمت کے ساتھہ لیتے انکی ستایش کرتے اور اِنکے سلطان ہونے کی گواہی
دیتے اور کہتے تھے کہ اگر مجاہدہ سے نبوت ملتی تو ضرور شیخ عدی بن مسافر اُسکو حاصل
کئے ہوتے۔ ابتدا مین انہون نے مجاہدہ مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اپنے بعد کے
بزرگون کو عاجز کردیا شدّت مجاہدہ سے اِن کی یہ حالت ہوگئی تہی کہ سر خشک ہوگیا ہوگیا
تھا اور سجدہ کرتے تھے تو سوکھی کھوپڑی سے بھیجے کے ٹکرانے کی ویسی ہی آواز سُنائی
دیتی تہی جیسی کنکریون کی۔ ابتدا امر مین مدتون کہو ہون پہاڑون اور میدانون

مین مجرد پہرتے اور انواع واقسام کے مجاہدے نفس سے کراتے رہے اور اِن
جگہون مین سانپ حشرات الارض اور درندے اِن سے مالوف رہے۔ اور یہی پہلے
شخص ہین جس نے پورب کے ملکون کی زیارات اور وہان کے سچے مریدونکی تربیت
کا قصد کیا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تہے انکے بعض کلام سعادت
فرجام یہ ہین :- تمہارا (کسی چیز کو) لینا یا ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہو یا اللہ عز وجل کے
ذریعہ سے ہو یا اوس کے لئے ہو۔ پس اگر یہ دونون فعل اوسکے ذریعہ سے ہون تو اوسی
کی طرف سے تم کو عطا کرنے کی ہدایت ہوگی اور اگر اوسکے لئے ہون تو اوس کے حکم سے
اوس سے رزق طلب کرو اور جسمین خلق ہے اُس سے بچو کیونکہ جب تم اون کے ساتھ
رہو گے تو وہ تمکو غلام بنائینگے اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو گے تو وہ تمہاری
حفاظت کرے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رہو گے تو تمہاری کفالت
کریگا۔ اور جب تم اسباب کے ساتھ رہو تو اپنا رزق زمین سے مانگو کیونکہ تم کو آسمان
سے نہین دیا جائیگا اور جب تم توکل کے ساتھ رہو تو اگر اپنی ہمت کے ذریعہ سے طلب
کرو گے تو ہرگز تمکو عطا نہو گا اور اگر تم اپنی ہمت کو اُٹھا دو گے تو تم کو عطا ہو گا۔ اور جب
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھیرے رہو گے تو تمہارے لئے سارے موجودات موطن سے
خالی ہون گے اور تم ایک مٹھی مین اور فانی ہو گے اور ساری ہستی تم مین اور تمہارے
لئے ہوگی۔ تم اپنے پیر سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے مگر اوسی صورت مین کہ تمہارا اعتقاد
اُس کی نسبت ہر اعتقاد سے بڑہا ہوا ہو اور جب ایسا ہو گا تب وہ تم کو اپنے حضور
مین رکہے گا اپنے غیبت مین تمہاری حفاظت کرے گا اپنے اخلاق سے تم کو
آراستہ کرے گا اپنی تادیب سے تم کو مؤدب بنائے گا اور تمہارے باطن کو

اپنے اشراق سے منور کرے گا اور اگر تمہارا اعتقاد اوس کی نسبت کمزور ہوگا تو تم کو ان چیزون
مین سے کوئی بہی اُسمین نظر نہ آئے گی بلکہ تمہارے باطن کی تاریکی کا عکس تمپر پڑیگا
تو تمکو اُسکے صفات بہی اپنے ہی صفات جیسے نظر آئینگے پس تم اوس سے کبہی
فائدہ نہ اوٹہاوگے گو وہ درجہ مین ولیون سے بہی اعلیٰ ہو۔ خوش اخلاقی یہ ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ اِس طور پر پیش آئے کہ اوسکو اُنس پیدا ہو وحشت نہو پس علما کے
ساتھ اونکی باتون کو اچہی طرح سے سننے کا برتاو کرے گو اوس کا مقام اوس سے
بالاتر ہو جو وہ کہتے ہون۔ اہل معرفت سے سکون وانکسار کے ساتھ پیش آئے اور
اہل توحید سے تسلیم کے ساتھہ جب کسی شخص سے کرامات و خرق عادات ظاہر ہوتے
دیکہو تو جبتک کہ اوسکو امر و نہی کیوقت دیکہہ نہ لو اُس پر نہ پہولو جس نے ادب آموزون
سے ادب نہ سیکہا وہ اوسکو خراب کرے گا جو اوس کی پیروی کرے گا اور جس مین ذرا
سا بہی بدعت ہو اوسکے ساتھ بیٹہنے سے بچو تاکہ اوسکی شامت تمہاری طرف نہ لوٹے گو
ایک مدت کے بعد ہی کیون نہو جس نے علم کے بارہ مین زبانی تقریرون پر بس کی اور
اوسکی حقیقت سے متصف نہ ہوا وہ منقطع ہے جس نے بغیر سمجہہ کے عبادت پر کفایت
کی وہ بیرونی ہے۔ جس نے بغیر ورع کے فقہ پر اکتفا کیا وہ دہوکے مین ہے اور
جس نے اون احکام کی پابندی کی جو اوسپر واجب ہین اوس نے نجات پائی توحید
باری تعالیٰ کی ماہیت کہنے مین نہین آتی اور نہ اوس کی کیفیت عقل و خیال مین آتی
ہے وہ تو مثالون اور شکلون سے بالاتر و اعلیٰ تر ہے اوس کی ذات کی طرح اوسکی
صفتین بہی قدیم ہین۔ اپنی صفات مین وہ جسم نہین ہے۔ وہ ایسا بزرگ ہے کہ
نہ اپنی بنائی ہوئی چیزون کے مشابہہ ہوسکتا اور نہ اپنی نکالی ہوئی اشیا کی طرف

منسوب ہوسکتا ہے۔ اوسکی جیسی کوئی چیز نہین اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
اوسکی زمین و آسمانون مین کوئی اوسکا مماثل نہین اور اوسکے حکم و ارادہ مین کوئی اوسکا
ہمسر نہین عقلون کے لئے حرام ہے کہ اللہ عز وجل کی کوئی مثالی صورت کھڑی کرین
ذہنون کے لئے کہ اوس کو محدود کرین گمانون کے لئے کہ اوسکی تعیین کرین ضمیرون
کے لئے کہ اوسکی تہ کو پہونچین نفسون کے لئے کہ اوسکو سوچین فکرون کے لئے کہ اوسکو
احاطہ کرین اور عقلون کے لئے کہ اوسکو تصور کرین مگر اوسی قدر کہ خود اللہ تعالی نے اپنی
کتاب مین یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنا وصف بیان کیا ہے اور
ہمارے اس طریقہ کے چلنے والے پر سب سے پہلے جو چیز واجب ہے وہ جھوٹے
دعوون سے باز آنا اور سچے معنون کا مخفی رکھنا ہے مین کہتا ہون کہ اسکی
وجہ یہ ہے کہ سچے معنی نور ہین اور بندہ کے قلب مین جسقدر نور جمع ہون گے اُسیقدر
اوسکے قدم جمین گے اور اوسکی استعداد قوی ہوگی اور جون جون وہ معنی کو ظاہر کریگا
دون دون نور ابتدا ہی مین نکلتا چلا جائیگا پس اس راہ مین اُسکا قدم نہین جمیگا۔ واللہ تعالی اعلم
اور یہ اکثر بحر محیط کے چھوٹے جزیرہ مین اقامت رکھتے تھے۔ اور یہ جب ہوا کو کہتے تھے
کہ ٹھیرجا تو فوراً ٹھیر جاتی تھی۔ ہکار[۵۱] کے پہاڑ مین سکونت رکھتے تھے

۵۱۔ کتاب الانساب مین لکھا ہے کہ ہکار بہ فتح ہا و تشدید کاف اور آخر مین راے مہملہ الف کے بعد
ہے اور ہکار ایک شہر اور خطہ اوس پہاڑ کے نزدیک ہے جو موصل کے اوپر جانب جزیرہ مین سے ہے
ابن الاثیر نے لباب مین لکھا ہے موصل کے علاقہ مین ہکار ایک ولایت ہے جس مین تعلقات و دیہات
شامل ہین۔

اور بالس[51] کو اونھون نے وطن بنایا تھا اور یہین ۵۵۸ھ پانچسو اٹھاون ہجری مین وفات پائی اور اُس تکیہ مین جو اِن کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور اِن کی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۰) شیخ علی بن وہب سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجار[52] اور اوسکے جوار کے مریدون کی تربیت کی خدمت اِن تک پہونچی اور بڑے بڑے لوگون کا ایک گروہ اِن سے مرید ہوا مثلاً شیخ سوید سنجاری شیخ ابو بکر جاری شیخ سعد ضاجی

۵۱ - بالس باے موحدہ بعدہ الف ولام مکسورہ بعدہٗ سین مہملہ یہ ایک چھوٹا سا شہر فرات کے مغربی کنارہ پر ہے - اور یہی ملک شام کا سب سے پہلا شہر ہے - یہان سے قلعہ دوسر تک جو قلعہ جعبر کے نام سے مشہور اور فرات کے شرقی جانب مین واقع ہے پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور قلعہ جعبر کے مقابل فرات کے غربی جانب سرزمین صفین ہے جہان لڑائی ہوئی تھی - حاشیہ اصل کتاب -

۵۲ - صاحب لباب نے لکھا ہے کہ سنجار سین بے نقطہ کے کسرہ - نون کے سکون اور جیم کے فتحہ اور الف و رار بے نقطہ کے ساتھ ہے - ابن سعید نے لکھا ہے کہ سنجار نصیبین کے جنوبی حصہ مین بہت ہی خوبصورت شہر ان مین سے ہے اور اسکا کوہی حصہ نہایت ہی سیر حاصل ہے - اور ابن حوقل کی کتاب مین ہے کہ سنجار دیار ربیعہ کے میدان کے وسط مین پہاڑون کے قریب ایک شہر ہے اور سنجار کے سوا جزیرہ کے کسی شہر مین کھجور کا درخت نہین ہے - اور وہان کے بعض باشندون نے لکھا ہے کہ سنجار موصل سے تین منزل پر واقع ہے سنجار مغرب سمت مین اور موصل شرق کی سمت مین واقع ہے - اور سنجار کو پہاڑ اپنے دامنون سے محفوظ کئے ہوئے ہے اور معرہ کے انداز کا ہے یہان ایک قلعہ اور بہت سے باغ مین اور نہرون اور شمال جانب کے پہاڑ سے پانی کی افراط ہے ابو الفداء -

وغیرہم - یہ چالیس مرید چہوڑکر گزرے عالم قدس ہوئے جنمین سب ارباب احوال تھے۔ نقل ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے چالیسون مرید ایک باغ مین جو انکی تکیہ کے روبرو واقع تھا جمع ہوئے اور ہر ایک نے اوس باغ سے ایک ایک مٹھی گھاس لی اور اوسپر پہونک ماری جس سے وہ گھاسین نیلے نیلے سبز و سفید مختلف رنگون کے پہول ہوگئین اور ایک نے دوسرے کے صاحب تمکین و تصریف ہونے کی شہادت دی۔ انکا بیان ہے کہ مینے سات سال کی عمر مین قرآن حفظ کیا بعدہٗ علم مین مشغول ہوا اور مین ایک مسجد مین جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت کیا کرتا تھا ایک شب کو مین وہین سوتا تھا کہ مین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ انہون نے مجھ سے کہا کہ علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی پہناؤن اور اونہون نے اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھی۔ اسکے چند دنون کے بعد خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہون نے مجھ سے کہا کہ علی! تم نکلکر لوگونکے پاس جاؤ انکو تمسے فائدہ پہونچے گا۔ مگر مین اپنے کام مین استقلال کے ساتھ لگا رہا بعدہٗ مینے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ جو خضر نے کہا تھا وہی یہ بھی کہتے ہین۔ یہ سنکر مین بیدار ہوا اور اپنے معاملہ مین ثابت قدمی سے نہ ٹلا تب تیسری شب کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے وہی فرماتے ہین جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تہا۔ اسپر مین بیدار ہوا اور مینے باہر نکلنے کا ارادہ کرلیا اور اوسی رات کے آخر حصہ مین جو مین سویا تو مینے حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور مجھ سے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندے مینے تجھے اپنی زمین مین اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے سب احوال مین مینے اپنی ایک روح کے ذریعے سے مدد دی اور

تجھے مینے اپنی مخلوق کے لیے رحمت بنایا پس نکلکر اُن کی طرف جا اور مینے اپنی جو حکمتین تجھے تعلیم کی ہین اونکی ذریعہ سے اُنمین حکم الٰہی کر اور مینے اپنی جن نشانیونسے تجھے مدد دی ہے اُنکو اُنمین ظاہر کر چنانچہ مین بیدار ہوا اور نکلکر لوگونکے پاس آیا اور ہر جانب سے لوگ میری طرف دوڑے انکے چند چیدہ اقوال یہ ہین :- اللہ عزوجل کی معرفت ایسی بھاری ہی کہ عقل سی حاصل نہین ہوسکتی بلکہ اُسکی اصل شرع سے اقتباس کیجاسکتی ہی بعدہٗ قرب کے مقدار سے اُسکے حقایق کی شاخین نکلتی ہین پس ایک گروہ نے اُسکو وحدانیت کے ذریعہ سے پہچانا اسلئے صمدانیت تک پہونچکر اوسنے آرام لیا - دوسر گروہ نے اُسکو قدرت کے ذریعہ سے پہچانا اس سبب سے وہ حیرت زدہ ہوگئے - تیسرے گروہ نے اُسکو عظمت سے پہچانا اسوجہ سے وہ وحشت کے پاؤن پر کھڑے ہوگئے اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اوسکی ذات کو نہین پاسکتا چوتھے گروہ نے غلبۂ الٰہیت سے اوسکو پہچانا پس وہ کیفیت و ماہئیت سے پاک ہوئے پانچوین گروہ نے اُسکو اوسکی مصنوعات کے ذریعہ سے پہچانا اور اوسکی نادر صنعتون سے اوسکی طرف راہ پائی اسلئے اس گروہ نے اوس کو اوسکے ایجاد و صنعت مین مشاہدہ کیا اور اُسکے دینے اور نہ دینے مین اُسکو دیکھا - چھٹے گروہ نے اُسکو تکوین کے ذریعے سے پہچانا اور اسلئے ثبات و تمکین کے ساتھ جانا اور ایک اور گروہ نے اوسکو بغیر اوسکے غیر کے پہچانا اس لئے اوس نے اِن کو اپنی وہ نشانیان دکھائین جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور جو نہ کسی بشر کے قلب پر گزرا - جس کو حق نے محبوب رکھا اور چاہا اوس کے قلب مین ارادت بٹھادی اس لئے مرید (صاحب ارادت) عاشق طالب ہے جس کے قلب پر شوق غالب ہے اور غایت درجہ کی شیفتگی نے اوس کی عقل کو سلب کرلیا ہے اور مراد معشوق مطلوب ماخوذ مسلوب اور

بارگاہ کی طرف مجذوب دکھا ہوا) ہے جس مین شوق کا ظہور و غلبہ ہے کیون کہ وہ مطلوب کو پا چکا راستہ کو طے کر چکا اپنے نفس کو دور کر چکا اور اوس سے دور ہو چکا اور اوسکو اور کون عہ کو اپنی نظر سے مٹا چکا اس لئے اون کو دیکھتا ہی نہین ہے۔ زہد کی تین قسمین ہین فرض فضیلت و قربت فرض حرام مین فضیلت مشتبہ مین اور قربت حلال مین۔ اور زہد کی عظمت ورع سے زیادہ ہے کیونکہ ورع باقی رکھتا ہے اور زہد کل کا قطع کر دینا۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق تمسے غائب رہے۔ ابدی بقا اسمین ہے کہ تم اپنے آپسے فنا ہو جاؤ۔ اور جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ ہوا اسپر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رحم کرنے نہین دیتا اور اوسکو مخلوقات سے طمع رکھنے کا لباس پہناتا ہے۔ انکی وفات کا مقام سنجار ہے اور وہین انکا مزار پر انوار زیارتگاہ صغار و کبار ہے۔

(۲۶۱) شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ امام و یگانہ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے غیب کی چیزین کھولدین انکو کرامتین عطا کی تھین اور دلونین انکی ہیبت ڈالدی تھی اور انکی بزرگی پر بزرگون کا اتفاق تھا حل مشکلات اور باطنی وارادت کی تشریح کے لئے دور دور سے لوگ انکے پاس آتے تھے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ستایش اور انکی شان کی عظمت کرتے

عہ۔ صوفیہ کی اصطلاح مین ہر امر وجودی کو کون کہتے ہین۔ اور یہ معنی اصطلاحی فلاسفہ کے مغائر ہے۔ ۱۲۔ مترجم از اصطلاحات الصوفیہ ۱۲

تھے۔ اور اُنھون نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اے اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب طلوع ہوگا کہ ویسا تمہارے ہان کبھی طلوع نہوا تھا۔ اور لوگون نے اُنسے پوچھا کہ وہ کون ہین تو انھون نے کہا کہ شیخ موسیٰ زولی انکے بعض اقوال حقائق فضائل یہ ہین :۔ رقائق[ع۵] تفصیل منازلات کے معانی اور تجمیل محاضرات کے شعائر ہین اور یہ (رقائق) جملہ ہائے کلیات کے اعتبار سے متحد صُور جزئیات کیطرف التفات کے ساتھ متصل ہین اور دقائق رقائق کی روحین ہین اور یہ (دقائق) حکمت ازلیہ کا مقدمہ ہین اسلئے اغیار کو اغیار سے احاطہ کرتے اور انوار کیلیئے انوار کو کھول دیتے ہین۔ اور اگر روحانیت کی بساط پر تمہارے لئے یہ حجاب اُٹھا دیا جاوے تو ضرور تمہاری ذات سے فرزندان آدم کی تعداد کے برابر مخلوق ہمکلام ہو اور ضرور تم اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرنیوالون کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والون کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھو۔ اور انکا قول ہے کہ حقائق عُلیٰ کے گیسو اور روشنی کی روحون کی خوشبو ہین۔ اور یہ (حقائق) لوامع کی جھلک اور چمکنے والی فتح ہین جسنے انکے بساط پر قدم رکھا وہ سعید ہوگیا اور جو اسکے براق پر سوار ہوا وہ سدرۃ المنتہیٰ پہونچا۔ اور یہ (حقائق) حجابون کے

ع۵ رقائق رقیقہ کی جمع ہے۔ اور رقیقہ لطیفۂ روحانیہ کو کہتے ہین۔ اور کسی اُس لطیف واسطہ کو بھی "رقیقہ" کہتے ہین جو دو چیزون کے بیچ مین ہوتا ہے جیسا کہ وہ مدد جو حق سے بندہ کو پہونچتی ہے اور اسکو "رقیقۃ النزول" کہتے ہین اور جیسا کہ وہ وسیلہ جس سے بندہ حق کا تقرب حاصل کرتا ہے مثلاً علوم اعمال اعلیٰ اخلاق اور بلند مقامات اور انکو "رقیقۃ الرجوع" اور "رقیقۃ الارتقاء" کہتے ہین۔ اور کبھی رقائق کا اطلاق طریقت کے علوم وسلوک اور اُس چیز پر ہوتا ہے جس سے بندہ کا سِرّ لطیف اور نفس کی کثافتین دور ہون ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات۔

نور اور قرب کے نعیم سے معانی ملویہ اُس شخص پر خرچ کرتے ہین پس بساط علی و نور کشفی و حضور ادنیٰ اسکو میسر ہوتا ہے تب عارف وصل کی یکتا صورتون کے انوار کے زینون پر چڑہکر حضرت جلال و مشرق اقبال کے حضور تک پہونچتا اور نور و روشنی روح و طیب و حیا اُسکے جلو مین ساتھ ساتھ چلتی ہے اور اسوقت وہ مقام احد مین کھڑا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرتا یعنی ہدایت کی طرف لوٹایا جانا اور واپسی پر واپسی ہوتی رہتی ہے۔ پس عروج و حضور و نور و انفاق و تفرد و نشاط وغیرہ احوال و نہوض ہین۔ اُس حد تک جسکی انتہا نہین ہے۔ اسلیئے ہر باطن ہر ایک ظاہر کی حقیقت ہے۔ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بہت ہوا کرتا تھا اور انکے اکثر افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اجازت سے ہوتے تھے۔ یہ جب لوہے کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ موم جیسا نرم ہوجاتا تھا۔ اور چار مہینے کی بارش سے بھی کم عمر بچہ کو کہتے تھے کہ فلان سورہ پڑہ لو تو وہ بچہ صاف شستہ زبان مین اُس سورہ کو پڑہتا اور اُسی وقت سے باتین کرنے لگتا تھا۔ انہون نے ماردین مین توطن اختیار کیا تھا اور وہین یہ پیرانہ سالی مین قضا کی۔ انکی قبر وہان لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ لوگون نے جب انکو لحد مین لٹایا تو یہ کھڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے اور انکی قبر کشادہ ہوگئی اور جو لوگ انکی قبر مین اوترے تھے وہ بیہوش ہو گئے۔

(۲۶۲) شیخ ابو النجیب عبد القادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے لقب ضیاء الدین و نجیب الدین ہین اور انکا نسب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے - یہ طیلسان اوڑہتے عالمون کے
کالباس زیب بدن کرتے خچری پر سوار ہوتے اور لوگ انکا زین پوش تہامے
ہوئے ساتہہ جاتے تہے - انکے اکرام و احترام پر مشائخ و علما کا اجماع تہا - اور
خدائے عزوجل نے انکو قبولیت تام عطا فرمائی اور انکی کامل ہیبت لوگون کے
دلون مین ڈالدی تہی - آنکی صحبت سے بڑے بڑے لوگ نکلے جیسا کہ شیخ شہاب الدین
سہروردی شیخ عبداللہ بن مسعود رومی وغیرہا - یہ مشہور آفاق تہے اور ہر ملک سے
لوگ انکے پاس آتے تہے - آنکے کلام فیض نظام مین سے یہ ہین - احوال دلون
کے معاملات ہین جنکے ذریعہ سے کدورتون کی صفائی حضور کے فوائد اور شاہدہ کے
معانی دلون مین آتے ہین - تصوف کا اول علم اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے -
پس علم تو مراد سے پردہ اُٹہا دیتا عمل طلب مین مدد دیتا اور خدائی دین منتہائی امید
تک پہونچا دیتی ہے - اور اہل تصوف کے تین درجے ہین مرید جویان متوسط
پتران اور منتہی رسیدہ پس مرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال اور منتہی
صاحب یقین - تصوف والون کے نزدیک سب سے افضل انفاس کا شمار ہے الہیٰ
مرید کا مقام مجاہدات (کڑیان جہیلنی) مکابدات (رنج وغم سہنا) تلخیان برداشت
کرنی لذتون اور ہر چیز سے جسمین نفس کی منفعت ہو کنارہ کرنا ہے - اور متوسط کا مقام
مراد کی طلب مین خطرون مین پڑنا - احوال مین راستی و خلوص کا نگاہ رکہنا اور مقامات
مین ادب کا کام مین لانا ہے - اسی سے منزلون کے آداب کا مطالبہ ہوتا ہے
اور یہی صاحب تلوین ہے کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے پر ترقی کرتا اور زیر ہوتی
مین رہتا ہے - اور منتہی کا مقام صحو (نشہ سے افاقہ) ثبات اور حق کا جواب دینا ہے

جہان سے وہ اُسے پکارے۔ یہ مقامات کو طے کئے ہوئے اور تمکین کے محل مین ہوتا ہے احوال اُسکو متغیر نہین کرتے اور نہ احوال اسمین اثر کرتے ہین۔ یہ تنگی و فراخی تخل و بخشش جفا و وفا کی حالت مین یکسان رہتا ہے۔ اسکا کھانا اسکی بھوک جیسا اور اسکا سونا اسکی بیداری کے مانند ہوتا ہے۔ اسکے حظوظ فانی ہو چکتے ہین اور اسکے حقوق باقی رہتے ہین۔ اسکا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ سب حالتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے نقل کی گئی ہین۔ جب کوئی فقیر خلوت مین بیٹھتا تو اُسکا احوال دریافت کرنے کو روزانہ اُسکے پاس جاتے اور اُس سے کہتے تھے کہ آج شب تمکو یہ پیش آئیگا اور فلان چیز کا تمکو کشف ہوگا اور تمکو یہ حالت حاصل ہوگی اور عنقریب تمہارے پاس اس صورت مین ایک شخص آئیگا اور تمسے یہ کہے گا اُس سے بچنا وہ شیطان ہے۔ چنانچہ اُس فقیر پر وہ سب کیفیتین گذرتی تہین جنکی یہ خبر دیتے تھے۔ تا دم واپسین بغداد مین رہے اور ۳۱ ۵ھ پانچسو تریسٹھ ہجری مین وہین وفات پائی اور اپنے مدرسہ مین جو دجلہ کے کنارہ تہا مدفون ہوے بغداد مین انکی قبر معلوم ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔

(۴۶۳) شیخ احمد بن ابی الحسین رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرب کے ایک قبیلہ بنی رفاعہ کی طرف منسوب ہین۔ سرزمین بطائح[۵] کے موضع

---

[۵] صحاح مین ہے کہ بطائح البط عراقین کے بیچ مین ہے۔ اور لسان مین لکھا ہے کہ بطیحہ

اُمِّ عبیدہ مین سکونت رکھتے تھے اور مرتے دم تک وہین رہے۔ اس طریق کے علوم اور اس فرقہ کے احوال کی توضیح و تشریح اور انکے منازلات کی مشکلون کو حل کرنے کی ریاست انکو پہونچی تہی۔ اور بطائح مین مریدون کی تربیت کا معاملہ انہین سے معلوم ہوا۔ انکی صحبت سے ایک بڑی جماعت نکلی اور بے شمار خلائق انکے مرید ہوے۔ انکی وفات پر مشائخ و علما نے مرثیے لکھے۔ یہ اُن لوگون مین سے تہے جنہون نے اپنے احوال کو مغلوب کیا اور اپنے اسرار کے مالک بنے۔ انکا کلام اہل حقائق کی زبان مین بہت ہی بلند ہوتا تہا۔ اور یہی وہ شخص ہین کہ ان سے جب پوچہا گیا کہ ”مرد متمکن“ کسکو کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ اُس شخص کو کہتے ہین کہ اگر دنیا کے سب سے بلند پہاڑ پر اُسکا نیزہ گاڑ دیا جاوے اور آٹہون طرح کی ہوائین چلین تو بہی اُسمین تغیر نہ آوے۔ اُنکا قول ہے کہ کشف ایک قوت ہے جو اپنی خاصیت سے چشم بصیرت کے نور کو غیب کے فیض کیطرف کہینچتی ہے پس اسکا نور اُس فیض سے اسطور پر متصل ہوتا ہے جسطرح کہ صاف شیشہ سے روشنی کے منبع سے مقابلہ کے وقت شعاعین متصل ہوتی ہین۔ پہر وہ نور اپنی چمک سے قلب کی صفائی پر پڑتا اور منعکس ہوتا ہے۔ بعدہٗ وہ نور چمک کر عالم عقل تک پہونچتا ہے اور معنوی اتصال کے ساتہ اُس سے متصل ہوتا ہے اور قلب کی وسعت پر جو عقل کا نور آتا ہے اُسمین اُس نور کا اثر ہوتا ہے تب اُس انسان پر جو عین سر ہے عقل کا نور جگمگا اُٹہتا ہے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) وہ سرزمین ہے جو بصرہ و واسط کے درمیان واقع ہے اور جہان دجلہ و فرات کا پانی جمع ہوکر زمین مین جذب ہوتا ہے اور علیٰ ہذا البصرہ و اہواز کے بیچ مین بہی بطیحہ ہے۔ اور انہین سرزمینون کو بطائح کہتے ہین ۱۲ مترجم

لئے وہ اُس چیز کو دیکھتا ہے جسکی جگہہ آنکھون سے مخفی اور جسکا تصور فہمون کے لئے دقیق اور جسکے دیکھنے کی جگہہ غیرون سے مستور ہے۔ اور انکا قول ہے کہ زہد احوال پسندیدہ و مرتبہ ہاے بلند کی بنیاد ہے اور اللہ عزوجل کا قصد کرنیوالون سب کو چھوڑکر اللہ کے ہورہنے والون اللہ سے راضی رہنے والون اور اللہ پر توکل کرنیوالون کا یہی پہلا قدم ہے اسلیئے جس نے زہد مین اپنی نیو کو مضبوط نہ کیا اُسکے لئے اُسکے بعد کی کوئی چیز درست نہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقرا سب مین اشرف ہین کیونکہ فقر مرسلون کی پوشاک نیکوکارون کی چادر پرہیزگارون کا تاج عارفون کی غنیمت مریدون کی آرزو رب العالمین کی خوشنودی اور اُسکے اہل ولایت کی کرامت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُنس صرف اُسی بندہ کو ہوتا ہے جسکی طہارت کمال کو پہونچی اور جسکا ذکر نکھرا ہوا ہو اور جتنی چیزین کہ اُسکو اللہ تعالیٰ سے روکتی ہون سب سے وحشت کرتا ہو اور اسوقت اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے سے مانوس فرماتا اور حقائق الانس کے حق سے اُسکا ارادہ کرتا ہے پس اپنے سوا کے خوف کا مزہ پانے سے اُسکو نکال لیتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مشاہدہ اُس معنیٰ مین حضور ہے کہ وہ علم الیقین و حق الیقین کے حقائق کے ساتھہ ملا ہوا اقرب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توحید قلب مین ایسی تعظیم پاے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کو معطل سمجھنے) و تشبیہ (خدا کو کسی چیز سے مشابہ سمجھنے) سے باز رکھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ پرہیزگاری کی زبان آفتون کے ترک کیطرف عبادت کی زبان دائمی اجتہاد کیطرف محبت کی زبان گھلنے و تحیر رہنے کیطرف معرفت کی زبان فنا و محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضور کیطرف بلاتی ہے اور جسنے ادب کی خاطر مُنہ پھیرنے سے مُنہ پھیرا وہی با ادب حکیم ہے۔ انکا قول ہے

کہ اگر آدمی ذات و صفات مین کلام کرتا ہو تو اُسکا سکوت افضل ہے اور جو قاف سے
قاف تک سے چلے اُسکا بیٹھا رہنا بہتر ہے۔ اُنکا بیان ہے کہ مین کمسن تہا کہ شیخ عارف
باللہ تعالیٰ عبد الملک خرقانی کے پاس میرا گذر ہوا۔ انہون نے مجھے نصیحت کی اور
مجھسے کہا کہ احمد! جو کچھ مین تجھسے کہتا ہون اُسکو یاد رکھے گا؟ مینے کہا کہ ہان۔ تب
انہون نے کہا کہ ادہر اُدہر دیکھنے والا نہین پہونچتا اور چھپکر نکلجانے والے کو فلاح
نہین ہوتی اور جو اپنے نفس مین نقصان نہین سمجہا اُسکی ساری اوقات نقصان ہے۔
یہ سُنکر مین اُنکے پاس سے باہر آیا اور سال بہر تک اُسکو رٹتا رہا۔ اسکے بعد مینے
اُن سے کہا کہ کچھ اور نصیحت کیجیے۔ تو اُنہون نے کہا کہ دانا اور ن کی نادانی طبیبون
کی بیماری اور دوستون کے ساتھ کج ادائی کسقدر بُری ہے۔ اسکو سُنکر مین باہر
نکلا اور ایک سال تک اسکو دہرایا کیا۔ اور مینے اُنکی نصیحت سے فائدہ اُٹھایا۔
یہ کہا کرتے تھے کہ فقیرون کے لیے حمام مین جانا مجھے ناپسند ہے اور مین اپنے کل
یارون کے لیے گرسنگی برہنگی محتاجی ذلت وغربت کو پسند کرتا ہون اور جب
ان پر یہ آفتین نازل ہوتی ہین تو مین اُنکے لیے خوش ہوتا ہون آور انکا مقولہ ہے
کہ بہائیون پر شفقت اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنیوالی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب
تم میرے پاس آؤ اور میرے پاس کہانے کی چیز نہ پاؤ تو مجھسے دعا کی درخواست
کرو کیونکہ اُسوقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر ہوتا ہون۔ ان کے خادم
شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ میرے آقا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کہجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھسے کہا کہ یعقوب کہجور کے درخت کو دیکھو کہ
چونکہ اسنے سر اُٹھایا اللہ تعالیٰ نے اسکا بوجھ اسی پر لادا جاتا ہے جتنا ہوا اور کدو کی

بیل کو دیکھو کہ چونکہ اسنے فروتنی کی اور زمین پر سر رکھدیا اسلیئے اسکا بار غیر پر ڈالا گیا
چاہیے جسقدر ہو اُسپر بہاری نہین - انکا مقولہ ہے کہ جسمانی عبادتون اور نفلون سے
صدقہ افضل ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا بہائی وہی ہے جسکے مال مین سے بغیر
اجازت کے کہانا تمہارے لیئے حلال ہو ایسے ہی شخص سے تمکو تسکین اور ہمارے
قلب کو راحت ہوگی - یہ جب کسی فقیر کو صوف (موٹے بالون) کا جبہ پہنے ہوے
دیکھتے تو کہتے تھے کہ میان! دیکھو کسکا لباس تمنے پہنا اور کسکی طرف اپنے آپ کو منسوب
کیا ہے - تمنے نبیون کا لباس پہنا اور اتقیا کی پوشاک زیب بدن کی ہے یہ عارفون کا
بہیس ہے اسمین رہکر مقربون کی راہین چلو ورنہ اسکو اُتار دو - اور انکا قول ہے کہ جب
قلب درست ہوا تو وحی اسرار انوار و ملائکہ کی گذرگاہ ہوا اور جب بگڑا تو ظلم اور
شیاطین کا اڈا بنا اور جب قلب درست ہوگا تو تمکو تمہارے پس پشت اور سامنے
کی چیزون کی خبر دیگا اور تمکو ایسی باتین بتائیگا جنکو تم اُسکے سوا اور کسی ذریعہ سے نہین
جانتے تھے اور جب بگڑیگا تو تمسے ایسی بیہودہ باتین کریگا جنسے عقل و فہم غائب
او رسعادت معدوم ہو جائیگی - انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ اپنی ہر سانس
کو مشک گندہک سے زیادہ قیمتی سمجھے اور اسلیئے ہر سانس مین وہی چیز ودیعت
کرے جو سب سے زیادہ قیمتی ہو پس اُسکی کوئی سانس بیکار نہ جاے - اور کہا
کرتے تھے کہ فقیر کا سفر اُسکے دین کی دہجیان اوڑاتا اور اسکے دل کو پراگندہ کرتا
ہے - جو شخص ان سے شادی کے بارہ مین مشورہ لیتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے خدا کے لیئے شادی کی اسکے لیئے
وہ کافی ووافی ہے - انکا قول تھا ہے کہ جسنے میرے افعال سے فائدہ نہ اٹھایا اُسنے

میرے اقوال سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جیسا تمہارا گمان ہے اوس سے بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اُس سے کہین زیادہ دشوار ہے۔ جس بھائی نے دنیا مین نفع نہ پہونچایا وہ آخرت مین بھی نفع نہ پہونچائے گا۔ جب تم مین سے کوئی شخص کوئی نیک چیز سیکھے تو اُسکو لازم ہے کہ لوگون کو سکھاوے اس سے اُسکو نیک ثمرہ حاصل ہوگا۔ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے سوال نہ کرو رد نہ کرو اور جمع نہ کرو۔ مرید کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت مین اپنے پیر کو کہکانے نہین بلکہ بات سننے والا اور اشارہ پر چلنے والا اور ایسا ہو کہ اُسکا پیر فقیرون مین اُسپر فخر کرے نہ کہ یہ اپنے پیر پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے نفس کے لئے غصہ مین آوے گا تو رنج اُٹھاوے گا اور اگر معاملہ کو اپنے مالک کے سپرد کردے گا تو وہ بغیر اہالی موالی کے اُسکی مدد کرے گا۔ کوئی رات ایسی نہین ہے جسمین آسمان سے زمین کیطرف خیرات نہ اُترتی ہو جو بیدار رہنے والون پر تقسیم ہوا کرتی ہے۔ میری وابستگی صرف تنہائی مین ہے اے کاش مین کسی کو نہ پہچانتا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا۔ جس کسی نے خلائق کی طرف نظر کی اور اُنکی نظر کے سامنے عبادات مین کھڑا ہوا وہ ضرور اللہ عزوجل کی آنکھون سے گرا۔ فقیر کی شرائط مین سے ہے کہ لوگون کے عیوب پر اسکی نظر نہو۔ سواریون کے اردگرد لوگون کے ہجوم نے کتنے سر اُڑا دئے اور کتنون کو بے دین بنا دیا۔ جو شخص تمہارے سامنے پیر و مشائخ بنے اُسکے مرید ہو جاؤ پھر اگر وہ اپنا ہاتھ بڑہاوے کہ تم اُسے بوسہ دو تو تم اُسکے پانون کو بوسہ دو اور جو شخص تمسے آگے بڑہنا چاہے اُسکو آگے بڑہاؤ اور تم دُم کے آخری بال کیطرح رہو کیونکہ چوٹ سب سے پہلے سر ہی پر پڑتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھسے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا گند اُسکے پاس ہوگا تو دنیا کے گوشت

ہین ہے کچھہ بہی مجھہ مین نہ رہے گا۔ یعقوب خادم کہتے ہین کہ ایسا ہی ہوا یعنی دنیا سے اُٹھنے کے پہلے ہی اُنکا سارا گوشت فنا ہوگیا تہا۔ آنکا قول ہے کہ جب بندہ احوال پر متمکن ہوا تو اللہ تعالیٰ کے محلِ قرب مین پہونچا اور اُسکی ہمت ساتون آسمان سے گذر گئی اور زمین اُسکے پانون کی پازیب ہوگئی اور وہ حق جل وعلا کی ایک صفت ہوگیا کوئی چیز اُسکو بے بس نہین کرسکتی اور حق تعالیٰ اُسکی خوشنودی سے خوش اور اُسکی ناراضی سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ بعض کُتب الٰہیہ مین ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تم میری اطاعت کرو مین تمہاری اطاعت کرونگا سب کو چھوڑ کر تم مجھے اختیار کرو مین تمہین اختیار کرونگا تم مجھسے راضی رہو مین تمسے راضی رہونگا تم مجھے دوست رکھو مین تمہین دوست رکھونگا تم ہمہ دم مجھہ پیش نظر رکھو مین تمکو نصب العین رکھونگا اور مین تمکو ایسا کردونگا کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ ہوجا وہ ہوجائیگی اے فرزند آدم جسکو مین مل گیا اُسکو سب چیزین مل گئین اور جسکو مین نہ ملا اُسکو کچھہ بہی نہ ملا **مین کہتا ہون** کہ انکے اس قول سے کہ "وہ حق جل وعلا کی ایک صفت ہوگیا" شاید یہ مراد ہے کہ اُمین اللہ تعالیٰ کے صفات یعنی بردباری درگذر بخشش وغیرہ آگئے کیونکہ کسی کے لئے یہ صحیح نہین ہے کہ وہ خود صفاتِ حق ہوجائے۔ پس یہ ویسا ہی قول ہے جیسا کہ یہ ہے کہ وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا اور میرے ذریعہ سے سُنتا اور میرے ذریعہ سے باتین کرتا ہے۔ یہ جب منبر پر جاتے تو کھڑے نہین رہتے بلکہ بیٹھے ہوئے گفتگو کرتے تھے اور دور والے بہی انکی گفتگو کو نزدیک والون کیطرح سنتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ ام عبیدہ کے آس پاس کے گانون کے رہنے والے اپنی چھتون پر بیٹھے ہوئے انکی آواز سنتے اور جو کچھہ یہ کہتے تھے سب کو سمجھتے تھے۔ اور

اس سے بہی بڑہکر یہ ہے کہ اونچا سننے والے اور بہرے بہی جب انکی مجلس مین حاضر ہوتے تھے تو اللہ تعالی انکی گفتگو سننے کے لیئے انکی شنوائی کہول دیتا تہا - اور مشائخین طریقت انکی مجلس مین حاضر ہوتے اور انکا کلام سنتے تہے - اور بعض آدمی اپنی گود بہیلا ئے رہتے تھے اور جب یہ وعظ سے فارغ ہوتے تہے تو انکو گود مین لے لیتے تہے - اور جب لوگ واپس آتے تو اپنے یارون سے تمام ضروری مضامین بیان کرتے تہے **مین کہتا ہون** کہ یہ حالت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کے واقعہ سے مشابہ ہے حضرت جب بیت اللہ تعمیر کر چکے تو کہنے لگے کہ خداوندا مین سارے خلایق کو کیونکر سنا ؤن اسپر اللہ تعالی نے انکے پاس وحی بہیجی کہ اے ابراہیم تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہمپر اسکا پہونچا دینا - چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی اور انکو زمین کے ہر خطہ سے اُن لوگون نے جو صلب مین تہے نزدیک والون کی طرح جواب دیا - پس پہونچانا اللہ کیطرف سے تہا نہ ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے کیونکہ بشریت کو اسکی قدرت نہین ہے اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالی بندہ کو مردان خدا کے مقامات پر ترقی دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکو اپنے نفس کے ساتہہ مُکلّف فرماتا ہے اور جب اسنے اپنے نفس کو مؤدب بنالیا اور اس کا نفس اُس سے سیدہا ہوگیا تو اُسکو اہل وعیال کی تکلیف دیتا ہے اور جب اُنکے ساتہہ اُسنے اچہا برتاؤ اور عمدہ سلوک کیا تو اُسکے پڑوسیون اور محلہ والون کے ساتہہ مکلف کرتا ہے اور جب اُسنے انکے ساتہہ بہی احسان ومدارات کی تو اُسکو شہر والون کے ساتہہ مکلف کرتا ہے اور جب انکے ساتہہ بہی وہ اچہے طور سے پیش آتا ہے تو ملک کی ایک سمت اُسکے سپرد ہوتی ہے اور جب اس سے بہی عمدہ برآ ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے ساتہہ اسکا باطن درست ہوجاتا ہے تو ما بین زمین و آسمان

اسکے تفویض ہوتا ہے کیونکہ انکے درمیان ہی مخلوقات ہین جنکو اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد وہ ہمیشہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ غوث کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے۔ بعدہٗ اسکی صفت بلند ہوتی ہے جسکی غایت یہ ہے کہ وہ حق تعالی کی ایک صفت ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالی اسکو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے یہانتک کہ کوئی درخت نہین اوگتا اور کوئی پتّی نہین ہری ہوتی ہے مگر اسکی نظر کے سامنے اور یہان پہونچکر وہ اللہ تعالی کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے جسکی گنجائش خلائق کی عقلون مین نہین ہوتی اسلیئے کہ وہ ایسا گہرا سمندر ہے کہ بہت سی مخلوق اسکے ساحل پر غرق ہوگئی ہے اور اُس سے بہت سے عالمون ونیکوکارون کا ایمان ڈوب گیا ہے دوسرون کو کون پوچھتا ہے۔ آپ نے فرزند صالح سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم میرے جیسے کام نکروگے تو نہ مین تمہارا باپ ہون اور نہ تم میرے بیٹے ہو۔ انکی دعا تھی کہ خداوندا صاحب لوائے محمود کی برکت سے ہمکو اُن لوگون مین سے بنا جنھون نے اپنے فرط ذلت سے تیرے دروازہ پر اپنے نرم رخسارے بچھا دیے اور خجالت سے اپنے سر نیوڑہا دیئے اور اپنی پیشانیان سجدہ مین ڈال دین آمین۔ اسکے جسم پر جب مچھر بیٹھتا تھا تو نہ اسکو خود اُڑاتے تھے اور نہ کسی اور کو اُڑانے دیتے اور کہتے تھے کہ اسکو اس خون مین سے جسکو اللہ تعالی نے اسکی قسمت مین کردیا ہے پینے دو۔ اور جب انکے کپڑے پر کوئی ٹڈی بیٹھتی اور یہ دہوپ مین جاتے ہوتے اور وہ سایہ کی جگہہ مین آکر بیٹھتی تو یہ اسکی خاطر سے اُسکے اُڑجانے تک ٹھیر جاتے اور کہتے کہ اسنے ہمارا سایہ پکڑا تھا۔ اور جب انکی آستین پر بلی سوئی رہتی اور نماز کا وقت آجاتا تو یہ اُسقدر آستین کو جسپر وہ سوئی ہوتی تھی کاٹ ڈالتے اور اُسکو جگاتے نہ تھے اور نماز سے واپس آکر آستین کے ٹکڑے کو پہر سی لیتے تھے

ایک مرتبہ ان کو ایک خارشتی کُتا ملا جس کو ام عبید کے والے دور جا کر نکال آئے تھے - یہ اُس کے ساتھ ساتھ بیابان تک گئے اور اُس کے لئے اُنھون نے ایک سائبان بنایا اور اُسکو تیل لگایا کئے کہانا پانی دیا کئے اور اُسکی خارشت کو چیتھڑے سے صاف کیا کئے - اور جب وہ چنگا ہو گیا تو اُسکے لئے گرم پانی لے گئے اور اُسکو غسل دیا - اللہ تعالیٰ نے انکو چارپایون اور دوسرے جانورن کی خدمت پر مکلف و مامور فرمایا تھا - یہ جب کسی فقیر کو جوُن یا پسو مارتے ہوے دیکہ لیتے تو اس سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجہسے مواخذہ کرے گا تو نے ایک جون پر اپنا غصہ نکالا - اور ایک مرتبہ انہون نے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہین تو انہون نے کہا کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے جسقدر ریت پتیان وغیرہ پیدا کی ہین اُسی قدر اُسکے نام ہین - یہ مجذوبون اور پاگلون کے پاس جایا کرتے اُنکے کپڑے دہو دیتے اُنکے سر اور ڈاڑہیون مین کنگھی کر دیتے اُنکے لئے کہانے لیجاتے ان کے ساتھ خود بہی کہانے بیٹھے رہتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگون کی زیارت مستحب نہین بلکہ واجب ہے - ایک دن یہ بچون کے پاس سے گذرے جو کہیل رہے تھے بچّے انکی ہیبت سے بہاگے تو یہ بہی اُنکے پیچھے ہو لئے اور ان سب سے کہتے جاتے تھے کہ بہائیو معاف کر دینا مینے تمکو ڈرا دیا لوٹ آؤ اور جسطرح تم کہیل رہے تھے کہیلو - اور ایک مرتبہ چند لڑکون کے پاس سے انکا گذر ہوا جو

ع مترجم کہتا ہے کہ ایسے ہی بزرگون پر سعدی کا یہ شعر صادق آتا ہے ع

ازان بر ملائک شرف داشتند	کہ خود را بہ از سگ نہ پندا شتند
عبادت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپس مین لڑ رہے تھے انہون نے انمین بیچ بچاؤ کیا اور انمین سے ایک سے پوچھا کہ تم کسکے بیٹے ہو اُسنے ان سے کہا کہ کیون فضول بکتے ہو بس یہ بار بار اسکا اعادہ کرتے اور کہتے تھے کہ میان لڑکے خدا آپکو جزاے خیر دے تمنے مجھے ادب دیا۔ اور جوان کو ملتا تھا اُسکو پہلے یہی سلام کرتے تھے غایت یہ ہے کہ چوپایون اور کتون کو بھی اور جب سؤر کو دیکھتے تو انعم صباحاً[۵ع] کہتے اور اسکا باعث پوچھا گیا تو کہا کہ مین اپنے نفس کو بھلائی کا خوگر بناتا ہون۔ اور اگر کسی گانون مین کسی کو بیمار سنتے تو ہر چندہ دور ہوتا یہ اُسکی عیادت کو جاتے اور ایک یا دو دن کے بعد واپس آتے تھے۔ اور راستہ مین اندہون کے انتظار مین بیٹھے رہتے اور جب کوئی اندہا آتا تو اسکا ہاتھ پکڑے چلتے تھے۔ اور جب کسی بہت بوڑہے کو دیکھتے تو اُسکے محلہ مین جاتے اور اہل محلہ سے اُسکی سفارش کرتے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے سفید بال والے یعنی بوڑہے مسلمان کی تعظیم کی اللہ تعالی اُسکے لیے ایسے شخص کو مسخر کردے گا جو اُسکے بڑہاپے مین اسکی تعظیم کرے گا۔ اور جب یہ سفر سے آتے اور ام عبیدہ کے قریب پہونچتے تو کمر باندہ لیتے اور ایک رسی نکالتے جسکو وہ پہلے سے رکھے رہتے تھے اور لکڑیان جمع کرکے اپنے سر پر اٹھا لیتے اور انکو ایسا کرتے دیکھ کر سب فقرا بھی کرتے اور آبادی مین پہونچکر وہ لکڑیان بیوہ ن مسکینون اپاہجون بیمار دن اندہون اور بوڑہون مین تقسیم کردیتے تھے۔ یہ کبھی برائی کا معاوضہ برائی سے نہین کرتے تھے اور جب حق تعالی کی تجلی انپر تعظیم کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ گھلکر پانی کی طرح ہو جاتے تھے بعدہٗ

۵ع اللہ تیری صبح کو فراخی وخوشی کی صبح بنا دے ایام جاہلیت کا سلام ہے۔ اور غیر مسلم کے لئے بھی یہی استعمال کیا جاتا ہے ۱۲ - مترجم

عنایت الٰہی انکی خبر لیتی تہی اور وہ پانی آہستہ آہستہ جمتا تہا یہانتک کہ اپنے معمول جسم پر آجاتے اور کہتے تہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت مجہپر نہوتی تومین تمہارے پاس لوٹ کر نہ آتا - اور ایک مرتبہ فقیرون کا ایک گروہ ان سے ملا اُسنے انکو گالیان دین اور ان سے کہا کہ او کانے او دجال اے وہ شخص جو محرمات کو حلال کرتا ہے اے وہ شخص جو قرآن کو بدلتا ہے او ملحد او اگتے! اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے سر برہنہ ہوکر زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے میرے سردارو اپنے غلام کو معاف کردو اور اُنکے ہاتہون اور پانون کو بوسہ دینے اور کہنے لگے کہ مجہسے راضی ہوجاؤ تمہارے حلم مین میری گنجایش ہے - پس جب اُنکو تہکا ڈالا تو انہون نے کہا کہ ہمنے کبہی تجہسا فقیر نہین دیکہا تہا ہماری یہ سب باتین تو برداشت کرتا اور برہم نہین ہوتا ہے - تب انہون نے کہا کہ یہ تمہاری برکت اور تمہارے اثر سے ہے - بعدہٗ اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ بہتر ہی ہوا ہمنے انکو ایسے کلام سے راحت دی جو اُنکے پاس پوشیدہ تہا اور باعتبار اورون کے ہم ہی اسکے زیادہ مستحق بہی تہے کیونکہ ممکن تہا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور وہ اسکو برداشت نہ کرتا - اور شیخ ابراہیم لبتی نے انکو ایک خط بہیجا جسمین لعن طعن تہا اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خط لانیوالے سے کہا کہ مجہسے پڑہکر سناؤ چنانچہ اُسنے پڑہا تو اسمین لکہا تہا کہ او کانے او دجال او بدعتی اے وہ شخص جسنے مردون اور عورتون کو ایک جگہہ جمع کیا - یہانتک کہ انکو کتا کُتّے کی اولاد اور بہت سی سخت طیش دلانیوالی باتین لکہی تہین - لیکن جب قاصد اس خط کو پڑہ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اُسکو اپنے ہاتہہ مین لیا اور پڑہا اور کہا کہ جو کچہہ کہا ہے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو میری طرف سے جزاے خیر دے - بعدہٗ ایک عربی شعر پڑہا جسکا مطلب یہ تہا ؎

زمانہ مجھ پہ اگر تہمتین دہرے صدہا		خدا کے پاس جو مین صاف ہون تو کیا پروا

پہر اُسی قاصد سے کہا کہ انکو جواب لکھہ دو۔ کہ "ازجانب این ناچیز بخدمت سیدی شیخ ابراہیم لبستی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے جو کچہہ تحریر فرمایا ہے اُسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالٰی نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتین چاہین مجہہ مین رکھین۔ مین چاہتا ہون کہ آپ اپنی نیکوکاری سے میرے لئے دعا کیجئے اور اپنے عفو و حلم سے مجھے محروم نہ رکھئے" یہ خط جب لبستی کے پاس پہونچا تو وہ دیوانہ وار نکل کہڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہوا کہ کہان گئے۔ اور یہ انکی عادت تہی کہ جب انکو معلوم ہوتا تہا کہ فقرا کسی لغزش کے سرزد ہونے کی وجہ سے اپنے بہائیون مین سے کسی کو مارنا چاہتے ہین تو اُس سے اُسکے کپڑے عاریت لیکر خود پہن لیتے اور اُسکی جگہہ مین جاکر سو رہتے۔ اور فقرا انہین کو پیٹتے تھے اور جب وہ پیٹنے سے فارغ ہو جاتے اور اُنکا غصہ ٹہنڈا ہو جاتا تو یہ اُنکے سامنے اپنا چہرہ کہول دیتے جس سے انکے ہوش جاتے رہتے مگر یہ اُن سے کہتے تہے کہ اچھا تو ہوا تمہاری وجہ سے مجھے اجر و ثواب حاصل ہوا۔ اسپر فقرا ایک دوسرے سے کہتے تہے کہ یہ اخلاق سیکہو۔ اور انہون نے ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ تم مین سے جو کوئی مجہہ مین کوئی عیب دیکھے اُس سے مجھے آگاہ کردے۔ یہ سنکر ایک شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ حضرت آپ مین ایک بہت بڑا عیب ہے۔ انہون نے پوچھا کہ بہائی جان وہ کیا ہے۔ اُسنے کہا کہ ہم جیسے آپکے اصحاب ہین۔ اسپر فقرا رو دئے اور انکا نالہ و شیون بلند ہوا اور اُنکے ساتہہ سیدی احمد بہی روئے اور کہنے لگے کہ مین ہی تمہارا خادم ہون مین تم سے کم ہون۔ ایک شخص انکا منکر تہا جو ام عبیدہ کے قرب و جوار مین انکی برائیان کیا کرتا اور جب انکی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اُس سے کہتا کہ اس خط کو

اپنے پیر کے پاس لیتا جا - چنانچہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ جب اُسکو کھولتے تو اُسمین آ اے ملحد آ اے زندیق اور اسی قسم کے الفاظ لکھے ہوتے تھے مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ یہی کہتے تھے کہ جسنے تمکو یہ خط دیا اُسنے سچ لکھا ہے اور یہہ خط لانیوالے کو کچھہ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تمکو میری طرف سے تمکو جزاے نیک عطا فرماے تم حصول ثواب کا ذریعہ ہوے - لیکن جب اس شخص کا معاملہ طول کھینچا اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ سے وہ عاجز آگیا تو خود اِنکے پاس آیا اور جب ام عبیدہ کے قریب پہونچا تو سر برہنہ ہوا اور اپنی چادر اپنی کمر سے باندہی اور ایک آدمی اُسکو جانور کی طرح ڈور پر لیچلا اور اس ہیئت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا - اُنہون نے کہا بہائی جان تمکو اس ہیئت کی کیون ضرورت پڑی؟ اُسنے کہا کہ اپنے فعل سے - سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بہائی جان جو کچہ ہوا اچھا ہی ہوا - بعدہٗ اُسنے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی - چنانچہ اُسکی بیعت لی اور وہ مرتے دم تک انکے اصحاب مین رہا سعدی

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا	دلِ دشمنان ہم نہ کردند تنگ
مرا کے میسر شود این مقام	کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

یہ کہا کرتے تھے کہ جب مین نماز کو کھڑا ہوتا ہون تو گویا قہر کی تلوار میرے سامنے کھنچی رہتی ہے - اور انکا قول ہے کہ سینہ کی صفائی اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کچھہ بھی بُرائی باقی نہ رہے نہ دشمن کے لیئے نہ دوست کے لیے اور نہ خداے عزوجل کی کسی مخلوق کے لیئے اور جب ایسی حالت ہوجایگی تو وحشی جانور اپنے جنگلون مین اور پرندے اپنے بسیرے کی جگہون مین تمسے مانوس ہونگے اور حا ع و میم کا

بھید تم پر کھلجائیگا - آپکے ایک مرید نے ان سے کہا کہ میرے آقا! آپ قطب ہین تو انہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو قطبیت سے بری سمجھو - تب اُسنے کہا کہ آپ غوث ہین - تو اُنہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو غوثیت سے پاک سمجھو - **مین کہتا ہون** کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مقامات واطوار سے تجاوز کئے ہوے تھے کیونکہ قطبیت وغوثیت معلوم مقامات ہین اور جسکو اللہ کی معیت واتصال ہو اُسکا مقام نہین معلوم ہوسکتا گو ہر مقام مین اُسکا مقام ہو واللہ اعلم - آپکے خادم یعقوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مرض الموت ہوا تو مینے اُن سے کہا کہ ابکے بار دلہن نے جلوہ کیا ہے - انہون نے کہا کہ ہان - پہر مینے اُن سے پوچہا کہ کیون - انہون نے کہا کہ وہ امور پیش آے جنکو مینے جانون کے بدلے خریدا تہا اور وہ یہ کہ بہت بڑی بلا خلق اللہ پر آنے والی تہی مینے اُسے اُٹہا لیا اور اُسکو اپنی باقیماندہ عمر کے بدلے خریدا چنانچہ وہ میرے ہاتہ بکی - اور اپنے چہرہ اور سفید بالون کو خاک پر ملتے روتے اور "عفو" "عفو" کہتے اور یہ دعا مانگتے تہے کہ خداوندا ان مخلوقات پر مجہے بلا کی چہت بنا - اِن کو دستون کی بیماری ہوئی - ہر روز بیحساب دست آتے رہے - اور ایک مہینے تک بیمار رہے - اسیران سے کہا گیا کہ اتنے دست کہان سے آتے ہین حال آنکہ بیس دن سے آپ کچہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین انہون نے کہا کہ بہائی یہ گوشت خارج ہو رہا تہا - گوشت تو نکل چکا - اب صرف ہڈی کا مغز رہ گیا ہے - آج وہ بہی نکل جائیگا - اور کل اللہ تعالیٰ کے پاس گذر ہوگا - چنانچہ دو یا تین مرتبہ کچہ سفید سی چیز نکلی اور دستون کا آنا بند ہو گیا - اسکے بعد پنجشنبہ کے دن ظہر کے وقت بارہوین جمادی الاولی ۵۷۰ھ پانچ سو ستر ہجری کو راہی آخرت ہوے

اور اس روز بڑی دہوم دہام ہوئی - آخری کلمہ جو انکی زبان سے نکلا وہ یہ تہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد ا رسول اللہ شیخ یحییٰ بخاری کے مقبرہ مین دفن ہوئے - شافعی المذہب تہے شیخ ابو اسحٰق شیرازی کی کتاب التنبیہ پڑہی تہی - انکسار سے کبہی نہ کسی مجلس کے صدر مین بیٹہے اور نہ سجادہ پر - بہت ہی کم بولتے اور کہتے تہے کہ مجہے خاموش رہنے کا حکم ہے -

(۲۶۴) شیخ علی بن الہیتی[ع ۵] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے بزرگون اور سرداران عارفین مین سے تہے - جن بزرگون کی طرف قطبیت عظمیٰ کی نسبت کیجاتی ہے انہین سے ایک یہ بہی ہین - انکے پاس وہ دونون خرقے تہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوار کو خواب مین پہنایا تہا اور جب وہ بیدار ہوے تو وہ خرقے انکے زیب بدن تہے - یہ خرقے ایک کپڑا اور ایک ٹوپی تہی - ابن ہوار نے یہ خرقے شبلی کو عطا کئے - شبلی نے تاج العارفین ابو الوفا کو - تاج العارفین نے شیخ علی بن ہیتی کو - اور ابن الہیتی نے شیخ علی بن ادریس کو - اسکے بعد وہ گم ہوگئے

ع ۵ ہیتی بلفظ ہیت بکسر ہاے ہوز و سکون یاے مثناۃ تحتانیہ و تاے مثناۃ فوقانیہ کی طرف منسوب ہے جو دریاے فرات کے کنارہ انبار کے اوپر کے ایک شہر کا نام ہے - جہان عبد اللہ ابن المبارک کی قبر اور قیر و نفط کے چشمے ہین - اس شہر اور قادسیہ کے درمیان آٹہ فرسخ - اور اسکے اور انبار کے مابین اکیس فرسخ کا فاصلہ ہے - اسکا نام ہیت اس لئے رکہا گیا کہ زمین کے ایک ہوہ (نشیب) مین واقع ہے - مصنف ۱۲

یہ اسّی برس تک اس طور سے رہے کہ خلوت مین رہے اور لوگون سے کنارہ کشی کی بلکہ فقیرون مین سویا کرتے تھے - اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی کشایش وہبی تھی - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب بغداد مین آئے تو کہا کرتے تھے کہ اولیار مین سے جو شخص عالم غیب وشہادت مین بغداد داخل ہوا ہماری ضیافت مین ہے اور ہم شیخ علی بن الھیتی کی ضیافت مین ہین - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی بن الھیتی ساٹھ برس کے تھے اُسیوقت انکے قلب کی بستگی دور ہوگئی تھی چنانچہ یہ پوشیدہ امرون کی خبر دیا کرتے اور انکے ہاتھہ پر کرامتین ظاہر ہوا کرتی تہین - انکی بزرگی وبلند رتبگی پر علمار کا اتفاق ہے - انکا قول ہے کہ شریعت وہ ہے جسکی تکلیف وارد ہوئی ہے اور حقیقت وہ ہے جس سے تعریف (شناخت) حاصل ہوتی ہے - پس حقیقت سے شریعت کو مدد دیگئی ہے - اور حقیقت کو شریعت سے مقید کیا گیا ہے - اور شریعت افعال کا اللہ کے لئے پایا جانا اور علم کی شرطون پر رسولون کے واسطہ سے قائم ہوتا ہے - اور حقیقت اللہ تعالی کے ساتھہ کے احوال کا شہود اور حکم کے غلبات پر تقدیر بنہ کہ واسطہ کے ذریعہ سے سر تسلیم خم کر دیتا ہے - جبتک تمیز باقی رہتی ہے تکلیف متوجہ ہوا کرتی ہے صحت حال کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال اوسکے غلبہ کی صورت مین ویسا ہی محفوظ ہو جیسا کہ صحو کے وقتون مین مغلوب تھا - احوال بجلیون کے مشابہ ہین جب نہون تو انکا اپنی طرف کہینچ لانا اور جب حاصل ہو جائین تو انکا باقی رکہنا ناممکن ہے البتہ اُس صورت مین کہ بعض احوال کسی کی غذا ربنادئے جائین پس اُسی مین حق اسکی پرورش کرتا ہے اور وہ حال اسکا اوڑہنا بچھونا ہو جاتا ہے - جو کچھہ مخلوقات نے اپنی فہمون سے دریافت کیا یا جن چیزون کو اپنے علمون سے احاطہ

کیا اور جیز اپنے معارف سے مطلع ہوئی ہے اُس سے حق تعالیٰ پرے ہے جس شخص کو اپنی قوت و ضعف کے اندازہ سے کسی چیز کا کشف ہوا وہ اُسی سے مربوط ہوا جس کسیکو حقیقت کا کشف ہوا یا جسنے حق کا شاہدہ کیا یا وجود حق کے سبب سے اسپنے مشاہدہ مین نہ رہا یا عین الجمیع مین نیست ہوگیا یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نکیا یا حق کے سوا کچھ اُسکو محسوس نہوا یا وہ حق الحق مین محو ہوگیا یا سلطان حقیقت سے سراسیمہ ہوگیا یا حق نے اُسکے لئے جلال حق کے ساتھ تجلی کی اور علیٰ ہذا جہانتک کہ بیان کرنیوالے بیان یا اسکی طرف اشارہ کرنیوالے اشارہ کرتے ہون یا اُس تک علم ہوپنچ سکتا ہو وہ سب کے سب صرف حق کے شواہد اور حق کی طرف سے اسکے لئے ایک حق ہے اور جو کچھ کہ خلق پر ظاہر ہوتا ہو وہ سب اس قسم کی چیزین ہین جو خلق کے لئے سزاوار ہین اور خلق کی حیثیت کی ہین اور جتنی چیزین ایسی ہین جنکے وصف تک مخلوق ہوپنچے وہ سب احوال ہین اور احوال اہل معرفت کے صفات ہین اور مخلوق کے لئے احوال ہی تک راستہ ہے اور احوال سے غائب ہوجانا اور احوال سے نیست ہوجانا بھی منجملہ احوال کے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بالاتر ہے یہ اکثر عربی اشعار پڑہا کرتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

اگر تلاش مین نکلون ہو تمام سفر	حضور گھر مین جو چاہون تو کاٹ کہائے حضر
وہ دل مین بیٹھا ہے پر عمر بھر نہین ملتا	وہ ہے تو آنکھون مین پر کیا مجال آئے نظر
مین اُسکو دیکھون تو اے کاش سب فنا ہوجائین	رہے نہ جسم نہ یہ کان اور نہ دل نہ بصر

انہون نے برزہیران مین سکونت اختیار کی تہی جو نہر الملات کے مضافات مین (بوزن نیفران) ایک شہر ہے۔ اور ۵۶۴ھ پانچسو چونسٹھ ہجری مین ایکسو بیس ۱۲۰ سال کی عمر مین وفات

پائی اور یہین دفن ہوے اور انکا مزار ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۵) شیخ عبدالرحمن طفسونجی[ع۵] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے مشائخون عارفون کے سردارون اور مقربون کے صدر نشینون مین سے تھے - احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ اور تصرفات نافذہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین ولیون مین ویسا ہی ہون جیسا پرندون مین کلنگ جسکی گردن سب سے لمبی ہوتی ہے۔ یہ طفسونج مین ایک اونچے تخت پر بیٹھکر شریعت و حقیقت کی باتین بیان کیا کرتے تھے اور مشائخ و علمار سننے کو آتے تھے۔ علمار کا لباس پہنتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مراقبہ اُس بندہ کے لیے ہے جو حق کے ذریعے حق کا مراقب ہوا در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اخلاق و آداب کا پیرو ہوا ور اللہ عزوجل نے اپنے دوستون اور خاصون کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ اُنکو اُنکے کسی احوال مین نہ اُنکے نفوس کے سپرد فرماتا ہے اور نہ کسی غیر کے اسلیئے وہ اللہ تعالیٰ کے مراقب (نصب العین رکھنے والے) ہوتے اور اُس سے درخواست کرتے ہین کہ اس مراقبہ مین اُنکی نگہداشت فرماے۔ اور مراقبہ حالت قرب کا مقتضی ہے اور اللہ عزوجل نے دلون کو اُن چیزون کے ذریعہ سے اپنے قریب کیا ہے جو دلون سے قریب ہین اسلیے وہ اپنے بندہ کے دلون سے اُسی مقدار سے قریب ہوتا ہے جسقدر کہ اپنے بندہ کے دلون کو اپنے آپسے قریب پاتا ہے اسلیئے تمکو اُس چیز پر نگاہ دوڑانی چاہیے جو تمہارے دل سے قریب ہو۔ اور حالت قرب حالت محبت کی مقتضی ہے

[ع۵] طفسونج دجلہ کے کنارہ ایک شہر ہے - ۱۲ مترجم

اور یہ قلب کے اللہ عزوجل اُسکے جلال اسکی عظمت اُسکے علم اور اُسکی قدرت کیطرف نگاہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس خوشحال اُس شخص کا جسنے اُسکی محبت کا جام پیا اور اُسکی مناجات (سرگوشی) کی لذّت اُٹھائی۔ جس سے اُسکا دل محبت سے بھر گیا پس اللہ ہی کے ذریعہ سے مارے خوشی کے اڑا اور اُسکے ہوا سے شوق مین سرگردان ہوا نہ اُسکا کوئی گھر ہے اور نہ وہ اُسکے سوا کسی سے مالوف ہے۔ پس ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت سے محبوب کی طرف چلا آیا ہے۔ اور جب عاشق اس نسبت کیطرف آیا تو عاشق بلا علت ہو گیا۔

اور محبت ذکر کی مقتضی ہے۔ اسلیئے عاشق ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتا ہے اور اُسکے اپنے نفس کو یاد کرنے مین خلل آجاتا ہے۔ یہانتک کہ اُسپر اپنے رب کا ذکر غالب آجاتا ہی۔ اور اپنے نفس سے غافل جیسا ہوجاتا ہی۔ بعدہٗ اپنے نفس کی غفلت سے غافل ہوتا ہے اور اپنے رب کی یاد کے غلبہ سے سارے احساس کو بھول جاتا ہی۔ تب کہا جاتا ہے کہ اپنے مذکور کی رویت مین سما گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ اور یہی کہتے ہین کہ اپنے رب مین فنا ہو گیا۔ اور یون ہی تعبیر کرتے ہین کہ اپنے فنا سے فنا ہو گیا یعنی اپنے رب کے غلبۂ ذکر کے باعث اپنے نفس کی یاد کی غفلت سے غافل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ اُسکے غیر کو دیکھتا ہی نہین۔ اور اسوقت اپنے مشاہد سے بیخ و بنیاد سے اُکھڑ جاتا اپنے نفس سے الگ کر لیا جاتا اپنی ساری باتون سے مٹا دیا جاتا اور اپنی کُل چیزون سے فانی ہوجاتا ہے۔ اور جب تک یہ وصف باقی رہیگا اوسوقت تک نہ تمیز رہے گی نہ اخلاص نہ صدق۔ یہی جمع الجمع[ع۵] اور عین وجود ہے اور یہی وہ وصول ہے

ع۵ ایک مقام ہے جو "جمع" سے اتم و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ جمع اشیاء کا شہود اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے

جو تمیز و تکلیف کے احوال پر وارد ہوتا ہے تو ایک قسم کے پردہ کے ذریعہ سے اس وصف سے حجاب رکھا جاتا ہے تاکہ حق شرع تک پہونچے - اور یہان پر بہت سے مغالطے ہین اور وہی شخص محفوظ ہے جو احکام شریعت کے ادا کرنے کیطرف لوٹ آئے - اور انکا مقولہ ہے کہ جو شخص طلب دنیا مین مشغول ہو وہ دنیا کی ذلت مین مبتلا ہوا اور جو اپنے نفس کے نقصانون سے اندھا بنا وہ حد سے متجاوز و سرکش ہوا اور جسنے باطل سے زیبائش کی وہ دہوکے مین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ فائدہ مند عبودیت کے احکام ہین اور سب سے اعلی توحید کا علم ہے - فروتنی کے ساتھہ کوئی بطالت ضرر نہین کرتی بشرطیکہ واجبات و سنن کی پابندی ہو اور تکبر کے ساتھہ کوئی مستحب عمل اور کوئی مطلوب علم نتیجہ خیز نہین ہوتا - اور جب تمکو وہ قائم کریگا تو جمے رہوگے اور جب اپنے آپ سے کہڑے ہوگے تو گر جاؤگے - انہون نے طفسونج مین جو سرزمین عراق کا ایک شہر ہے سکونت اختیار کی تھی اور وہین سن رسیدہ ہو کر وفات پائی - انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۶۶) شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالی عنہ



یہ مشائخ عراق کے سردارون اور بڑے صدیقون مین سے تھے اور احوال نفیسہ مقامات جلیلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) اور بجز اسکے جوالمد کے ذریعہ سے ہو حول قوت سے بری ہے - اور "جمع الجمع" ماسوی اللہ سے بالکلیہ ہلاک و فنا ہو جانا ہے - اور یہ احدیت کا مرتبہ ہے - ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات -

و کرامات باہرہ رکھتے تھے ۔ سیدی عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ انکی بہت تعریفین کرتے اور کہتے
تھے کہ کل مشائخ کو ناپ اور تول کر ملا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بغیر ناپ اور تول کے ۔
انکو علم الاحوال اور جو لوگ نهر الملك اور اُسکے پاس پڑوس مین آکر اترتے تھے اُنکے
جاے ورود کا کشف حاصل تھا ۔ بہت سے علما و صلحا انکے مرید ہوے اور لوگ زیارت
کو اور نذرین لیکر انکے پاس آیا کرتے تھے ۔ آنکے کلام مین سے ہے کہ فقیری دل کا
علائق سے خالی اور صرف اللہ سبحانہ و تعالی کے ساتھ مستقل ہونا ہے اور املاک سے
خالی ہونا تو فقیری کی ایک صفت ہے کیونکہ جو بندہ اپنے دل سے ان چیزون مین
پھنسا رہے گا اُسکے لئے یہ روکنے اور قطع کرنے والی ہین ۔ اور املاک سے مجرد ہونے
کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے وجود و عدم سے اُسکا حال نہ بدلے نہ قوت مین
نہ ضعف مین نہ سکون مین اور نہ بیقراری مین اور مہلکات اُسمین اثر نہ کرین اور جب ایسا
ہو جاے تو وہ فقیر ہے نہ اُسکو اسباب کی غلامی مقید کرے گی نہ اُنکا وجود اُسکو بشاش
کرے گا اور نہ اُنکا عدم اُسکو رنجیدہ کرے گا ۔ پس اگر وہ صاحب مال ہوا تو ایسا ہے
کہ نہو اور اگر صاحب مال نہو تو ایسا ہے کہ ہوا ۔ پس دنیا و آخرت مین وہ اپنا کوئی مقام
اور اپنی کوئی قدر نہ سمجھے ۔ اور جسطرح نہ سمجھے اُسیطرح طلب کرے اور جسطرح طلب کرے اُسیطرح آرزو نہ کرے تب
وہ اُسکے ساتھ مشغول بلا طمع کھڑا ہوا ہے ۔ نہ رد سے گرتا ہے اور نہ قبول سے اُٹھتا ہے اور نہ یہ اعتقاد
رکھتا ہے کہ اورون کے طریقہ سے اسکا طریقہ افضل ہے ۔ یہ بلند مقام ہے اور اس کا
معاملہ دقیق ہے ۔ اور جب تک بندہ اپنے رب عزوجل تک نہین پہونچتا اس وصف
کی حقیقت کو نہین پہونچتا ۔ اور آنکا قول ہے کہ فقر ہر ایسے شخص کا وصف ہے جو غیر
سے مستغنی ہو اور بندہ اپنے فقر مین سچا نہین ہوتا تاوقتیکہ فقر کے شہود کو فنا کرکے اپنے فقر

سے باہر نکل آئے - اور کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ سے لوگون کے حقوق دلواو اور تم سے جو کم ہو اُسکی نصیحت مانو تو منازل کا شرف پاؤ گے - جسنے اپنے نفس کے اندر جوہر کنے والا نہ پایا اُسکا دل خراب ہے - جسنے اپنے نفس کے مقابلہ مین اللہ سے مدد نہ چاہی اُسکو نفس نے دے مارا - اور جو مبتدیون کے آداب بجا نہ لایا اسکے لئے منتہیون کا مقام کیونکر راس آئیگا - تین فقیہ (مولوی) ان سے جاکر ملے اور ان لوگون نے انکے پیچھے نماز عشا پڑہی - مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرأت ان سے نہین بن آئی - اس لئے وہ ان سے بدظن ہوئے - مگر انکے ہی زاویہ (خانقاہ) مین شب باش ہوے - رات کو تینون کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکلکر اُس نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازہ پر واقع تھی - چنانچہ وہ نہر مین نہانے کو اوترے ہی تھے کہ بڑا سا شیر آموجود ہوا اور انکے کپڑون پر بیٹھ گیا اور رات سخت جاڑون کی تھی اس لئے اُنکو یقین ہوگیا کہ اب زندہ نہین بچتے - اتنے مین شیخ رضی اللہ عنہ خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر انکے پاس چلا آیا اور انکے قدمون پر لوٹنے لگا - یہ حالت دیکھ کر مولویون نے اللہ سے استغفار کیا اور تائب ہوئے - انہون نے نابنوس مین جو نہر الملات کا دیہات تھا سکونت اختیار کی اور پانچسوترپن ۵۵۳ھ ہجری کے قریب وہین وفات پائی - انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۶۷) شیخ ابوسعید قلوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ



یہ بڑے عارفون اور محقق امامون مین سے اور صاحب انفاس صادقہ افعال خارقہ ہو

کرامات ومعارف تھے۔ اپنے دبار جو ار مین فتوے دیا کرتے تھے۔ اور قلوریہ مین اونچے تخت پر بیٹھکر علوم شرائع وحقائق پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور تمام اطراف و علاقہ سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ انکے بعض اقوال یہ ہین:۔ فقیر کی شرط یہ ہے کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز اُسکی مالک ہو اور اُسکا دل تمام آلایش سے صاف ہو اور اُسکا سینہ ہر شخص کے لئے بے کینہ ہو اور اپنی جان کو بخشش و ایثار کردے۔ تصوف حق کے سوا سے بیزار ہوجانا ہے جیساکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا "یہ ع۵ تو میرے دشمن ہین مگر رب العالمین"۔ صوفی کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ وجد کے چمکارون مین خلق سے چھپ نہ جاے۔ توحید موجودات سے اُنکے پیدا کرنیوالے کے مشاہدہ کے باعث آنکھین مینچ لینا ہے۔ اور عارف وحدانی الذات ہوتا ہے نہ اُسکو کوئی قبول کرے اور نہ وہ کسیکو قبول کرے۔ خضر علیہ السلام انکے پاس بہت آیا کرتے تھے۔ یہ قلوریہ مین جو بغداد کے قریب نہر الملک کے دیہاتون مین سے ہے رہا کرتے تھے اور پانچسو ستاون ۵۵۷ھ ہجری کے قریب وہین فوت ہوئے اور انکی قبر وہان ظاہر وزیارت گاہ ہے۔ یہ علماء جیسی پوشاک پہنتے طیلسان اوڑہتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ ایکبار انکی اور انکے اصحاب کی ایک شخص نے دعوت کی انہون نے اپنے یارون کو کہانے سے منع کیا اور خود تنہا کہایا۔ اور جب دعوت سے باہر نکلے تو اُن سے کہنے لگے کہ مینے تمکو اُسکے کہانے سے اس لئے روکدیا تہا کہ وہ کہانا حرام کا تہا۔ بعدہ انہون نے سانس لی تو انکی ناک سے سیاہ دہوان بہت بڑے ستون جیسا نکلا اور آسمان کیطرف جاکر نظر سے غائب ہوگیا۔ پہر انکے مُنہ

ع۵ دیکھو انیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورۂ شعراء کی اٹہترویں آیت) ۱۲

سے آتشی ستون نکلا اور وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ چیز جو تمنے دیکھی وہی کھانا تھا جو مینے کھایا اور تمہیں کھانے نہ دیا۔

(۲۶۸) شیخ مطر باذرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ ترین مشائخ عراق وسادات عارفین مین سے تھے۔ آنکی جلالت زہد ومہابت پر علمار کا اتفاق ہے۔ آنکے پیر تاج العارفین ابوالوفار کہا کرتے تھے کہ شیخ مطر میرے حال وماں کے وارث ہین اور شیخ مطر انکے خدام خاص مین سے تھے۔ اور ان پر سُکر کی حالت غالب تھی۔ آنکے کچھ اقوال یہ ہین :۔ نفوس کی لذت قُدّوس کی مناجات مین ہے۔ اور قلوب کی لذت اُنس کے مزامیر مین ہے جو خلوت گاہ قدس مین توحید کے لحنون کے ساتھ گلشن تمجید کے اندر سے مُطربان معانی کے ذریعہ سے سننے مین آتے ہین اور جن سے ملیک مقتدر کے نزدیک **مقعد صدق** مین مدارج بلند ہوتے ہین اور ارواح کی لذت عروسان فتح لدنی کے ہاتھوں سے خلوتگاہ وصل مین مشاہدہ وسرگشتگی کی بساط پر عالم ہستی کے درمیان عزت کی روشنی مین جام محبت پینا اور نسمات ذرات کے صفحات الواح پر قلم توحید سے جو کچھ لکھا ہے اوسکا پڑھنا ہے۔ اور اسرار کی لذت حیات دائمی کی نسیم کا مطالعہ اور غیوب کے حقائق تک قلوب کے ضمائر سے پہونچنا اور افکار کے ذریعہ سے سارے اسرار کا معائنہ ہے اور عقول کی لذت اُن سائر کے ذریعہ سے جو افکار کو احاطہ کئے ہوئے ہین ملکوت کے ایسے اسرار کا ملاحظہ ہے جو نگاہوں سے پوشیدہ ہین۔ پس قلوب غیوب کے

حقائق کو معائنہ کرتے ہین۔ اور شواہدِ اسرار کی قبولیت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ اسلئے ضمائر دریاے افکار مین اُترتے ہین۔ اور نفوس کو اُس چیز سے تسکین ہوتی ہے جو جو عالم محبوب کی انمین لاحق ہوتی ہے۔ عقل کے ہاتھ نفوس کی باگین پکڑے ہوے ہین اور نفس عقل کا مُسخر ہے اور عقل انوار الٰہیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے وہ حکمت ظہور مین آتی ہے جو علوم کی چوٹی عدل کی ترازو ایمان کی زبان بیان کا سرچشمہ روحون کا گلشن صورتون کا نور حقائق کی میزان وحشت زدون کا اُنس راغبون کا مال تجارت اور مشتاقون کی آرزو ہے۔ اور حکمت حق کی یافت ہے اسلئے جب قلب پردار ہوتی ہے تو جن کو نون کترون مین عشق چھپا ہوتا ہے اُنکا سراغ لگاتی دلون کے زنگ کو صاف کرتی اور باطن کے عیبون کو نیست ونابود کردیتی ہے۔ یہ قوم کے کُرد تھے اور بلاد زا مین رہتے تھے جو سرزمین عراق مین لحف کے مضافات مین سے ہے۔ یہین وفات پائی اور یہین انکی قبر ظاہر و زیارتگاہ ہے۔

(۲۶۹) شیخ ابو محمد ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مشائخ عراق کے سردارون مقربین کے صدر نشینون اور محققین کے اماموں مین سے تھے۔ انکے احترام و تعظیم پر مشائخ کا اجماع تھا۔ انکے بعض کلام یہ ہین:۔ مشتاقون کے دل اللہ عزوجل کے نور سے منور رہتے ہین اور جب اُنمین اشتیاق کو تحریک ہوتی ہے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُسکے نور سے چمک اُٹھتا ہے اُسوقت اللہ عزوجل فرشتون کے سامنے انپر فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ مین تمکو گواہ رکھتا ہون کہ مین اُنکا

زیادہ تر مشتاق ہون - جو اپنے رب کا مشتاق ہوا وہ مانوس ہوا جو مانوس ہوا وہ
خوش ہوا جو خوش ہوا وہ قریب ہوا جو قریب ہوا وہ چلا جو چلا وہ متحیر ہوا جو متحیر ہوا وہ
اُڑا اور جو اُڑا اُسکی آنکھین نزدیکی سے ٹھنڈی ہوئین - زاہد صبر کی مزاولت کرتا ہے مشتاق
شکر کی اور وصل ولایت کی - شوق اللہ کی آگ ہے جو عاشقون کے دلون مین روشن
رہتی ہے اور اُسکے نقار اور اُسکی طرف نگاہ کرنے سے ویسی ہوتی ہے - ہیبت کی آگ
دلون کو محبت کی آگ روحون کو اور شوق کی آگ نفوس کو پانی کر دیتی ہے خموشی
عبادت بلا مشقت آرایش بلا زیور ہیبت بلا حکومت قلعہ بے شہر پناہ کراما کاتبین
کے لیئے راحت - اور عذر خواہی سے بے نیازی ہے - آدمی کے لیئے یہی علم بس
کرتا ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرے اور یہی جہل کافی ہے کہ خود پسند ہو - اور خود پسندی حماقت
کا فضلہ ہے جس سے خود پسند اپنے عیبون کو ڈہانکتا ہے مگر نہین ڈھکتا - اللہ تعالی
نے کوئی عجیب چیز نہ پیدا کی جسکا نقش آدمی کی صورت مین نہ رکہا ہوا اور کوئی امر
غریب نہ ایجاد کیا جسکا حکم اُسمین نہ جاری کیا ہو اور کوئی بہید نہ ظاہر کیا جسکے علم کی کنجی اُس
صورت مین نہ رکہی ہو اسلیئے آدمی عالم کا مختصر نسخہ ہے - شکر خاصکر عاشقون کے مقامات
مین سے ہے کیونکہ فنا کی آنکہین اُسکو نہین قبول کرتی اور علم کی منزلین وہان تک
نہین پہونچتی ہین - اور شکر کی تین علامتین ہین ماسوا کے ساتھ مشغول ہونے اور اُسکی
تعظیم سے دائمی دلتنگی * دریائے شوق مین بے اندیشہ کود پڑنا - اور دائمی تمکین
اور جسکا شکر ہوا و ہوس سے ہوگا اُسکا صحو گمراہی کی طرف ہوگا - ایک شخص جو مجرد تنہا
بغیر زاد راہ اور کسی ہمراہی کے حج کا ارادہ رکہتا تہا ان سے رخصت ہونے کو آیا انہون
نے اپنا شکیزہ اُسکو نکالکر دیا اور کہا کہ اگر وضو کرنا چاہو گے تو تمکو اسمین پانی ملے گا پیاس

لگے گی تو دودہ اور بہوک لگے گی تو ستو۔ چنانچہ اُس لمبے سفر مین جو جبل حمرا مین واقع عراق سے مکہ معظمہ تک کا تہا۔ اقامتِ حجاز کی مدت اور حجاز سے عراق تک واپس آنے کے عرصہ مین جب اُس شخص نے وضو کا ارادہ کیا تو اُسی مشکیزہ سے کہاری پانی۔ جب پینا چاہا تو میٹھا پانی اور جب غذا کی خواہش ہوئی تو دودہ شہد اور شکر سے زیادہ شیرین ستو اُسکو ملتا رہا۔ انہون نے جبال حمرا مین جو سرزمین عراق مین واقع ہے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک اُسکو اپنا وطن بنایا۔ انہون نے ۵۶۱ھ پانچسو اکسٹھ ہجری مین وہین رحلت کی۔ ان کی قبر وہان معلوم ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۷۰) شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اکابر مشائخین و رؤسا عارفین مقربین و ائمہ محققین مین سے تہے۔ اور یہ اس طریقہ کے ایک رکن ہین۔ تاج العارفین ابوالوفا انکی مدح و ثنا اور بڑائی کے ساتہہ ذکر کیا کرتے تہے اور شیخ علی بن الہیتی کی معرفت انکو ایک ٹوپی بہیجی اور انکو حکم دیا تہا کہ میرے نائب بنکر اسکو اوڑہنا اور اُنکو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اور وہ کہتے تہے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جاگیر میرے مرید ہون چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے تئین مجہے عطا فرمایا۔ بزرگان عراق کہا کرتے تہے کہ جسطرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہین۔ یہ کہتے تہے کہ مینے کبہی کسی شخص کی بیعت نہ لی جب تک کہ اُسکا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد مین

سے ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا نہ دیکھ لیا۔ انکا قول ہے کہ مشاہدہ بندہ اور رب کے درمیان کے پردون کا اٹھ جانا ہے پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب پر مطلع ہوتا ہے جسکی خبر دی گئی ہے اور جلال وعظمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُسکے احوال ومقامات بدلتے رہتے ہین اسلئے اُسمین حیرت ودہشت آتی ہے پہر حیرت اُسکو تخبط کی طرف لیجاتی ہے اسلیئے وہ حق سے حق کی طرف نظر کرو سے نظر آتا ہے اور کبھی جلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کبھی جمال کا کبھی رنگ وروپ کو دیکھتا ہے کبھی کمال کا نظارہ کرتا ہے۔ کبھی اُسکو کبریا وعزت کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ کبھی جبروت وعظمت نظر آتی ہے اور کبھی لطف ومحبت کا شہود ہوتا ہے اسلئے ایک سے بسط عہ حاصل ہوتا ہے تو دوسرے سے قبض عہ وہ حالت اسکو سمیٹتی ہے تو یہ حالت پہیلاتی ہے۔ وہ کہو دیتی ہے تو یہ موجود کر دیتی ہے۔ وہ پردۂ عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ پہر لوٹا دیتی ہے۔ یہ فانی بناتی ہے تو وہ باقی۔ خلاصہ یہ کہ وہ شخص بشریت کے صفات سے زائل ہوجاتا اور عبودیت کے صفات سے قائم رہتا ہے نہ اغیار کا اُسکو حس ہوتا ہے اور نہ جبار کی عظمت کے سوا اُسے کچھ نظر آتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب تمنے تعظیم کی آگ کو

عہ قبض وبسط بندہ کے حالتِ خوف ورجا سے ترقی کرنیکے بعد کی دو حالتین ہین۔ پس عارف کے لئے قبض ویسا ہی ہے جیسا مستامن کیلئے خوف۔ اور دونون مین فرق یہ ہے کہ خوف ورجا امر آیندہ پسندیدہ ونا پسندیدہ کے متعلق ہوتے ہین اور قبض وبسط امر موجود فی الوقت سے علاقہ رکھتے ہین جو کسی وارد غیبی کے باعث عارف کے دل پر غالب ہون۔ ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات

جو ہیبت کے نور کے ساتھ سِرؔ میں دل ہوئی ہے نکالا تو اُس سے مشاہدہ کی شعاع
پیدا ہوگی۔ پس جسنے اپنے سِر (اندرون) مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اُسکے دل مین
عالم کون کی مطلق وقعت نہ رہی۔ اور جب کسی گروہ کو پے در پے مشاہدہ ہوا کرتا ہے
تو حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے بعدہٗ اُن کو محجوب کر دیتا ہے تب وہ نور مشاہدہ کی حیرت
سے نور ازل کی حیرت مین کھینچ لئے جاتے ہین۔ پھر وہ دہشت سے اُٹھا کر نور ازل
کی حیرت مین لائے جاتے ہین۔ اور پھر قدس آنس کی دہشت سے نکالکر عین الجمع کی
دہشت مین پہونچائے جاتے ہین۔ اسلئے بہت سے استتار و تجلی کے درمیان حیران
ہین۔ بہت سے عبد و تدانی کے بیچ مین سرگردان ہین اور بہت سے وصل و تعالی کے
درمیان ساکن ہین اور یہی استقامت و تمکین کی جگہ ہے۔ اور یہ اُس حضرت کی صفت
ہے جسمین موارد ہیبت کے نیچے گھلتے رہنے کے سوا کچھ نہین ہے۔ اللہ عزوجل
نے فرمایا ہے عــــہ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول عــــہ اِنَّ
الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے متعلق انکا قول ہے کہ مشاہدہ
پر ثابت قدم رہے کیونکہ جسنے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ اُسکے ماسوا سے نہین ڈرے گا

ســہ سِر ایک لطیفہ ہے جو قلب مین ودیعت رکھا گیا ہے جیسا کہ روح بدن مین۔ اور وہ
مشاہدہ کا محل ہے جیسا کہ روح محبت کا محل۔ اور قلب معرفت کا محل ہے ۱۲۔
مترجم

عــہ چھبیسوین پارہ کا چوتھا رکوع۔ یعنی سورۂ احقاف کی اونتیسوین آیت پھر جب حاضر ہوئے تو بولے کہ چپ رہو
عــہ چوبیسوین پارہ کا اٹھارہوان رکوع۔ یعنی سورۂ حم السجدہ کی تیسوین آیت۔ بیشک جن لوگون نے اقرار
کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر (اسی عقیدہ پر) جمے رہو الخ ۱۲

اور جسنے کسی چیز کو دوست رکہا وہ اسکے غیر کا مطالعہ نہین کرے گا اور اُسکا خروج غیب سے ہوگا - یہ قوم کے گرد رہتے تہے اور عراق کے ایک صحرا مین قنطرۃ الوصاص کے قریب سامرا سے ایک دن کی مسافت پر رہتے تہے اور بہت سن رسیدہ ہوکر وہین فوت ہوے اور وہین انکی قبر بنی جو ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے اور اسکے پاس لوگون نے خیر و برکت کیلیے ایک بستی بسالی ہے -

(۲۷۱) شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری رضی اللہ تعالی عنہ

یہ مشائخ عراق کے رئیسون بڑے عارفون جلیل القدر مُقربون اور صاحب عجائب وغرائب تہے - امام مالک کے مذہب پر فتوی دیتے اور علم شریعت و علم حقیقت مین اعلی درجہ کی تقریرین کرتے تہے - انکے کلام کثرت سے ہی ہین اور لوگون مین متداول و مشہور بہی ہین - انکے بعض قول یہ ہین :- وجد جحود ہے جبتک شہود سے نہو عـــہ - شاہد حق باقی رہتا اور شاہد وجد کو دور کر دیتا اور آنکھون مین نیند نہین آنے دیتا ہے اور اُسکا نشہ شراب کے نشہ سے بڑہا ہوا ہوتا ہے - وجد کرنے والون کی روحین معطر و لطیف ہوتی ہین اور انکے کلام مردہ دلون کو زندہ اور عقلون کو زیادہ کرتے ہین - وجد تمیز کو ساقط کر دیتا اور مکانون کو ایک مکان اور ذاتون کو ایک ذات بنا دیتا ہے اور اسکا اول پردہ کا اٹہہ جانا نگہبان کا شاہد فہم کا حضور غیب کا ملاحظہ ستر کا مجاذبہ اور مید

عـــہ یعنی جو وجد بغیر مشاہدہ کے ہوتا ہے اُس مین اور انکار شہود مین کچہہ فرق نہین ہے ۱۲

کا مانوس ہوجاتا ہے۔ صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اسکے وجود کی حالت مین یعنی وجد کے ساتھ تعلق سے باعث بشریت کا انقطاع ہوجاوے اور جسمین گم گشتگی نہین اسمین وجد نہین اور اسکے اہل دو مقامون پر ہوتے ہین ایک ناظر اور دوسرے منظور الیہ۔ ناظر تو مخاطب ہوتا ہے جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے جسکو اُسنے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جسکو پہلی ہی حالت مین جو اسپر طاری ہوتی ہے حق اڑا لیجاتا ہے۔ وجود وجد کی نہایت ہے کیونکہ تواجد بندہ کے استیعاد کا اور وجد بندہ کے استغراق کا موجب ہے اور وجود بندہ کے استہلاک کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔ حضور بعدہٗ ورود بعدہٗ شہود بعدہٗ وجود بعدہٗ خمول۔ پس وجد کے مقدار سے خمول حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب وجود پر صحو و محو کی حالتین طاری ہوتی ہین۔ چنانچہ صحو کی حالت مین اُسکی بقا حق کے ساتھ ہے اور محو کی حالت مین اُسکی فنا حق کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونون حالتین ہمیشہ اُسپر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہین۔ وجود تین معنون پر بولا جاتا ہے۔ اول وجود وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے اُس مکاشفہ کی صحت مین جو حق کا تمکو ہو شواہد کا علم واقع ہو۔ ثانی حق کا ایسا وجود جو اشارہ کے مساغ سے منقطع ہو۔ ثالث اولیت مین استغراق کے باعث رسم وجود کے مضمحل ہوجانے کے مقام کا وجود۔ پس جب بندہ کو وصف جمال کے ساتھ مکاشفہ ہوگا تو قلب پر نشہ چھاجائیگا اور اُسوقت روح کو طرب حاصل ہوگا اور اندر سرگشتگی ہوگی۔ صحو تو حق ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق کے ہوگا تو حیرت سے خالی نہوگا یعنی وہ حیرت جو نور عزت کے مشاہدہ مین ہوتی ہے نہ کہ شبہہ کی حیرت۔ وجد اوراد کے ثمرے اور منازلات کے نتیجے ہین۔ وجود اللہ تعالی کے قبل احوال کا ترک محال ہے اور وجود اللہ تعالی کے بعد احوال کی طلب محال ہے۔ اور جسنے اللہ

تعالی کے راز کے بارہ مین سہل انکاری کی اللہ تعالی نے اُس سے خود اُسکے عیوب ظاہر کرائے - یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے توجس سوکھے ہوئے درخت کے پاس سے انکا گزر ہوتا تھا وہ سرسبز ہوجاتا اور جس بیمار کے پاس سے گزر ہوتا وہ شفا پاتا تھا - بصرہ مین رہتے تھے اور پانچواسی ۲۸۰ ہجری کے قریب وہین فوت اور شہر کے باہر دفن ہوئے - آنکا مزار وہان معلوم اور زیارت گاہ ہے - آنکا جنازہ پڑھتے وقت آسمان وزمین کے درمیان سے تہلیلون کی آواز سُنی گئی اور جس وقت لوگون نے تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے اُسیوقت وہ آواز کان مین آئی -

(۲۷۲) شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالی عنہ

یہ مصر کے بڑے اور مشہور بزرگون صدرنشین عارفون اور سرآوردہ وصاحبِ تحقیق عالمون مین سے تھے - کرامات ظاہرہ احوالِ فاخرہ افعالِ خارقہ اور انفاس صادقہ رکھتے تھے - اور علمار صاحبِ تصنیف وفضلار صاحبِ افتا مین سے تھے - امام احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور پڑہاتے مناظرہ کرتے اور کتابین لکھواتے تھے - اللہ تعالی نے انکے لئے خرق عادات وقلب اعیان کیا تھا - اور مصر اور اُسکے مضافات کے مریدانِ صادق کی تربیت کا منصب انکو پہونچا تھا - اور انکی بڑائی بزرگی اور احترام پر مشائخ کا اجماع تھا - اور ان لوگون کو جس امر مین اختلاف ہوتا تھا اُسمین انکو حکم بناتے اور انکے قول کی طرف رجوع کرتے تھے - آپکے کلام مین سے ہے کہ اللہ تعالی اور اُسکے صفات کی معرفت کا رستہ فکر اور اُسکے حکم وآیات سے

عبرت حاصل کرنی ہے اور اُسکی ذات کے کنہ کو پہچاننے کا عقل کے لئے کوئی
رستہ نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اگر خدائی حکمت عقلون کی حد مین ختم ہوجاتی
اور ربانی قدرت علوم کی یافت مین منحصر ہوتی تو وہ اس حکمت و قدرت کا نقص ہوتا
لیکن ازل کے اسرار اُسیطرح عقلون سے چھپے ہوئے ہین جسطرح جلال کے جلوے
آنکھون سے۔ اسلئے وصف کے معنی وصف ہی مین لوٹ آتے ہین اور فہم یافت
سے بے بہرہ ہے اور ملک ملک مین گردش کیا کرتا اور مخلوق اپنے شکل تک پہونچکر
رہجاتی اور اپنی شکل تک اُسکی طلب شدید رہتی ہے اور رحمن کے آگے آوازین
بیٹھ جائینگی پس گُسر پُھسر کے سوا تو کچھ اور نہ سُنیگا۔ اور انکا قول ہے کہ ساری مخلوقات
ذرہ سے لیکر عرش تک اسکی معرفت کی متصل راہین اور اُسکے ازلی ہونے پر مستقل دلیلین
ہین اور ساری ہستی اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوئی زبانین ہین اور سارا عالم ایک کتاب ہے
جسکے حرفون کو مُبصر اپنی بصیرت کے اندازہ سے پڑھتے ہین۔ اور یہ بھی انہین کا قول
ہے کہ جب دلون کے چمنستان پر سعادت کی ہوا چلتی اور عنایت کی بجلی کوندتی اور
غیب کے بادلون سے حقائق کی پھوہارین پڑتی ہین تو انمین قرب محبوب کے شگوفے
نکلتے اور نیل مطلوب کے پھولون سے رونق آتی ہے۔ اُسوقت مشاہدہ کی لذت
مین انکو قرب کی ہوا لگتی ہے اور سماع کے ذریعہ سے حضور کی جلوہ گری کے خواستگار
ہوتے ہین۔ اور ہیبت کی آگ کو اُسوقت دیکھتے ہین جب محبت کی روشنی اُسے
سُلگاتی ہے مگر مقام کے ساتھ اُنس سے غلبہ سرگشتگی کے باعث آنکھین میچے
ہوئے نور ازل کی طرف متوجہ رہتے ہین۔ اور فنا کے قدمون سے وصل کی خلوت
مین مسامرت کے بساط پر مناجات کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور غلبہ ازل کی بقا

مین حدوث کے حاشیون کو پیٹ دیتے ہین - بس اسوقت انکی روحین غیب الغیب
مین راسخ ہوجاتی ہین اور انکے اسرار سر الستر مین ڈوب جاتے ہین - تب اُن کا
مولی اُنکو بھیجواتا ہے جو کچھ بھجواتا ہے اور مقتضاے آیات مین سے اُن سے وہ
باتین چاہتا ہے جو اورون سے نہین چاہتا اور وہ زیادتی کی طلب مین فہم عینی سے علم لدنی کے دریاؤن مین
غوطے لگاتے ہین - چنانچہ اُن محفوظ خزانون مین سے جو ذرات وجود مین سے ہر
ذرہ کے نیچے دبے پڑے ہین علم مکنون و سر مخزون اُنکے لئے منکشف ہوجاتے
ہین اور وہ سبب پیدا ہوجاتا ہے جس سے بارگاہ قدس سے متصل ہوجاتے اور
اوس بارگاہ سے اپنے آقا عزوجل کے پاس جاتے ہین - پس وہ انہین اپنے
پاس کے وہ عجائب دکھلاتا ہے جنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور
نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا - اور انکا قول ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا
اُسین لوگون کی ستایش کچھ تغیر نہین کر سکتی - اور کہا کرتے تھے کہ جسنے اپنے
آقا کی صحبت پر صبر نہ کیا اللہ اُسکو غلامون کی صحبت مین مبتلا کرے گا اور جس کی
اسید مین اپنے آقا کے سوا سب سے منقطع ہوگئین وہی حقیقت مین بندہ ہے -
اور انکا قول ہے کہ جو شخص رضا مین ثابت قدم ہوا اُسنے مصیبت سے لذت
اُٹھائی - اور انکا مقولہ ہے کہ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے - اور یہ کہا کرتے تھے
کہ دیکھو خبردار راطریق کو مضبوط کر لینے اور قدم کو جما لینے کے قبل صاحب احوال کی
نقل نہ کرنا ورنہ سیر و سلوک سے روک دئیے جاؤ گے - اور تمہاری تخلیط کی دلیل
مخلطین کے ساتھ تمہاری صحبت اور تمہاری لغویت کی دلیل ہرزہ دراؤن کے ساتھ
تمہاری صحبت اور تمہاری وحشت کی دلیل وحشت زدون کے ساتھ تمہاری صحبت ہے

اور جس شخص پر اُسکا حال غالب ہو وہ ہماری سماع کی مجلس مین نہ آئے نقل ہی
کہ ایک دن انکے یارون نے ان سے کہا کہ آپ ہمسے کچھ حقائق کیون نہین بیان
کرتے۔ اسپر انہون نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آج کسقدر میرے مرید ہین۔ لوگون نے
کہا کہ چھہ سو آدمی۔ انہون نے کہا کان مین سے سو کو چھانٹ لو۔ اور ہر سو مین سے بیس
کو اور بیس مین سے چار کو۔ اور یہ چار ابن القسطلانی۔ ابو الطاہر۔ ابن الصابونی۔
اور ابو عبد اللہ قرطبی تھے۔ اور جب یہ لوگ انتخاب ہو چکے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ اگر مین حقائق مین سے ایک کلمہ بھی علی رؤس الاشہاد زبان پر لاؤن تو سب
سے پہلے یہی چار میرے قتل کا فتوی دین۔ انکو بہم کشف ہوا کرتا تھا۔ ایک سال
دریاے نیل اسقدر زیادہ چڑھا کہ مصر کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا اور اس چڑھاؤ
کو اتنا قیام ہوا کہ تخم ریزی کا وقت گزرا جاتا تھا۔ اس سبب سے لوگون نے شیخ ابو عمرو
کے سامنے آکر نالہ وزاری کی۔ شیخ نے دریاے نیل کے کنارہ پر آکر اسکے پانی سے
وضو کیا۔ اور اُسیوقت دو ہاتھ اسکا پانی اوتر گیا۔ اور آخر زمین پر سے اسقدر پانی ہٹ
گیا کہ زمین کُھل گئی اور لوگون نے دوسرے ہی دن سے کاشت شروع کردی۔
اور ایک سال یہ اتفاق ہوا کہ دریاے نیل کو طغیانی ہی نہوئی اور جو تخم بونے کا بہت سا
وقت نکل گیا اور ناج کا نرخ گران ہو گیا اور لوگون کی جان کے لالے پڑ گئے۔ آخر لوگون
نے شیخ ابو عمرو کے پاس آکر واویلا مچائی۔ اور انہون نے نیل کے کنارہ پر آکر آفتابہ سے
جو انکے خادم کے پاس تھا وضو کیا۔ چنانچہ اُسی دن دریاے نیل کا پانی بڑھ گیا اور برابر بڑھتا
ہی رہا یہانتک کہ پوری حد کو پہونچ گیا۔ اور اللہ نے اس سے لوگون کو منتفع کیا اور
اُس سال لوگون نے بہت زیادہ کاشت کی۔ اور ایکمرتبہ یہ مصر مین اپنے مکان مین عشا کی نماز

بڑھکر اپنے خادم ابو العباس سقری کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ پا باہر نکلے اور مکہ پہونچکر دیر تک دونون نے حجر اسود کے پاس نماز ادا کی - اسکے بعد دونون مدینہ طیبہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرکے بیت المقدس پہونچے - یہان بہی دونون نے گہنٹے بہر تک نمازین پڑہین - اور فجر سے پہلے مصر لوٹ آئے - ابو العباس کا بیان ہے کہ اس شب کو مجھے مطلق تکان نہ معلوم ہوا - اور اگر کوئی عرب عجمی زبان مین اور کوئی عجم عربی زبان مین گفتگو کرنی چاہتا تو یہ اُسکے مُنہ مین اپنا لعاب دہن ڈالدیتے تھے اور وہ اپنی مادری زبان کی طرح اُس سے واقف ہوجاتا تہا - ستر سال سے زیادہ کی عمر پاکر سنہ ٥٦٤ھ پانچسو چونسٹھ ہجری مین مصر سے روضۂ رضوان سدہارے اور وہان کے قرافہ مین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شرقی جانب ستون کے متصل مدفون ہوئے - ان کا مزار اس مقام مین ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو آتے ہین -

(٢٧٣) شیخ سُوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان مشرق کے سردارون - عارفون کے صدر نشینون اور بڑے محققون مین سے تھے ان مین کرامات اور مقامات بلند اور اشارات ارجمند پائے جاتے تھے - اور یہ اُن مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ عالم مین تصرف کا مالک بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اینمین علم شریعت وحقیقت دونون جمع کیا تہا - سنجار اور اسکے قرب وجوار کے سچے مریدون کی تربیت کی ریاست انکو ملی تہی - اور انکی تعظیم واحترام پر مشائخ کا اجماع

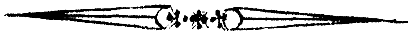
تھا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آتے تھے۔ آنکا کلام ہے کہ عارفون کے
مقام سات اصول پر ہین :- سِر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف قصد۔ معاملات
مین اللہ سے اعتصام امر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کے ساتھ ہونا۔ ظاہر و باطن مین
اللہ کے بندون کو نصیحت کرنی۔ طی و نشر مین اللہ تعالی کے اسرار کو چھپائے
رکھنا۔ باوجود علم کے صبر کے ساتھ حال پر قایم رہنا۔ اور لا الٰہ الا اللہ الملک
الحق المبین کا ذکر کرنا۔ پس جب عارف نے ان احوال کو طے کیا اور افعال کی
رویت سے ترقی کی تو اللہ تعالی سِر کے ذریعہ سے اپنی طرف کے قصد مین اسپر نفس کا
دروازہ کھول دیتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ قلب تجلی کے انوار سے بذریعہ
نفس سرور کے اور انس کے چراغ سے جو کشف کے مشکوۃ مین ہوتا ہے آرام پاتا ہے
اور یہ نفس ارواح کے معارج احوال مین غائب ہونے اور اسرار کے مدارج روح القدس مین مستغرق ہونیکے
بعد جستجو ن کے مادّہ کو قطع کردینے اور علم کے متحد ہونے اور اسم کے چلے جانے کے ذریعہ سے صرف
حضرت شہود ہی مین رہتا ہے۔ اور یہ عارفون کا سب سے پہلا لباس اور ارواح عارفین
کی سب سے پہلی استراحت ہے۔ اور یہی وہ حال ہے جسکے شہود کا نور اُسکے وجود کے
نور کو نہین بجھاتا اور جسکے وجود کا نور اُسکے شہود کی حقیقت پر پردہ نہین ڈالتا۔
اور سِر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف قصد کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حجاب
مین حقیقت کھلم کھلا ظاہر ہو جاے۔ اسکے بعد اللہ تعالی اُسکے لئے اعتصام بامر
مین عنایت کا دروازہ کھولدے۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالی اُسکے لئے
اُسکی بصیرت سے تین طرح کی آنکھین کھولدے۔ ایک وہ آنکھ جس سے معرفت کا
ادراک ہو۔ دوسری وہ آنکھ جس سے انواع حقائق کا ادراک ہو۔ اور تیسری وہ آنکھ جس سے

انوار معرفت کا ادراک ہو۔ جیسا کہ آنکھین تین قسم کی ہوا کرتی ہین۔ چشم بصر۔ چشم بصیرت۔ اور چشم روح۔ پس چشم بصر محسوسات کا ادراک کرتی۔ چشم بصیرت معنویات کا ادراک کرتی اور چشم روح ملکوتیات کا ادراک کرتی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ جلوس مع اللہ مین اُسکے لیے عین تفرید مین غرق ہو جانے کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ اور اُسکے پانچ ارکان ہین (۱) فنار قُرب عین مشاہدہ مین۔ (۲) اضمحلال علم بحر جمع مین۔ (۳) استہلاک فنا بحر ازل مین۔ (۴) استغراق وجود طی عدم مین (۵) اور استعدام بقا برق ابد مین پس فنار قُرب عین مشاہدہ مین مُرسلون کے لیے اسرار کا درست اور خالص کرنا ہے۔ اور اضمحلال علم بحر جمع مین صدیقون کے لئے رویت اور ابرار کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور مشاہدۂ انوار صفات کے لیے۔ اور استہلاک فنا بحر ازل مین مُرسلون کے لئے حقیقت اور مقربون کے لئے حق و طریقت ہے۔ اور استغراق وجود طی عدم مین۔ صدیقون کے لئے توحید کی تفرید اور ابرار کے لئے تجرید کی تحقیق ہے۔ اور استعدام بقا برق ابد مین شہیدون کے لئے نزدیکی کی زندگی اور رزق کی ہمیشگی ہے اور صالحون کے لئے نسیم روح استراحت ریحان اور معارف جنت نعیم ہے۔ پس عین مشاہدہ مین فنار قرب سے عقل ہوئی۔ اور بحر جمع مین اضمحلال علم سے روح ہوئی۔ اور بحر ازل مین استہلاک فنا سے سر ہوا۔ اور طی عدم مین استغراق وجود سے ذرّا ہوا۔ اور برق عدم مین استعدام بقا سے ذاتِ کامل لوجود اور تامۃ التقویم ہوئی۔ اسلئے عقل سے ایمان و روح کے درمیان خطاب قائم ہوتا ہے۔ اور سر سے حکم سمجھا جاتا ہے۔ اور ذر سے حکم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ذات سے حرکت واقع

ہوتی ہے۔ اس سبب سے حرکت حکم کا ظاہر ہے۔ اور حکم امر کا ظاہر ہے۔ اور امر علم کا ظاہر ہے۔ اور خطاب بیان کا ظاہر ہے اور بیان صفات کا ظاہر ہے۔ اور صفات ذات کا ظاہر ہے پس بیان عقل کی بصیرت استرروح کی بصیرت امر حکم کی بصیرت۔ اور حکم حرکت کی بصیرت ہے۔ اور یہی اُسکی حقیقت ہے جسکا عارف منتہی پر معرفت کے درجہ مین کشف ہوتا ہے اور انکا قول ہے کہ علوم تین ہین ایک علم اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ امر نہی احکام اور حدود کا علم ہے دوسرا علم اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے اور یہ امید وبیم اور محبت وشوق کا علم ہے اور تیسرا علم اللہ تعالیٰ کا ہی اور یہ اُسکے نعوت وصفات کا علم ہے۔ اور علم ظاہر طریقت کا علم ہے۔ علم باطن منزل کا علم۔ اور علم حکم شرع کا علم ہے۔ اور جس باطن کو ظاہر پر پانہ کرے وہ باطل ہے۔ اور انکا قول ہے کہ عقل کی جڑ خموشی ہے اور اسکا باطن اسرار کا چھپانا اور اسکا ظاہر سنت کا اقتدار۔ اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص اولیا اللہ کے پیچھے پڑیگا اسکو اللہ تعالیٰ اس بلا مین مبتلا کرے گا کہ مرتے وقت اُسکی زبان سے کلمۂ شہادت نہ نکلے گا۔ اور ہمارے شہر کے بڑے لوگون مین ایک شخص تھا جو فقیرون کو بُرا کہا کرتا تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو لوگون نے اُس سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ اسنے کہا کہ مجھسے یہ نہین ہوسکتا۔ مین سمجھ گیا کہ کہانسے یہ وبال آیا۔ اسلیئے مین فقرا کے حضور مین حاضر ہوا اور انکو راضی وخوشنود کرتا رہا یہانتک کہ وہ اُس سے راضی ہوگئے۔ اور اُسکی زبان کُھل گئی۔ اور مین خدا سے چاہتا ہون کہ اسکی توبہ قبول ہوجائے اور انہون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کو نظر گڑو کر دیکھ رہا ہے تو اسکو منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو کہا کہ خدا ونداا سکی بینائی جاتی رہے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اندھا ہوگیا مگر سات دن کے بعد اسنے توبہ کی اور معافی چاہی۔ تو شیخ نے کہا کہ خداوندا اسکی

بینائی اسکو واپس دے مگر اپنے گناہون کے لئے واپس نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکی بینائی فوراً لوٹ آئی۔ اور اسکے بعد اس شخص کا یہ حال تھا کہ جب ممنوع چیز کو دیکھنا چاہتا تو اندھا ہوجاتا اور بعد مین پر اسکو دکھائی دینے لگتا تھا۔ اور انکے پاس ایک اندھے نے آکر عرض کیا کہ مین بال بچون والا ہون مگر کسب کرنے سے معذور ہون۔ انہون نے کہا کہ بار خدایا اسکی آنکھین روشن ہوجائین۔ اور وہ بیس برس کے بعد مسجد سے سونکھا ہو کر باہر نکلا۔ اور سونکھا ہی مرا۔ یہ سنجار مین سکونت رکھتے اور مرتے دم تک اُسی کو وطن بنائے ہوئے تھے وہین بہت عمر پاکر فوت ہوئے اور انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۴) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جلیل القدر مشائخون عظیم الشان عارفون اور سربرآوردہ محققون مین سے اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔ بڑی ہمت اعلیٰ ہدایت روشن کشائش اور ظاہر و عیان کشف سے ممتاز تھے حتی کہ ان سے احوال قوم کی مشکلات حل ہوئین۔ اور یہ اُن چارون[ع۵] مین سے ایک ہین جو ملک عراق مین اپنی قبرون مین سے تصرف کیا کرتے ہین۔ اور

ع۵ مترجم کہتا ہے کہ صاحب جامع اصول الاولیاء لکھتے ہین کہ علی القرشی نے کہا ہے کہ مینے چار بزرگون کو دیکھا کہ وہ اپنی قبرون مین زندہ لوگون کیطرح تصرّف کرتے ہین۔ (۱) شیخ عبدالقادر (۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل منبجی (۴) اور شیخ حیات بن قیس حرانی۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی مشکوٰۃ کی فارسی شرح کی کتاب الموتیٰ والقبور مین اسکا ذکر کیا ہے لیکن چارون کے نام نہین دئے ہین۔ ۱۲

اہل حران انکو واسطہ ظہیر اکر نزول باران کی دعا کرتے تھے اور وہ قبول ہوتی تھی - انکے اقوال مین سے یہ ہین :- جبتک کہ آدمی کی معرفت کا نور اُسکی پرہیزگاری کے نور کو بجھا نہ دے وہ متمکنون مین شمار نہین ہوتا - وفا کی حقیقت اندرون کو غفلتون کی نیند سے بیدار اور ہمتون کا ساری کائنات سے خالی کرنا ہے - جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل مین دیکھنا اور صدق یقین کے احوال کا منکشف ہونا چاہے اسکو چاہیے کہ حلال کے سوا کچھ نہ کھائے اور سنت و فریضہ ہی پر عمل کرے اور جو لوگ وصول و مشاہدۂ ملکوت سے محروم ہوے وہ صرف دو ہی چیزون سے ہوے ایک کھانے کی بُرائی اور دوسری خلق اللہ کی دل آزاری - رقت قلب کے لئے ذکر کرنے والون کی ہمنشینی اختیار کرو اور دائمی کوشش سے نور قلب حاصل کرو - خلوص والے مرید کی نشانیون مین سے یہ ہے کہ اُسکے ذکر سے نہ تھکے (یعنی اللہ کے) - اور اُسکے حق سے نہ گھبرائے اور سنت و فریضہ کو لازم کرلے - اور سنت دنیا کا ترک ہے اور فریضہ حق جل و علا کی صحبت زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اُسکو اپنا پیشہ بنانے سے حذر کرو - اور محبت معرفت کی شمع اور طریقت کا سرنامہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ لقاء محبوب تک پہونچتے ہین - حران کو اُنہون نے اپنا مسکن اور مرتے دم تک وطن بنالیا تھا - یہین ۱۰۵ھ پانچسو پانچ ہجری مین حیات ابدی حاصل کی اور شہر کے باہر دفن ہوے جہان انکی قبر ظاہر اور لوگون کی زیارت گاہ ہے -

(۲۷۵) شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سب بڑے بزرگان شام - سرداران عارفین - اور صدر نشینان بارعین مین سے

تھے انکے اشارات بلند- ہمت عالی - انفاس صادقہ- کرامات خارقہ اور تصرفات نافذہ
تھے - ملک شام مین مریدون کی تربیت اسکے سپرد تھی - علماء ومشائخ ان کا احترام
کرتے اور انکو بزرگ مانتے اور تمام سے زیارت کرنیوالے انکے پاس آتے تھے
انکے بعض کلام معرفت الیتام یہ ہین :- عارف کا مشاہدہ اُسکو "جمع"ع۱ مین "تمکین
تحکیم" کا اور اطلاع مین "تفرقہ" کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے - کیونکہ عارف واصل
ہوتا ہے صرف اتنی بات ہے کہ اُسپر اللہ تعالی کے اسرار سب یکبارگی آجاتے
ہین اس سبب سے وہ اُنکے انوار مین سرگشتہ اُسکے دریاؤن مین مستغرق اُسکی تنزیل مین
مستہلک رہتا ہے -اور عارف وہ ہے جسکے دل مین اللہ تعالی نے ایک لوح رکھدی
ہے جسمین موجودات کے اسرار منقوش ہین اور وہ اسکی مدد سے حق الیقین کے
انوار مین اُن سطرون کے حقائق کو اُنکے اطوار کے اختلافات کے ساتھ سمجھتا ہے
اور افعال کے اسرار کو بوجھتا ہے اسلیئے ملک وملکوت مین کوئی حرکت ظاہری
یا باطنی ایسی نہین ہوتی جسکو اللہ تعالی اسکے ایمان کی بصیرت اور ظاہر مین آنکھ

ع۱ جمع وتفرقہ- جو چیز تمہاری طرف نسبت کیجاوے وہ تفرقہ ہے - اور جسکی تم سے نفی
کی جاوے وہ جمع ہے - اور اسکے معنی یہ ہین کہ جو چیز بندہ کے کسب مین سے ہو یعنی لوازم عبودیت
کی بجاآوری اور احوال بشریت کے لوازم وہ تفرقہ ہین - اور جو حق کی جانب سے ہو یعنی معانی کا ایجاد اور لطف
واحسان کا آغاز وہ جمع ہے - ۱۲ ع۲ یہ راسخ ہونے اور استقامت پر جم جانیکا مقام ہی اور جبتک بندہ رستہ مین
ہوتا ہی اُسوقت تک وہ صاحب تلوین ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے کیطرف ترقی کرتا اور ایک وصف سے دوسرے
کیطرف منتقل ہوتا ہی مگر جب وہ واصل ہو تصل ہوا تو اسکو تمکین حاصل ہوگئی ۱۲ کتاب التعریفات - مترجم

کے سامنے کھول نہ دیتا ہو اسلئے وہ اُسکو علم اور کشف کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور ایسا ہی شخص اپنے اندرون سے آفتاب کیطرح اکوانِ ملکوت پر چڑھ جاتا ہے اسیوجہ سے نظر اسکی تاب نہین لاسکتی اور ایسے شخص کی صفت یہ ہے کہ اعمال کو علم سے اور احوال کو سرّ[عہ] سے مکمل کئے ہوئے ہو - اور ایسے لوگ تین قسم کے ہوتے ہین حاضر غائب اور غریب پس وہ لطائفِ علم کے ذریعہ سے حاضر ہے اور شواہد حقیقت کے اعتبار سے غائب ہے - اور غریب وہ ہے کہ اسکے اور ماسوی اللہ کے درمیان سبب منقطع ہو - اسلئے جو شخص اسکے نفس کے بغیر اُسکے مقابل آئے گا وہ جل جائے گا اور غربت کی حقیقت وہ "این[عہ]" کا ساقط ہوجانا اور رسم کا مٹ جانا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلے پھر اُسکو آئے موت - تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا[سہ]" اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اسباب کو ظاہر کردے اور اُسسے حجاب دور کردے اور اللہ تعالیٰ اُسکو امور کے باطن پر بذریعہ کشف و فراست کے مطلع کردے - پس وہ اُنکو کشف کے ذریعہ سے اجمالاً اور فراست کے ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ اصل و منع اور حقیقت رسم کے مطابق جانے اسلئے وہ ارواح سے اُنکی وضع کی حیثیت سے

عہ سرّ انکی اصطلاح مین اُس لطیفہ کو کہتے ہین جو قلب مین اُسی طرح ودیعت رکھا گیا ہے جسطرح روح بدن مین - اور یہی مشاہدہ کا محل ہے - جسطرح روح محبت کا محل - اور قلب معرفت کا محل ہے - ۱۲ مترجم

عہ جو حالت کہ مکان مین آنے سے کسی چیز پر عارض ہوتی ہے اسکو "این" کہتے ہین - ۱۲ مترجم

سہ (پارہ ۵ - رکوع ۱۱) سورہ نسار کی نوین آیت - ۱۲

اور اجسام سے اُنکی ترکیب کی حیثیت سے خطاب کرے اور علوم کیطرف اشارہ کے رموز سے اشارہ کرے اور کشفِ عبارت کو سمجھے - اور تیزی و تندی ہر بُرائی کی کنجی ہے اور غصہ تمکو عذرخواہی کی رسوائی کے مقام مین کھڑا کرتا ہے - اور عمدہ اخلاق قدرت کے وقت معاف کردینا ذلت مین انکساری کرنی اور بغیر منت کے عطا کرنا ہے - اور جب تم اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اسپر قابو پانے کے شکریہ مین اُسکو معاف کردو - اور کریم وہ ہے جو مصیبت کو برداشت کرے اور ابتلا کے وقت شکوہ نہ کرے - اور عمدہ ترین اخلاق قدرت والے کا درگزر اور احتیاج والے کی بخشش ہے - اور غصہ کا سبب نفس پر اُس شخص کیطرف سے جو اُس سے بالاتر ہے ایسی باتون کا ہجوم ہے جنکو وہ ناپسند کرتا ہے - اور غصہ انسان کے باطن سے ظاہر کیطرف آتا ہے اور غم انسان کے ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے - اسلیے غم سے دُکھ درد پیدا ہوتے ہین اور غصہ سے سطوت و انتقام ظہور مین آتے ہین - شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین سماع کی ایک مجلس مین گیا جہان شیخ رسلان بھی موجود تھے - قوال نے کوئی شعر گایا تو شیخ رسلان رضی اللہ عنہ جست کرکے ہوا مین چلے گئے اور وہین اُنھون نے کئی چکر کئے پھر آہستہ آہستہ زمین کی طرف آئے - اور وہ اسیطرح کئی مرتبہ کرتے رہے اور حاضرین دیکھتے رہے اور جب وہ زمین پر آکے ٹھیر گئے تو انجیر کے ایک درخت سے (جو اس مکان مین تھا اور خشک ہو گیا تھا اور کئی سال سے اسمین پھل نہین لگتے تھے) ٹیک لگا کر بیٹھے وہ درخت سرسبز و شاداب ہوگیا اُسمین پتّے بھی نکلے اور اُس سال اُس مین پھل بھی لگے - دمشق مین رہتے تھے اور سن رسیدہ ہوکر وہین فوت اور شہر کے باہر مدفون ہوے

لوگ وہان انکی قبر کی زیارت کرتے ہین۔ اور جب لوگون نے کندھون پر ان کی نعش اُٹھائی تو بہت سی سبز چڑیان آکر اُسپر منڈلاتی رہین۔

(۲۷۶) شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ سربرآوردہ بزرگان مغرب اور مربیان صدرنشین مین سے تھے۔ غایت شہرت سے تعریف کے محتاج نہین ہین۔ ان کا نام شعیب تہا اور انکے بیٹے مدین وہ تھے جو شیخ عبدالقادر وشطوطی کی جامع مسجد واقع مصر مین اس حصار کے باہر جو مصر کے شرقی جانب سے متصل ہے برکۂ قرع مین مدفون ہین اور انکی قبر پر بڑا سا گنبد ہے اور لوگ انکی قبر کی زیارت کیا کرتے ہین۔ اور انکے والد تو شہر تلمسان واقع ملک مغرب کے جبانۂ عبادلہ مین مدفون ہین۔ انکی عمر اسّی کے قریب پہونچی تہی اور انکی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ انکے تلمسان آنے کا سبب یہ ہوا کہ امیرالمومنین کو جب انکی خبر پہونچی تو اُسنے حکم دیا کہ شہر بجایہ سے لاکر اُنکو حاضر کیا جاے تاکہ اُن سے برکت حاصل کیجاے۔ چنانچہ جب وہ تلمسان پہونچے تو کہنے لگے کہ مجھے سلطان سے کیا واسطہ آج شب کو ہم بہائیون سے ملینگے۔ بعدہٗ وہ اُترے اور قبلہ رُخ ہوے اور اُنہون نے کلمۂ شہادت پڑہا اور کہا کہ "دیکھو مین آگیا دیکھو مین آگیا اور اے میرے رب مینے تیری طرف آنے مین جلدی کی تاکہ تو راضی ہو"، بعدہٗ اُنہون نے کہا "اللہ ہی زندہ جاوید ہے" اور انکی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ شیخ ابو الحجاج اقصری کہتے ہین کہ مینے اپنے پیر شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ وہ کہتے تہے کہ

سنہ ۵۸۰ھ پانچسو اسی ہجری مین خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو مینے ان سے اپنے شیخ ابو مدین کے بارہ مین پوچھا۔ انہون نے کہا کہ "وہ اسوقت مین صدیقون کے امام ہین۔ اور انکی اس ارادت کا بہید یہ ہے کہ جو بہید کہ حجاب قدس مین محفوظ ہے اُسکی کنجی اللہ تعالی نے انکو عطا فرمائی ہے۔ اسوقت ان سے بڑھکر اسرار مرسلین کا جامع کوئی نہین ہے"۔ بعدہ شیخ عبد الرزاق نے کہا کہ اور ابو مدین رضی اللہ تعالی عنہ انکے تہوڑے ہی دن بعد فوت ہوے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالی عنہ نے فتوحات مین ذکر کیا ہے کہ مین اور بعض ابدال کوہ قاف پر پہونچے تو ہمارا گزر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اُس پہاڑ کو حلقہ کیے ہوے تہا۔ میرے ساتہی نے مجہہ سے کہا کہ اسکو سلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔ چنانچہ مینے سلام کیا اور اُسنے جواب دیا۔ پہر اُسنے پوچہا کہ کس ملک سے آتے ہو ہمنے کہا کہ بجایہ سے۔ اُسنے پوچہا کہ ابو مدین کا حال وہان کے باشندون کے ساتہہ کیسا ہے۔ ہمنے کہا کہ انپر زندیق ہونے کا اتہام لگاتے ہین۔ اسنے کہا کہ واللہ بنی آدم کی آنکہون پر پردے ہین واللہ میرا یہ گمان نہ تہا کہ اللہ عزوجل اپنے جس بندہ کو دوست رکہے گا اُسکو کوئی بہی بُرا سمجہے گا۔ پہر ہمنے اُس سے پوچہا کہ تجہے اسکا علم کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ سبحان اللہ روے زمین پر کوئی جانور ایسا بہی ہے جو اُن سے ناواقف ہو واللہ وہ تو اُن لوگون مین سے ہین جنکو اللہ تعالی نے ولی بنایا اور اُنکی محبت بندون کے دلون مین اُتاری ہے اُنکو تو کافر یا منافق ہی بُرا سمجہے گا انتہی مین کہتا ہون کہ بزرگون نے انکی تعظیم و اجلال پر اجماع اور انکا ادب کیا ہے۔ یہ خوش منظر خوبصورت منکسر مزاج زاہد پرہیزگار محقق اور کریم الاخلاق تہے۔ انکے کچہہ اقوال فیض اشتمال

یہ ہین :- قلب کا تو صرف ایک ہی رخ ہے جب ادہر متوجہ ہوا تو دوسری طرف سے
محجوب ہوگیا - جمع وہ ہے جو تمہارے تفرقہ کو دور کردے اور تمہارے اشارہ کو مٹادے
اور وصول تمہارے اوصاف کا ڈوب جانا اور تمہاری نعوت کا منتشر ہوجانا ہے
غیرت یہ ہے کہ نہ تم پہچانو اور نہ پہچانے جاؤ - سب سے بڑا لدارہ وہ ہے جسکے حق کی حقیقت
حق تعالی اُسپر ظاہر کردے - اور سب سے بڑا محتاج وہ ہے جسکے حق کو حق تعالی اُس
سے پوشیدہ رکھے - جو اُنس شوق سے خالی ہے اُسمین محبت نہین ہے - جو شخص
ایسی حقیقت کے پاے جانے سے پہلے خلق کیطرف نکلکر آئے جو اِس کو
بُلاے وہ دہوکے مین ہے اور جس شخص کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ایسے حال کا مدعی
ہے جسکا کوئی ثبوت اُسکے ظاہر مین نہو اس سے حذر کرو - جب حق ظاہر ہوا تو اسکے
ساتھ اسکا غیر باقی نہ رہا - جس نے عبودیت کی آنکھ سے تحقیق کی وہ اپنے افعال
کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوے کی آنکھ سے اور اپنے اقوال کو افترا
کی آنکھ سے دیکھے گا - جسمین ذرا سا بھی نفس باقی رہا وہ صریح آزادی تک نہ پہونچا -
وہ جو تجھے مشاہدہ کرتا ہے اُسکو دیکھہ اور تو جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے اُسکو نہ دیکھہ - قریب
اُسکے قرب سے خوش ہے اور عاشق اسکے عشق سے عذاب مین ہے - فقر توحید
کی نشانی اور تفرید کی دلیل ہے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اُسکے سوا کو تو نہ دیکھے
فقر کو جب تک تم چھپاے ہو اُسمین ایک نور ہے اور جب تم نے اسکو ظاہر کردیا تو
وہ نور چلا گیا - جسکو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا -
اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق تمسے غائب ہوجاے - جس شخص نے
موجودات کی طرف ارادہ و شہوت کی نگاہ سے دیکھا وہ ان سے عبرت حاصل کرنے

اور نفع اُٹھانے سے رد کر دیا گیا - جسنے کسی کو پہچانا اسنے خدا کو نہین پہچانا اور با عتبار علم و قدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہین ہے اور نہ با عتبار ذات وصفات کے کوئی چیز اُس سے ملی ہوئی ہے - جو شخص اُسکی معرفت کی صلاحیت نہین رکھتا اُسکو وہ اُسی کے اعمال کی رویت مین مشغول کرتا ہے اور جسنے اُسکی سُنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہونچا - جسنے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُسکے لیے پردے نہ اُٹھے - حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُسنے حق کو نہ دیکھا - اور بزرگان طریقت جو ناقصون کی صحبت سے منع کرتے ہین اُسکے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص وہ شخص ہے جسنے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جسکو معاملات کا تجربہ نہوا اور جسکے قدم اس راہ مین جے نہون گو اُسکی عمر ستر برس کی کیون نہو - اور کہا گیا ہے کہ ناقصون سے مراد مخلوقات ہین جو ماسوی اللہ ہین مین کہتا ہون کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد و تعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگون کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے - اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جسکا نفس پہ سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پہ بیراہ کرنا اور ہوا و ہوس پہ دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو - اور یہ کہا کرتے ہے کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال مین تمکین حاصل ہونے کے قبل مُجاہدے مین ہرگز نہ پڑنا ورنہ یہ تمکو کمال کے درجون سے محروم کر دینگے - اور جو فقیر کہ ہر سانس مین اپنی زیادتی و کمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہین ہے - اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فخر ہے - علم غنیمت ہے - خموشی نجات ہے - ناامیدی راحت ہے - زہد عافیت ہے - اور پلک جھپکنے بھر بھی حق کی فراموشی خیانت ہے - اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے - اس سے غائب ہونا جہنم ہے - اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے،

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیات ہے، اور اُس سے وحشت کرنا موت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غفلت ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہونچے ہوئے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جسنے اپنے رب مین مشغول کو مشغول کیا اُسپر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگون نے انکے دروازہ پر جمع ہوکر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ مین تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھسے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ بھاگے۔ تب انہون نے لوگون کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اُترکر انکے پاس آئے اور پر پھڑپھڑانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مرگئے اور حاضرین مین سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ "ہر بدل" عارف کے قبضہ مین ہوتا ہے کیونکہ "بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جوشش کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہان شیر ایک گدہے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدہے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہین جا سکتا تھا۔ انہون نے گدہے کے مالک سے کہا کہ چلے آو۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے

اور اس سے کہا کہ اسکا کان پکڑلو اور اپنے گدہے کے بدلے اسی سے کام لیا کرو۔ اُسنے شیر کا کان پکڑا اُسپر سواری کی اور بجاے گدہے کے برسون اسی سے کام لیا یہانتک کہ وہ شیر مرگیا۔ اور ایک مرتبہ عالم رویا مین ان سے پوچہا گیا کہ تمہاری توحید مین تمہارے "سر" کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہون نے کہا کہ میرا "سر" ایسے اسرار سے مسرور ہے جنکو الہی دریاؤن سے مدد پہونچتی ہے اور جنکا افشا کرنا اہل پر زیبا نہین ہے کیونکہ اشارہ اُنکے وصف سے عاجز ہے اور خدائی غیرت نہین چاہتی کہ وہ پردہ سے باہر آئین۔ اور یہ وہ اسرار ہین جو وجود کو احاطہ کئے ہوے ہین انکو صرف وہی سمجہہ سکتا ہے جسکا وطن مفقود ہو۔ عالم حقیقت مین اپنے سر سے موجود ہو حیات ابدی مین پلٹے کہاتا ہو اور وہ اپنے سر سے ملکوت کی فضا مین اڑ رہا اور جبروت کے سراپردون مین کلیل کر رہا ہو اور وہ اسماء و صفات سے متخلق ہوچکا اور مشاہدۂ ذات مین اُن سے فنا ہوگیا ہو۔ بس وہین میرے ٹھیرنے کی جگہہ میرا وطن میری آنکہہ کی ٹھنڈک اور میرا مسکن ہے اور حق تعالی سب سے بے نیاز ہے۔ اُسنے میرے وجود مین اپنی قدرت کے عجائبات ظاہر کئے۔ نگہبانی کے ساتہہ میری طرف متوجہ ہے اور مخفی تحقیق مجہپر کہولدی ہے۔ پس میری حیات وحدانیت سے قائم ہے اور میرے اشارات فردانیت کی طرف ہین۔ اسلئے میری روح علم غیب مین راسخ ہے مجہسے کہتی ہے کہ اے میرے مالک شعیب باہر دن بندون پر نیا ہے اور ہمارے پاس اس سے بہی زیادہ ہے

(۲۷۷) ابو محمد عبد الرحیم مغربی قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مصر کے مشہور جلیل القدر بزرگون اور عظیم الشان عارفون مین سے صاحب کرامات خارقہ و انفاس صادقہ تھے۔ مراتب قرب مین انکا رتبہ بہت بلند اور سرچشمۂ وصل مین سے ان کا چشمہ شیرین و دلپسند تھا۔ اور یہ اُن لوگون مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و حقیقت کا جامع بنایا ہے اور سر مکنون کے علم کی کنجی اور کتاب وحکمت کا گنجینہ دیا ہے۔ یہ جب موذن کو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہتے سنتے تو کہا کرتے تھے کہ اُسی نے ہماری گواہی اس چیز کی دی ہے جو مینے مشاہدہ کیا ہے اور جسنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اُسکا بُرا ہو۔ انکے بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :۔ اللہ تعالیٰ کی سب صفات کی سمجھ مجھے آئی مگر سمع کی صفت کی نہ آئی۔ سارے متکلمین عرش حق کے گرد آمد و شد کرتے ہین مگر اُس تک نہین پہونچتے۔ قطع علائق بجز فقد کے قطع سے ہوتا ہے اور بندہ کے مقام کا ظہور ماسوی کی طرف عدم التفات سے اور قلب کا وثوق قدم سابق کی ترتیب سے ہے۔ تجرید باعتبار حکم کے دو نون زمانون کا بھول جانا باعتبار حال کے دونون "کون" عـ سے ذہول ہوجانا اور باعتبار وقت کے "این" عـ

عـ اہل تحقیق کے نزدیک "کون" وجود عالم کو کہتے ہین اس حیثیت سے کہ وہ عالم ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ حق ہے ۱۲

عـ "این" اُس حالت کو کہتے ہین جو کسی چیز کے مکان مین حاصل ہونے سے عارض ہوتی ہے ۱۲

سے انکو کھینچ لیتا ہے یہانتک کہ موجودات منقلب ہوکر ظاہر کے لئے باطن اور ساکن
کے لئے متحرک ہوجائین پس قدر کی تمکین سے حکم کے قطع پر قلب کو سکون حاصل ہوتا
ہے اور شگفتہ واردات سے خوشی کا حاصل ہونا ہی اوان کی صورتون سے صدر کا
انشراح ہے مگر اس صورت مین کہ تلوین کے بعد مقام کا ثبوت اور تمکین کا رسوخ پایا جاے
اور جب ایسی حالت ہوگی تو آسمان اُسکی چادر اور زمین اسکا بچھونا ہوجائیگی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت
کی ہیبت قلب مین یہ ہے کہ اسکے مشاہدہ کے سبب سے چشم بصیرت جس مین اُسکے
ماسوا سے اندہی ہوجاے اسلئے نہ دیکھے مگر انوار جلال سے اور نہ سُنے مگر سواطع جمال
سے۔ رضا باعتبار حال کے تفرقہ کی نفی کرکے مجاری اقدار کے نیچے قلب کا سکون ہے
اور باعتبار جمع کے توحید کا جاننا ہے پس قدرت کو قادر مین اور امر کو آمر مین دیکھے گا اور
احوال مین سے کسی حال مین اس سے الگ نہوگا تمکّن علم کا شہود بطور کشف کے
اسکی طرف احوال کا لوٹنا بطور قہر کے تصرف بذریعہ قادح کے بطور حکم کے اور امر کا کمال
از روے شرع کے ہے۔ بہوک مین یہ فائدہ ہے کہ ذکر مین استغراق کے وقت
اسرار مین صفائی رہتی ہے۔ شوق مبادی ذکر مین خوشی سے مستغرق ہوجانا بعدہ
توسط ذکر مین شکر سے غائب ہوجانا۔ بعد کو اواخر ذکر مین صحو سے حاضر ہونا ہے
اسلئے شوق انہین تین حالتون مین دائر ہے ہمت کے ساتھ استغراق۔ بیقراری کے
ساتھ غیبت اور نعش کے ساتھ حضور۔ پس مشتاق کا ایک تہائی وقت استغراق ہے
ایک تہائی غیبت اور ایک تہائی حضور۔ اور حیات یہ ہے کہ قلب کشف کے نور
سے زندہ رہے اور حق کے اُس راز کو پاجاے جس سے موجودات اپنے اطوار کے
اختلاف کے ساتھ ظہور مین آتے ہین۔ **نقل ہے** کہ ایک دن انکے حلقہ مین آسمان

کیطرف سے ایک صورت گری جسکو حاضرین سنے نہ پہچانا کہ کیا ہے۔ اور یہ ایک ساعت
تک سر جھکاے رہے۔ بعدہٗ وہ صورت آسمان کیطرف چلی گئی۔ لوگون نے اس کی
کیفیت پوچھی تو انہون نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ ہے اس سے ایک بیہودہ بات سرزد
ہوئی تھی اسلئے ہمسے سفارش کرنے کو آیا تھا۔ بارے اللہ تعالی نے اسکے حق مین
ہماری شفاعت قبول فرمائی اور وہ اوپر چلا گیا آن سے جب کوئی آدمی کسی کام مین مشورہ
لیتا تو یہ کہتے کہ مجھے مہلت دو کہ مین تمہاری نسبت جبریل علیہ السلام سے اجازت
لے لون چنانچہ وہ ایک گھنٹے کی مہلت دیتا۔ اور اسکے بعد وہ جبرئیل کے کہنے کے مطابق
اُس شخص سے کہتے کہ اس کام کو کر یا نہ کر مین کہتا ہون کہ جبرئیل سے انکی مراد
وہ فرشتہ ہے جو انکے فعل پر تعینات تھا نہ کہ انبیار علیہم السلام کے جبرئیل واللہ
اعلم اور یہ جب کسی عامی سے کہتے کہ علماء کے سامنے تقریر کر تو وہ آیات واحادیث
کے معانی مین اس تیزی سے تقریر کرتا کہ اگر دس ہزار لکھنے والے بھی موجود ہوتے
تو لکھنے سے عاجز رہتے تھے اور اسکے بعد جب وہ کہتے کہ خاموش ہوجا تو اُن علوم
کا ایک کلمہ بھی اُسے نہ آتا تھا۔ بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ اگر مین شیخ عبدالرحیم
کی وفات کے وقت موجود رہتا تو مین انکو دفن کرنے نہ دیتا بلکہ مین اُنکو روے زمین
پر رہنے دیتا تاکہ جو کوئی انکی طرف دیکھتا وہ حکمت کی باتین بولنے لگتا۔ انہون نے
مقام قنا واقع صعید مصر مین وفات پائی اور انکی قبر وہان مشہور ہے لوگ اسکی زیارت
کرتے ہین۔ ایک مرتبہ انکے پاس سے ایک کتا گزرا تو یہ اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے
اور لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو انہون سنے کہا کہ مین نے اسکی گردن مین نیلا ڈورا
دیکھا جو فقرار کی پوشش مین سے ہے۔ اور ایک بار ایک آدمی نے ان سے درخواست

کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیئے۔ تو کہا کہ فقیرون مین اسطرح رہو جسطرح بکریون کے ساتھ بکرا رہتا ہے یعنی باوجود اسکے کہ اُنکے مصالح سے غافل نہ رہو زبان سے کچھ نہ بولو۔

(۲۷۸) شیخ ابو العباس احمد مُلَثّم رضی اللہ تعالی عنہ



یہ جلیل القدر و محققین بزرگان مصر مین سے تھے۔ تمام ملکون سے لوگ انکی زیارت کو آتے اور علمار مصر انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے۔ اور انکے والد مشرق مین حاکم تھے۔ زمانہ آیندہ کے متعلق انکے مکاشفات تعجب انگیز تھے۔ جس چیز کی یہ خبر دیتے تھے وہ اُسی طرح واقع ہوتی تھی جسطرح یہ کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اپنے اختیار سے باتین نہین کرتا یہ کچھ ملجانے کی آرزو مین کھڑے رہا کرتے تھے اور اگر لوگ ان کو کچھ دیتے تھے تو یہ فقیرون کو خیرات کر دیتے تھے۔ انکی عمر کی نسبت لوگون مین اختلاف تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ یونس علیہ السلام کی قوم مین سے ہین بعض کہتے تھے کہ انہون نے امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا اور مصر مین انکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور بعض کہتے تھے کہ انہون نے شہر قاھرہ کو اسوقت دیکھا تھا جب اسکی آبادی جھونپڑون کی تھی۔ شیخ عبد الغفار قوصی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کے باعث مینے خود ان سے پوچھا تو انہون نے کہا کہ اسوقت میری عمر چار سَو برس کی ہے۔ مصر والے اپنے یہان کی عورتون کو انکے دیکھنے اور انکی خلوت مین حاضر ہونے سے منع نہین کرتے تھے۔ ایک فقیہ (مولوی) نے اس بنا پر انکو بُرا کہا تو انہون نے اس سے کہا کہ اپنی خبر لو تمہاری عمر کے ساٹھ ہی دن باقی رہ گئے ہین

تم مرجاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جو کچھ انکو ملجاتا تھا وہی پہن لیتے تھے۔ اسلئے انکے سر پر کبھی تو سبز اونی عمامہ ہوتا تھا اور کبھی سفید کبھی جبہ وفتوحی زیب تن رہتی اور کبھی گدڑی۔ خلاصہ یہ کہ ایک وضع کے پابند نہ تھے۔ اور ایکمرتبہ ایک قاضی انکے انکار پر آمادہ ہوا اور اسنے انکی تکفیر کا محضر لکھا اور اسکو صندوق مین رات بھر کے لئے بند کر کے رکھا تاکہ صبح کو انکو بلا کر شریعت کا حکم سنائیگا۔ لیکن سویرے جو اسنے اس محضر کو ڈہونڈہا تو نہ ملا حالانکہ صندوق کی کنجی اُسی کے پاس تھی۔ اور شیخ اُس محضر کو لئے ہوئے قاضی کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جسنے تیرے صندوق سے محضر کو نکال لیا وہ تیرے دل سے ایمان کو بھی نکال سکتا ہے۔ آخر قاضی تائب ہوا اور ڈرا اپنے ارادہ سے باز آیا۔ انہون نے سنہ ۶۱۲ھ سو ہجری میں وفات پائی اور جیزیہ واقع مصر مین دفن ہوئے اور انکی قبر ایک مسجد مین ہے۔ لوگ اسکی زیارت کرتے ہین۔ اور لوگون نے انکو تین بار زہر دیا کہ مرجائین مگر اللہ تعالی نے انکو چنگا کر دیا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ شدت سے انکے منکر تھے۔ آن کا قول تھا کہ قطب قطب اوتاد اوتاد اور اولیا اولیا نہین ہوئے ہین مگر اسی سے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی انکی معرفت حاصل کی انکی شریعت کی وقعت اور انکے آداب کی پابندی کی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت مجھے خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حق سبحانہ وتعالی کسی بندہ کے قلب پر چھا جاتا ہے تو جو کچھ کہ بندہ کی طرف کا ہے وہ چلا جاتا ہے اور جو کچھ کہ اللہ تعالی کیطرف کا ہے وہ رہ جاتا ہے تب بندہ مٹی کے برتن کیطرح باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ ابتداء پیدایش مین ہوتا ہے

اُسکی خود اپنی ذات کی حیثیت سے کوئی حرکت نہین ہوتی - اُسکی حرکت تو اُسی کیطرف سے ہوتی ہے جو اسکو جنبش دیتا ہے اور اسمین نہ کوئی اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ نہ علم اور نہ عمل - اور اُنکا قول ہے کہ جب دل نور سے معمور ہوگیا تو جتنے پردے کہ بندہ اور اللہ کے بیچ مین ہین سب اُٹھ جاتے ہین -

(۲۷۹) شیخ ابوالحجاج اقصری رضی اللہ تعالی عنہ

یہ جلیل القدر کبیر الشان اور مجرد تھے - اور اُنکے پیر شیخ عبدالرزاق جنکی قبر اسکندریہ مین ہے شیخ ابو مدین مغربی کے معزز اصحاب مین سے تھے - طریقت مین ان کا کلام بلند تھا - اور اُنکا تکیہ اور اُنکی تربت صعید مصر کے بالائی حصہ مین جسے اقصر بن کہتے ہین واقع ہے - آنکے مناقب مشہور ہین - جنمین سے ایک یہ ہے کہ اُنکے زمانہ کے ایک مشہور امیر نے اُنکو بُرا کہا - تو انہون نے اس سے کہا کہ تو فقیرون کو بُرا کہتا ہے تو تو فلان شخص کے پاس کا ناچنے والا ہے - چنانچہ وہ امیر اپنی بے ادبی و بداعتقادی کی سزا مین مرنے سے پہلے رقاص ہوگیا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جسکو اس راہ کا طالب پاؤ اُسے میرے پاس لے آو - اگر وہ سچا ہوگا تو اسکو پہونچا دینے کا میرا ذمہ ہے اور اگر صاحب غفلت ہو گا تو مین اُسکو نکال دونگا اور دور کردون گا تاکہ وہ مریدون کو ضائع نہ کرے کیونکہ وہ شخص محبوب تک نہین پہونچتا جو اُس کے غیر کے باعث محجوب رہتا ہے - آنکے خادم شیخ ابو زکریا تمیمی کا بیان ہے کہ ابوالحجاج اقصری کے مریدون مین سے ایک شخص نے کئی مرتبہ چاہا کہ اپنے پیر کو مار ڈالے مگر

ناکام رہا - اس شخص کے عقیدہ مین یہ تہا کہ انکو مار ڈالنے سے مین انکے مقام پر پہونچ جاؤنگا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے پیر کے باعث محجوب پاتا تہا - آخر اسنے اپنے پیر (شیخ ابوالحجاج اقصری) کو اسکی خبردی - انہون نے کہا کہ اے میرے بیٹے اشبیلالی خیال ہے جب تم اپنے پیر کو قتل کروگے تو اللہ تعالی کا غضب تیرہو گا پہروہ تمکو اس کا مقام کیونکر عطا فرمائیگا؟ **مین کہتا ہون** کہ مینے ایسا ہی واقعہ سیدی ابوالسعود جارحی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ایک شخص کا سنا مگر یہ اس مرید سے بہاگ نکلے واللہ اعلم - اور ابوالعباس طالقی ناقل ہین کہ ایک دن مین شیخ ابوالحجاج اقصری کے پاس گیا تو مینے انکی بہو ون کے اوپر دو آنکہین دیکہین - اور شیخ ابوالحجاج کہتے تہے کہ مین اور میرے پیر بہائی ابوالحسن صایغ (زرگر) اسکندریہ مین اپنے پیرومرشد کے پاس حاضر ہوا کرتے تو مجہے اپنا مقام انکے مقام سے اعلی نظر آتا اور مین دعا کرتا تہا کہ خداوندا انکو مجہسے بلندتر مقام عطا فرما - اور میرے دوسرے پیر بہائی جی جب اپنے مقام کو میرے مقام سے بلندتر پاتے تو اسی طرح دعا کرتے تہے - بہائیون کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہئے جنکے آپس مین مطلق حسد و کینہ نہو - ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ آپکا پیر کون ہے - انہون نے کہا کہ میرا پیر گبریلا ہے - لوگ سمجہے کہ یہ مذاق سے کہتے ہین - مگر انہون نے کہا کہ مین مذاق نہین کرتا - تب لوگون نے کہا کہ پہر یہ کیا ہے؟ انہون نے کہا کہ جاڑون کی ایک شب مین مین جاگ رہا تہا کہ میری نظر ایک گبریلے پر پڑی جو چراغدان پر چڑہنا چاہتا اور اسکے چکنے ہونے کے باعث پہسل جاتا مگر جی نہ ہارتا اور پہر چڑہنا شروع کرتا تہا - چنانچہ مینے اسکی ناکامیابی کو اس شب مین شمار کیا تو سات سو مرتبہ تک پہونچی - مگر وہ ذرا سی جان اپنے منصوبہ سے نہ ہٹی - تب

مینے اپنے دل مین کہا کہ سات سو برس گزرا اور پھر بھی نہ ٹلا!!! استنے مین مین صبح کی نماز کو باہر آیا اور نماز پڑھکر اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت چراغدان کے اوپر چراغ کے باز دمین زدنق افروز ہین۔ بس جو کچھ مینے سیکھا وہ اس سے سیکھا۔ اور یہ کہتے تھے کہ مین اپنی ابتدائی حالت مین لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا اور اس سے غافل نہین ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ میرے نفس نے مجھسے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے۔ مینے کہا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اُسنے کہا کہ تیرا رب تو میرے سوا کوئی بھی نہین ہے۔ کیونکہ حقیقت مین رب وہی ہے جسکی تم بندگی کرو اور جسکا حکم بجالاؤ۔ اور مین تمکو کھانا کھلانے کہتا ہون تو تم مجھے کھلاتے ہو سونے کہتا ہون تو سوتے ہو اُٹھنے کہتا ہون تو اُٹھتے ہو۔ چلنے کہتا ہون تو چلتے ہو سننے کہتا ہون تو سنتے ہو پکڑنے کہتا ہون تو پکڑتے ہو اسلیئے تم میرے سارے حکمون کو بجالاتے ہو۔ اور اس سبب سے مین ہی تمہارا رب ہون اور تم میرے بندہ ہو۔ وہ کہتے ہین کہ مین اسمین بہت دنون تک متفکر رہا۔ تب میرے لیئے شریعت سے ایک صورت پیدا ہوئی اور اُسنے مجھسے کہا کہ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ سے جنگ کر۔ اور جب وہ تجھسے کہے کہ سورہ تو تو اس سے کہہ کہ کَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ عــه (رات کو بہت ہی کم سوتے تھے) اور جب وہ تجھسے کھانے کو کہے تو کہہ کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا عــه ۵ (اور کھاؤ اور پیو فضول اور خسر جیان نہ کیا کرو) اور جب تجھے چلنے کو کہے تو

عــه دیکھو (پارہ ۲۶ ۔ رکوع ۱۸) سورہ الذٰریٰت کی سترہوین آیت اور مطلب سمجھنے کیلئے پندرہوین آیت سے پڑھنا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ پرہیزگارون کی یہ تعریف ہے ۔۱۲ مترجم

عــه دیکھو (پارہ ۸ ۔ رکوع ۱۰) سورہ اعراف کی اکتیسوین آیت ۔۱۲ مترجم

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً (اور زمین مین اکڑکر نہ چلاکر) اسکو سناد ے
اور جب تجہسے کسی چیز کے پکڑنے کو کہے تو یہ آیت اُسکو سناد ے وَلَاعـــه تَجْعَلْ یَدَکَ
مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ (اور اپنا ہاتہہ نہ تو اتنا سکیڑ دو
کہ (گویا) گردن مین بندہا ہے اور نہ بالکل اسکو پہیلاہی دو) تب مینے اپنے نفس سے کہا کہ
ان کامون کی یہ حقیقت ہے پہر مجہپر کیا الزام ہے اگر مین اس سمجہ کے ساتہہ انکو کرد ن
اسنے کہا کہ تب مین تجہے پرہیز گارون کا خلعت پہناؤنگا عارفون کے تاج سے سرفراز
کردن کا۔ صدیقین کا ٹیکا تیرے زیب کمر کرونگا اور محققون کا ہار زیب گلو۔ اور عاشقون
کے بازار مین اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ عــه الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ
الاٰیہ کا اشتہار تیری نسبت دونگا۔ اور انکا قول ہے کہ شیخ سے نہ ملنا اُسکی
محبت مین حارج نہین ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کو
دوست رکہتے ہین حال آنکہ ہم نے انکو دیکہا نہین ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معتقدات
کی صورت جب ظاہر ہوگئی تو اشخاص کی صورت کی احتیاج نہ رہی بخلاف اشخاص کی
صورت کے کہ وہ جب ظاہر ہو تو معتقدات کی صورت کی احتیاج رہتی ہے اور
جب دونون حاصل ہوجائین تو وہ حقیقی کمال ہے مین کہتا ہون کہ اس مین
خرقہ پہنانیوالون یعنی احمدی رفاعی برہامی قادری طریقہ والون کیلیے بہت بڑی دلیل

عــه دیکہو (پارہ ۱۵- رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی سینتیسوین آیت ۱۲

عــه دیکہو (پارہ ۱۵- رکوع ۳) سورہ بنی اسرائیل کی اونتیسوین آیت - ۱۲ مترجم

عــه دیکہو (پارہ ۱۱- رکوع ۲) سورہ توبہ کی ایکسو بارہوین آیت (یہی وہ لوگ ہین جنہین اتنی صفتین ہین توبہ
کرنیوالے عبادت گزار خدا کی حمد کرنیوالے سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے - آخر آیت تک - ۱۲ مترجم

ہے اور جو لوگ انکار کرتے اور کہتے ہین کہ یہ سب مُردے ہین بولتے نہین انکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ پیروی تو حقیقت مین اُنکے اقوال و احوال کی کیجاتی ہے جو نقل کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہین فافہم۔ ابوالحجاج اقصری کے اصحاب مین سے شیخ یعیش بن محمود کہتے ہین کہ ایک دن صبح کو مین قلیبی سخاوی اور ایک اور شخص حضرت کی زیارت کو حاضر ہوے اور ادب سے دروازہ پر کھڑے رہے کہ اتنے مین خادم باہر آیا اور کہنے لگا کہ یعیش و قلیبی اندر آئین اور یہ حضرت جا کر غسل کرین یہ ناپاک ہین چنانچہ ہم حاضر ہوے اور ہیبت سے ہمارے اوسان خطا ہوے جاتے تھے۔ ہمنے دیکھا کہ شیخ تکیہ لگائے ہوئے ہین۔ بعدہٗ شیخ نے اس جوان کی نسبت کہا کہ استغفار کرے اور اندر آوے۔ اسپر مینے (شیخ یعیش نے) عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھ اشعار سناؤن جو قادوس نے اپنے حسب حال لکھے ہین مگر اسوقت مجھے اس سبب سے یاد آگئے ہین کہ وہ ہمارے اور اس جوان کے حسب حال ہین شیخ نے کہا کہ پڑھو مینے وہ عربی اشعار پڑھے (جنکا ترجمہ یہ ہے) ؎

اُسی دلربا کے لیئے دل طپان ہے
پڑی اُسپہ جسکی نگہ نیم جان ہے

دد قادوس بیچارہ و دل شکستہ
جدائی سے مجروح و بےخانمان ہے

رکھو دل پہ مرہم اگر وصل کا
بہار آکے نور اُجہان اب خزان ہے

ہو مین مدتین جب سے ہے مبتلا
ہے دل اُسکا بیٹھا یہ آنسو روان ہے

محبت لئے ہین اُس کی مسکین کسی
رگِ جسم اُسکے لیئے ریسمان ہے

اُسے دن مین سو بار آتے ہین غش
نحافت کے پردہ مین گویا نہان ہے

بجز عشق کے اسمین ہے کیا رکھا
نہ ہمت ہے باقی نہ تاب و توان ہے

رفیق اسکا تھوڑا ہی آگے گیا تھا	نہین پاتا برسون سے گرچہ وہان ہے

اسکو سُنکر شیخ وجد کرنے گھومنے اور کہنے لگے کہ مین برسون سے وہان ہون مگر نہین پاتا۔

(۲۸۰) شیخ کمال الدین ابن عبد الظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابوالحجاج اقصری رضی اللہ عنہ جب قوص مین تھے تو یہ انکے ہمراہ تھے اور ابتدائے حال مین مجرد تھے۔ بعدہٗ یہ کپڑے پہننے اور زراعت وغیرہ کے کام کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ شیخ ابراہیم بن معضاد جعبری کی صحبت مین رہے جو قاہرہ کے باب النصر مین مدفون ہین۔ بعدہٗ اُنہون نے اخمیم مین اقامت اختیار کی اور وہان عمدہ و لطیف حال مین نعمتون سے مالامال اور لوگون سے غنی و بے نیاز ہوکر قضا کی۔

(۲۸۱) شیخ قطب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ

قاہرہ مین تھے اور علم ظاہر و علم باطن دونون کا درس دیتے اور لوگون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتے اور طریقۂ سہروردیہ کا خرقہ پہناتے تھے۔

(۲۸۲) شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر اور فقیرون کی نہایت تعظیم کرنیوالے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہین - اور کہا کرتے تھے کہ مینے کبھی کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اُسنے فقیرون کا انکار کیا اور ان پر بدگمانی کی ہو اور بدترین حالت مین نہ مرا ہو - اور آنکا قول ہے کہ فقیرون کو حقیر جاننا رذائل کے ارتکاب کا سبب ہے - اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عارف یا اللہ کے کسی ولی سے دلتنگ ہوا اُسکے قلب پر چوٹ پڑی اور جبتک اُسکا اعتقاد فاسد نہ ہوجائیگا نہ مریگا - آور یہ اکثر خضر علیہ السلام سے ملا کرتے اور اکثر گیہون کی دلیا پکایا کرتے تھے - لوگون نے اسکا سبب پوچھا - تو انہون نے کہا کہ ایک رات کو خضر علیہ السلام میری ملاقات کو آئے اور اُنہون نے مجھسے کہا کہ میرے لئے گیہون کا شوربا بنا وجب سے مین اسکو خضر علیہ السلام کی محبت کے سبب سے دوست رکھتا ہون - اور یہ اپنے مریدون سے عہد لیتے تھے کہ اپنے گھرون مین ایک ہی کھانا پکوایا کرین تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز نہ حاصل ہو - چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اُنکے اصحاب مین سے ایک نے اپنی بیوی سے کہا کہ کس چیز کو تیرا جی چاہتا ہے ؟ بتا تاکہ وہی خریدی اور پکائی جائے - بیوی نے کہا کہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو - چنانچہ انہون نے بیٹی سے پوچھا کہ تیرا کس چیز کو جی چاہتا ہے اُسنے کہا کہ جس چیز کو میرا جی چاہتا ہے اسکو آپ پورا نہین کرسکتے انہون نے کہا کہ نہین مین اسکو بہم پہنچا سکتا ہون گو وہ ہزار دینار کی کیون نہو اور کہا کہ تو ضرور اُسکو مجھسے بیان کر - اُسنے کہا کہ

آپ مجھے قریشی سے بیاہ دیجئے - اور شیخ قریشی رضی اللہ عنہ ایسے اندھے اور مجذوم تھے کہ عورتین ایسے آدمی سے بیاہ کرنے پر راضی نہین ہوسکتی تھین - اُس شخص کا بیان ہے کہ آخر مین قریشی کے پاس آیا اور اُن سے مینے ماجرا بیان کیا - حضرت نے قاضی کو بُلانے کا حکم دیا - چنانچہ قاضی نے آکر نکاح باندھا - اور وہ عورت بناؤ سنگار کر کے حضرت کے پاس حاضر لگئی - جب عورتین چلی گئین تو حضرت غسلخانہ گئے اور وہان سے نکلے تو اچھے خاصے خوشرو جوان بے ریش وبروت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اُنکے بدن سے بہت اچھی خوشبو آرہی تھی - اُس عورت نے شرماکر اپنا مُنہ ڈہانک لیا - حضرت نے کہا کہ تم پردہ نہ کرو مین وہی قریشی ہون - عورت نے کہا کہ تم قریشی نہین ہو - تب انہون نے اللہ تعالی کی قسم کہائی - تو عورت نے پوچھا کہ یہ بھیس کیسا ہے ؟ - قریشی نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ اسی شکل وصورت مین رہونگا اور تمہارے سوا دوسرون کے ساتھ پہلی حالت مین لیکن جبتک مین نہ مرون کسی سے اسکو نہ کہنا - اسنے کہا کہ اچھا - مگر مین تمہاری اُسی حالت کو بہتر سمجھتی ہون جسمین تم لوگون کے درمیان رہتے ہو یعنی جذام برص اور اندھےپن کی - اسکو سُنکر شیخ نے کہا کہ خدا تمکو جزاے خیر دے - چنانچہ وہ برابر اسی حالت مین انکے ساتھ رہی - اور یہ اپنے کپڑون اور پاؤن کے نیچے کوئی چیز رکھدیا کرتے تھے جسمین ریم جمع ہوتی رہتی تھی اور انکی یہ بیوی حمام سے نکلکر آتین اور بجاے پانی کے اُسی ریم کو پی جایا کرتی تھین - جب شیخ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تب انکی بیوی نے انکے حالات لوگون سے بیان کئے - اور فقیرون مین انکی ویسی ہی عزت وحرمت تھی جیسی شیخ قریشی کی انکی حیات مین - انکا قول ہے کہ بندگی اور اُسکے آداب کو کبھی ہاتھ سے نہ دو اور اُس

سے اُس تک پہونچنا نہ چاہو کیونکہ جب وہ تمکو اپنے لئے چاہے گا تو خود ہی اپنے تک پہونچا دے گا اور کونسا عمل خالص ہے جس سے پہونچنا چاہو گے؟ اور یہ کہتے تھے کہ بشریت اسکو قبول ہی نہین کرتی کہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو البتہ سختیون کی نہین کہتا لوگون نے اسکی تفصیل پوچھی تو انہون نے کہا کہ ایک مرتبہ حج کے راستہ مین مجھے پیاس لگی مینے اپنے خادم سے کہا کہ دریاے شور سے میرے لیے پانی بھر لا وہ جو پانی بھر کر لایا تو میٹھا تھا۔ اور جب ضرورت نہ رہی اور مینے پانی بھرا تو وہی کھاری تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ابتلا صرف بڑے مردانِ خدا مین ہوا کرتا ہے۔ قرشی کے حالات بہت ہین اور مشہور ہین۔

(۲۸۳) شیخ محمد بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ اور ہین اور عبد اللہ بن ابی جمرہ اور تھے۔ یہ بڑی شان والے ظاہر مین تنگ حال باطن مین مالا مال تھے۔ ان پر جلال کی صفت غالب تھی۔ شرع کی بڑی عظمت اور اسکے شرایع وشعائر کی پابندی کرنے والے تھے۔ انکے اس دعوے کا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیداری مین ہوا کرتی ہے لوگون نے انکار کیا اور اسکے لئے مجالس منعقد کی اسلئے یہ گھر مین رہنے لگے اور صرف نماز جمعہ کے لئے باہر آتے تھے۔ اور انکے منکرین بدترین حال مین مرے اور انکی کرامت سے واقف ہوے۔ یہ قرافۂ مصر مین مدفون ہین جہان انکی قبر ظاہر ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہین آنکے اقوال فوائد اشتمال یہ ہین یہ تمہاری حالت کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جسمین وہی روشنی ہو جو تم مین ہے جب علماء واولیاء رسولون کے وارث ٹھیرے تو

فترتون ع ۵ کا وجود ناگزیر ہے جو دعالمون اور دو ولیون کے زمانون کے بیچ مین واقع ہوا کرین۔ اسلیئے جب اللہ کی طرف بُلانے والے کا طریقہ مٹ جائیگا تو ایک زمانہ کے بعد وہ شخص آئیگا جو اسکی تجدید کریگا اور جیسا کہ انبیاء کے بیچ کے زمانون مین اللہ تعالی کو چھوڑکر بتون کی پرستش مروج ہوجایا کرتی تھی اُسیطرح اولیاء کے درمیانی زمانون مین ہوا و ہوس و بدعات کی پرستش افعال کی اقوال سے بتدبیان وغیرہا جنکو روشن ضمیر لوگ مشاہدہ کرتے ہین شائع ہوجاتی ہین۔ جو لوگ لاموجود الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہین ہے) کہتے ہین انکے مارڈالنے کی قدرت اگر مجھے ہوتی تو مین انکو مارڈالتا۔ ایسے لوگ بول و غائط کی نسبت اور اپنے آپسے رنج والم کے دور کرنے مین عاجز رہنے کے بارہ مین کیا کہتے ہین؟ اور معبود کی شرط تو یہ ہے کہ قادر ہو۔ پھر وہ کس مُنہ سے کہتا ہے کہ مین عین حق ہون۔ یہ تو بدترین گمراہی ہے۔ اور فقیہ (مولوی) اگر اپنی قرأت مین غور و فکر کرے تو قرآن کے انوار سے ضرور جل جائے اور دیوانہ ہوکر نکل بھاگے اور کھانا پینا سونا وغیرہ چھوڑدے۔ یہ مثلاً نیشکر کے گٹھون کو دیکھکر کہہ دیتے تھے کہ اس سے اسقدر شیرہ اور اسقدر شکر نکلیگی چنانچہ وہ چیز اُسیقدر نکلتی تھی نہ کم اور نہ زیادہ۔ سلطان جب انکی زیارت کو آیا تو اُسنے ان سے اجازت طلب کی کہ مین آپکے لئے ایک مسافرخانہ تعمیر کرانا چاہتا ہون۔ اسپر انہون نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اسکو ابن طولون کی جامع مسجد مین لاکر کہا کہ یہ ساری مسجد میرے لیئے ہے اسکے جس مقام مین چاہون گا بیٹھون گا۔ یہ سُنکر سلطان چُپ ہوگیا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کو نہین چاہئے کہ جب اسکی اہلخانہ حاملہ ہوجائے

ع ۵ دیکھو حاشیہ مندرجہ جلد ہذا تحت ترجمہ نمبر (۲۵۳) مترجم

تو اُسکے ساتھ ہم بستر ہو مگر صحیح غرض کیلئے یعنی اُسکی یا اپنی پارسائی کی حفاظت کے
لئے اور محض نفسانی خواہش سے اسکے ہم بستر ہونا روا نہین ہے کیونکہ یہ فقیر مین نقصان
ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! ایسی بات مین لوگون کا انکار نہ کرو جسمین
تاویل کی گنجایش ہو۔ کیونکہ مینے ایک مولوی کو دیکھا کہ اسنے ایک فقیر کے مقابلہ
مین خدا کے دہیان والون کے خیال کی تاثیر کا انکار کیا اسپر اُس فقیر نے
خیال مین اُس مولوی کے لئے ایک دروازہ نکالا اور مولوی کو اسکے ایک مقام مین
بٹھلایا اور ایک ہاتھی آیا جسنے اپنی سونڈ مین اُسکو لپیٹا اور زمین پر دے مارا جس سے
وہ مرگیا۔ صبح ہوکر فقیہ کو بہی واقعہ پیش آیا اور وہ دن کے آخر وقت دفن ہوا -
انکا بیان ہے کہ ایک دن مین گیہون کی ایک کہلیان کے پاس سے گزرا تو دیکھا
کہ ایک بچہ بالین چن چن کر اپنی زنبیل مین رکھ رہا ہے مینے اُس سے کہا کہ بیٹے!
لوگون کی کہیتی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اُسنے کہا کہ تجھکو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ یہ "لوگون کی
کہیتی" ہے واللہ یہ تو میرے باپ دادے کی کہیتی ہے۔ مین اسکی بات سے فقیرون
مین شرمندہ ہوا اور اُس سے کہا کہ میرے بیٹے! خدا تجھے جزاے خیر دے جو وقت
مینے خلاف ادب کیا تو نے مجھے ادب دیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اکثر تین آدمی
درست نہین ہوتے۔ پیر کا بیٹا اُسکی بیوی اور اُسکا خادم۔ بیٹا تو اس سبب سے کہ وہ آنکھین
کہولتے ہی دیکھتا ہے کہ مرید اُس کے ہاتھون کو بوسہ دیتے کندہون پر اُٹھائے پہرتے
اُسکو متبرک سمجھتے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اسمین اسکا حکم بجا لاتے ہین اسلئے اُس کے
نفس مین تکبر آجاتا ہے اور حب ریاست اسکی گھٹی مین پڑی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ دل کو تاریک کرنے والے صفات اسمین بہر جاتے ہین جسکی وجہ سے کسی

ناصح کی نصیحت اسمین اثر نہین کرتی اور بڑے بڑے لوگون کے مقابلہ مین دلیری کرتا ہے اور اُنکو اپنا بزرگ نہین سمجھتا۔ اور اگر صلاحیت والا ہو تو اپنے والد پر فوقیت لیجا ئے اور ہر ایک شخص سے بڑھکر اپنے والد سے فائدہ حاصل کرے۔ اور بیوی اس سبب سے کہ شیخ کو شوہر دن کیطرح دیکھتی ولایت کی حیثیت سے نہین دیکھتی اور اسلیے سمجھتی ہے کہ وہ نفسانی خواہش مین میرا محتاج ہے۔ ہان اگر اللہ تعالیٰ اُسکو نور بصیرت عطا فرماے اور وہ شیخ کو ولایت کے اعتبار سے دیکھے تو ہر شخص سے پہلے اُسکو فائدہ پہونچے کیونکہ وہ تو رات دن اسکے ساتھ رہنے والی ٹھیری۔ اب رہا خادم سو وہ اسمین مارا پڑتا ہے کہ شیخ کو بار بار دیکھتا اور اُسکے بشری احوال یعنی کہانے پینے اور سونے سے برابر مطلع ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے لوگون نے کہا ہے کہ شیخ کے لیے سزاوار نہین ہے کہ مرید کے ساتھ کہاے اور نہ اسکے ساتھ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت کیونکہ مریدون کے لیے اندیشہ ہے کہ پیر کی حرمت اُنکے قلب سے جاتی رہے اور اُنکا دل پیر کی برکت سے محروم ہوجاے اور صحبت کی برکت سے بے بہرہ رہے۔ البتہ خادم شیخ کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھے تو اسکو ویسا ہی نفع بھی پہونچے اور اورون سے زیادہ فائدہ مین رہے۔

(۲۸۴) شیخ عبد الغفار قوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف۔ شریعت و حقیقت کے جامع بڑے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے اور خدا کی طاعت مین جان بیچنے والے تھے۔ بیان کیاجاتا

ہے کہ انہون نے اپنے بیٹے کے ساتھ کدو کھایا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے - بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے بس انہون نے تلوار کھینچکر اپنے بیٹے کی گردن اُڑادی اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے لخت دل کی محبت پر مقدم رکھا - انکے کلام شریعت نظام مین سے ایک یہ نظم ہے (جسکا ترجمہ درج ذیل ہے) ؎

دل کی یہ حالت کہ ہردم بیقرار	توڑتین آنکھیں نہین آنسو کا تار
رنج وغم سے رات ایسی بڑھ گئی	ہے گمان اب دن نہوگا زینہار
کیون نہو پر سینہ کاری چل بسی	ہے خلل اسکی بنا مین آشکار
ساتھ میرے نوحہ گر - نوحہ کرین	دیکھ اُجڑے دین کے شہر ودیار
سست بنیا دین عمارت منہدم	ہے نہ محلون کی وہ شوکت نے وقار
حد ہوئی ! قائم نہین اس کے حدود	بال بھر باقی نہین کوئی شعار
ہوگیا ویسا ہی جیسا تھا غریب	کوئی بھی اسکا نہین ہے غمگسار
یار سب اغیار ہوکر چل دیئے	توڑڈالے اگلے کُل قول وقرار

انہون نے سنہ ۶۷۰ھ چھ سو ستر ہجری کے کچھ دنون بعد وفات پائی یہ کہا کرتے تھے کہ اہل اللہ تعالیٰ کے منکرون کا کلام ویسا ہی ہے جیسا پہاڑ پر ناقوس کا شور وغل پس جیسا کہ سنکھ کا پھونکنا پہاڑ کو اسکی جگہہ سے ہٹا نہین سکتا اُسیطرح لوگون کی باتون سے اہل اللہ متزلزل نہین ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ سماع ہی تو ایک چیز ایسی ہے جو کامل کے لیئے باقی رہ گئی ہے - پس اگر وہ کامل تر ہوجاے تو جنبش نہ کرے اور سہروردی - قرشی اور انکے جیسے لوگون نے سماع سُنا ہے - اور یہ

یہ کہتے ہین کہ جب ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے لوگون نے شکایت کی اور یہ دعوی کیا کہ یہ زندیق ہین - تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ لوگ تمکو کیا کہتے ہین؟ انہون نے کہا کہ مجھے خبر نہین کہ کیا کہتے ہین - خلیفہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ تم بھی اُسیطرح کی باتین کرتے ہو جسطرح کی حسین حلاج نے کی تہین - انہون نے کہا کہ مین اسکو صرف سماع کے وقت سمجھتا ہون - آپ کسی قوال کو بلوا کر کچھ شعر پڑہنے کا حکم دین تو مین آپکو دکھلادون - چنانچہ انکے سامنے شعر پڑہے گئے اور ذوالنون بیہول کر ہاتہی جیسے ہوگئے اور انکے ہر بُن مُنہ سے خون ٹپکنے لگا - یہ ماجرا دیکھکر خلیفہ نے کہا کہ یہ کرشمہ باطل کا نہین ہے - پھر انکی تعظیم و تکریم کی اور اعزاز کے ساتھ ان کو مصر واپس بہیجدیا - اور اُس زمانہ مین وہ اخمیم مین رہا کرتے تھے - اور نقل ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ نے کہا تہا کہ ہر بندہ پر ہر سانس مین توبہ فرض ہے - اسپر انکے شہر والون نے انکا انکار کیا اور انکو کافر قرار دیا - آخر وہ تستر سے بصرہ چلے آگئے اور وہین فوت ہوگئے - علم و اجتہاد و علوشان پر تو سہل کا یہ حال ہوا - اور علی ہذا لوگون نے جنید رضی اللہ عنہ کے خلاف مین کئی مرتبہ کافر ہونے کی گواہی دی آخر کار فقہ کو انہون نے اپنا پردہ بنایا اور اس علم و معرفت پر بہی چہپے رہے - یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ہین - اور اس کتاب کے مقدمہ مین انمین سے بہت سے بیان کردئے گئے ہین - واللہ اعلم

(۲۸۵) شیخ ابوالحسن بن صائغ سکندری رضی اللہ تعالی عنہ

سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی کے بزرگترین اصحاب مین سے تھے - یہ ان کے

اصحاب کے پاس آتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ کیا تم مین کوئی شخص ایسا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عالم مین کوئی نئی بات کرنے والا ہو تو اُسکے وقوع مین آنے سے پہلے اُسکو آگاہ فرمادے۔ وہ لوگ کہتے کہ نہین۔ اسپر یہ کہتے کہ ان دلون پر رو جو اللہ عزوجل سے حجاب مین ہین۔ ایک مرتبہ یہ ایک خزانہ مین اُترے تو ان کو اسمین سات اردب[ع] سونا ملا مگر انہون نے اس سے سات ہی دینار لئے اور کہا کہ اس سے زیادہ لینے کی مجھے اجازت نہین ہے۔ انکا قول ہے کہ فقیرون کی خانقاہ کے شیخ کو نہین چاہئے کہ نوجوان بے ریش وبروت کو ایسے وقت مین اپنے یہان ٹھیرنے دے جبکہ انکے ٹھیرنے سے بعض فقیرون کے بگڑنے کا اندیشہ ہو خصوصاً خوش رو نوجوانون کو۔ البتہ ایسی صورت مین جائز ہوسکتا ہے کہ وہ نوجوان فساد کی راہون سے مبرا ہو کر اپنے رب کے عبادت کیطرف ایسا متوجہ ہو کہ لہو ولعب کے لئے اسکو وقت نہ ملے اور یہ بھی اس شرط پر کہ شیخ اپنی ذات سے اسکی خدمت کے کام کا نگران رہے فقیرون کے نقیب پر نہ چھوڑ دے مگر ایسی حالت مین کہ نقیب خود اپنی ذات سے ایسا صاحب تمکین ہو کہ فساد اسکے پاس نہ پھٹکے۔ اور انکا قول ہے کہ جوان آدمی کو نہ چاہئے کہ مردون کے ساتھ حلقہ کے وسط مین بیٹھے اسکو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھنا چاہئے اور لوگون کے مواجہہ مین نہ رہنا چاہئے۔ اور جب تک اسکی ڈاڑہی نہ نکلے کسی فقیر سے مخالطت

ع بالکسر وفتح دال وتشدید با۔ مصر مین ایک بڑا پیمانہ ہوتا ہے جس مین چوبیس صاع یعنی اسی روپیہ کے سیر سے ساٹھ سیر جس کا پختہ ڈیڑہ من ہوتا ہے آتا ہے ۱۲ مترجم از منتہی الارب وغیرہ

نہ کرے - انکے پاس جب کوئی خوشرو جوان آتا تو اُسکے کپڑے اُتروا لیتے اور اسکو گزی اور گدڑی پہناتے تھے - **نقل** ہے کہ ایک شخص نے اِن کے (شیخ ابو الحسن رضی اللہ عنہ کے) مقبرہ مین ایک امرد سے فعل شنیع کرنا چاہا تھا کہ یہ قبر کے اندر سے چلا اُٹھے کہ او فقیر! خدا سے شرم نہین کرتا -

(۲۸۶) شیخ ابو السعود ابی العشائر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شعبان ابن طیب باذین کے رہنے والے تھے جو ملک عراق مین جزائر واسطہ کے قریب ایک شہر ہے یہ مصر کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تھے اور سلطان ان کی زیارت کو آیا کرتا تھا - انکی صحبت سے حضرت داؤد مغربی حضرت شرف الدین حضرت خضر کردی اور اسقدر مشائخ نکلے کہ انکا احاطہ نہین ہو سکتا - انکے جوتے اُتارتے وقت آہ آہ کی آواز جیسی کہ بیماردن کی ہوتی ہے سُنائی دیتی تھی - ان سے اسکا سبب پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ وہ (کراہنے والا) نفس ہے جب ہم لوگون سے ملتے ہین تو جوتون کے ساتھ تکبر کے خوف سے اسکو بھی الگ کر دیتے ہین انہون نے ایام شیرخوارگی مین روزے رکھے تھے - نوین شوال یکشنبہ کے دن ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس ہجری مین قاہرہ سے راہی ملک بقا ہوئے اور اُسی دن کوہ مُقطم[ع] کے دامن مین دفن ہوئے - انکے بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :— سالک جو اپنے سلوک مین سچا ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے قلب کو اپنی کتاب بنائے - جسکا شغل

ع مقطم کے وزن پر مصر مین قرافہ کے سامنے ایک پہاڑ ہے - ۱۲ مترجم

طلب ہوگی امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہ بھٹکے اور جسکا شغل مطلوب ہوگا
امید ہے کہ وہ ٹھیرا نہ رہے پس طلب ظاہر کا شغل ہے اور مطلوب باطن کا شغل
اور ظاہر درست نہین ہوتا مگر باطن سے اور ظاہر سلامت نہین رہتا مگر باطن ہی
سے ۔ جو اپنے آپ کو نصیحت نہ کرے وہ تمکو کیا نصیحت کرے گا اور جسنے
اپنے آپ سے خیانت کی اسکی خیانت سے بے کھٹکے نہ رہو ۔ جسکو دیکھو کہ تمہاری طرف
اس سبب سے میلان رکھتا ہے کہ اُسکو تم سے نفع حاصل ہوتا ہے اسکو متہم سمجھو ۔ جو تمکو
دنیا یاد دلاے اور تمہارے سامنے اسکی تعریف کرے اُس سے بھاگو ۔ اور جو شخص
اپنے مولیٰ سے تمہاری غفلت کا سبب ہو اس سے مُنہ پھیر لو اور ایسے مشغول کرنیوالے
خطرات کے مادہ کو روکنا اپنے اوپر لازم کرلو جنسے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور
جب اُس مادہ سے کوئی خطرہ و خیال پیدا ہو تو اُس سے مُنہ پھیر لو اور بجاے
اسکے اللہ عزوجل کے ذکر مین مشغول ہوجاؤ ۔ خطرات کو دل مین جگہ دینے سے
حذر کرو ورنہ خطرات سے میلان پیدا ہوگا اور بسا اوقات تم میلان سے غفلت
کروگے تو اُس سے ارادہ پیدا ہوگا اور اکثر ارادہ کے قوی ہوجانے سے ہوا و ہوس
غالب ہوجائیگی اور جب ہوا و ہوس غالب ہوگی تو دل کمزور ہوجاے گا اور اسکا
نور چلا جائیگا اور بسا اوقات بالکلیہ تلف ہوجاے گا اور عقل اُس سے کنارہ ہوجائیگی
اور اسپر گویا پردہ پڑجاے گا ۔ اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کے باعث سب چیزون
سے غافل ہوجانے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اگر ایسی غفلت تمہارے بس کی نہو تو
اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کو لازم کرلو اور اگر اسمین مشغول رہنے سے بھی عاجز ہو تو
اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مشغول رہو اور یہ نہین سمجھنا کہ اسکی طاعت مین مشغول

نہ رہنے کا تمکو کوئی عذر ہو سکے کیونکہ یہ ترقی کا پہلا ہی درجہ ہے۔ دل کی درستی توحید
وخلوص مین ہے اور اسکا بگاڑ شرک وریا مین اور خلوص توحید کی نشانی ایسے
ایک کا شہود ہے جسکے ساتھ کوئی دوسرا نہو اور اسکے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے
امید وبیم نہو۔ اور خلوص کل سے مجرد ہو جانا اور جو ذات ظاہر ہو اسکا مٹا دینا اور جو صفت
باطنی ہو اسکا گم کر دینا ہے۔ پس جب تم اپنے قلب کا میلان خلق کی طرف دیکھو
تو اپنے قلب سے شرک کو نکالو اور جب تم اپنے قلب کا میلان دنیا کی طرف دیکھو
تو اپنے دل سے شک کو دور کرو۔ اپنی رعیت کے ساتھ نیکی کرنے کو اپنے اوپر
لازم کر لو اور رعیت کی دو قسمین ہین عام وخاص۔ عام مین تو لونڈی غلام اور بال بچے
داخل ہین اور انکے سوا خاص ہین اسلئے تمکو اپنی روح بعدہ اپنے سر بعدہ اپنے
قلب بعدہ اپنی عقل بعدہ اپنے جسم اور بعدۃً اپنے نفس کا برابر خیال رکھنا لازمی
ہے۔ پس روح تمسے اسکی طرف کے شوق اور بغیر دم لئے ہوئے تیزی کے
ساتھ چلنے کا مطالبہ کرے گی۔ سر یہ چاہے گا کہ تم اپنے راز کو چھپاؤ۔ قلب کا تقاضا
یہ ہوگا کہ اسکے ذکر ومراقبہ مین رہو اور ذکر مین اپنے آپ اور اُسکے ماسوا کو بھول جاؤ۔
عقل اُسکے آگے گردن جھکا دینے اُسکی موافقت کرنے اور اسکا مطالبہ کریگی
کہ اپنے نفس اور اپنے سوا کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے ساتھ رہو۔ جسم تمسے اسکی خدمت
اور اطاعت مین خلوص کا متقاضی ہوگا۔ اور نفس تمسے یہ چاہے گا کہ جتنی چیز دل
کیطرف وہ مائل ہوا ہے اسکو باز رکھو اور رد کرو اور اُسکو حبس وقید مین رکھو اور نہ تم اُسکے
ساتھ رہو اور اُسکو اپنے ساتھ رکھو۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! اپنے مولیٰ
سے اور اُس چیز سے جسکا بندہ تمکو تمہارے مولیٰ نے بنا دیا ہے غفلت نہ کرو

اور اس چیز مین مشغول نہ ہو جسکا بندہ تمکو تمہاری عبادت نے بنا دیا ہے - اور انکا
قول ہے کہ اپنے نفس کی جب تم ہی خبر نہ لوگے تو تمہارا غیر تو بطریق اولی اُسے ضائع
کردے گا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنی تقصیر سے ہر عبادت مین اپنی سانس کے
شمار سے خدا تعالی کی آمرزش چاہتا ہون - اور انکا قول ہے کہ اگر مین صدق و
اخلاص کے ساتھہ ابتداء خلقت سے انتہاء خلقت تک دم بھر بھی رُکے بغیر اللہ عز و جل
سے استغفار کرون تب بھی میرا استغفار اُس ایک دم کی برابری نہین کرسکتا -
جسمین مین اللہ عز و جل سے غافل ہوا پھر ایسی صورت مین کیا ہونا ہے جبکہ میری
سانسین بہت ہین اور میرا استغفار صدق و اخلاص سے خالی ہے - اسلیے میرا
نقص عیان اور میری تقصیر نمایان ہے اور جب میری سانسین گناہ ہون اور میرا
استغفار بھی غیر متناہی درجہ تک استغفار کا محتاج ہو تو میرا حال کیا ہوگا اللہ ہی بخشدے
تو ہو سکتا ہے - اور انکا قول ہے کہ سارے عمدہ اخلاق قلوب سے پیدا ہوتے ہین
اور سارے بُرے اخلاق نفوس سے پیدا ہوتے ہین اسلیے جو شخص طلب
مین سچا ہو اُسکو چاہیے کہ اپنے نفس کی ریاضت اور اپنے قلب کی طہارت سے
آغاز کرے یہانتک کہ اُسکے اخلاق بدل جائین پس شک تصدیق سے بدل جائے
شرک توحید سے - منازعت تسلیم سے - غصہ و اعتراض رضا و تفویض سے - غفلت مُراقبہ سے
تفرقہ جمعیت سے - سختی نرمی و مہربانی سے - عیب بینی چشم پوشی و نیک بینی سے - سنگدلی حرمت سے کینہ و عدوات
نصیحت و خیر خواہی سے - اور فخر و ناز ڈر اور تحویل کے خوف سے اور وہ یہ سمجھے کہ مینے
کسی ساعت مین بھی اللہ تعالی کا حق پورا پورا ادا نہ کیا اور نہ اس توفیق کا شکر کیا
جو اسنے نیک کام کرنے کی عطا فرمائی اور اسوقت اُسکی بندگی درست اُسکی

توحید بے خلش اور اسکی زندگی بے غل وغش ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ ویسی زندگی بسر کرے گا جیسی بہشت والے بہشت مین بسر کرینگے۔ اور یہی نبیون صدیقون ولیون نیکو کارون اور باعمل عالمون کے اخلاق ہین۔ اور انکا قول ہے کہ اولیاء اللہ جس درجہ تک پہونچے ہین اُس تک کثرت اعمال سے نہین پہونچے ہین وہ تو صرف ادب ہی سے پہونچے ہین۔ اور انکا قول ہے کہ جبتک نفس اپنے اخلاق وصفات کے ساتھہ باقی رہتا ہے اسوقت تک بندہ کے کل حرکات اُسکے خطرات کے پیرو ہوتے ہین اور خطرات دو ہوتے ہین ایک تو خلق کیلئے اور یہ شرک ہے اور دوسرے نفس کی راحت کے لئے اور یہ ہوا وہوس ہے اور شرک توحید کو خالص نہین ہونے دیتا اور ہوا وہوس عبودیت کو صاف ہونے نہین دیتی۔ اور سالک جبتک کہ اُس دشمن کو کمزور کرنے مین مشغول نہوگا جو اسکے پہلوؤن کے بیچ مین ہے اسوقت تک اسکا ایک قدم بھی درست نہ پڑے گا گو اُسکے اعمال اسقدر ہون کہ آسمان وزمین مین بھر جائین اور پورا مرد وہی ہے جو باہر سے بیماریون کا علاج کرے اور اُنکی جڑون کو اندر سے اُکھاڑنا شروع کرے تاکہ اسکا وقت صاف ہو اسکا ذکر خوشگوار اور اُسکا اُنس پایدار ہو۔ اور ان کا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے نفس سے کوئی بُرائی مثلاً کبر شرک بخل یا کسی کے ساتھہ بدظنی دیکھے تو جس بات کیطرف نفس بُلاتا ہو اسکا اُلٹا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کیطرف متوجہ ہو اور اسکے حول قوت اور اپنے مجاہدات سے مدد چاہے۔ تب اسکے نفس کی بُرائیان کمزور ہوجائینگی اور اس کے قلب کا نور زیادہ ہوجائے گا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ

اُسمین ڈالدے گا جس سے وہ مصیبتین جھیلے بغیر چیزون کو ترک کردے گا اور سختیان برداشت کیے بغیر مالوفات سے الگ ہوجاے گا - اور ان کا قول ہے کہ جن اصول پر مُرید کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہیئے وہ چار ہین - حضور قلب کے ساتھہ زبان کو اسکے ذکر مین مشغول رکھنا - اسکے مراقبہ پر قلب کو مجبور کرنا - اُسکے لئے نفس و ہوا و ہوس کی مخالفت کرنی - اور اُسکی عبودیت کے لئے لقمہ کی صفائی ڈہونڈہنی - اسی پر سب باتون کا مدار ہے اور اسی سے اعضا کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہوتا ہے - پس نفس کو اُسکا حصہ کہانے اور پینے مین سے دینا چاہیئے اور جو چیز اسکو سرکش بناے اُس سے روکنا چاہیئے کیونکہ یہ بندہ کے پاس اللہ عزوجل کی امانت ہے اور یہی وہ سواری ہے جسپر اسکو سیر کرنا ہے اسلئے اسپر ظلم کرنا گویا غیر پر ظلم کرنا ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ کیونکہ اپنے نفس کے قاتل کی نسبت خلود کا حکم آیا ہے اور غیر کے قاتل کی نسبت نہین آیا ہے - اور وہ اکسیر جو چیزون کو کہرا سونا بنا دیتی ہے خلوص کے ساتھہ ذکر کی کثرت ہے - اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل کا مراقبہ (ہمہ دم آنکھون مین رکھنا) ہر سعادت کی کنجی ہے اور یہی راحت کی مختصر راہ ہے - اسی سے قلب پاک و صاف نفس پژمردہ اور اُنس زور آور ہوتا ہے - تب عشق آتا اور صدق حاصل ہوتا ہے - اور وہی وہ نگہبان ہے جو نہین سوتا اور وہ قیوم ہے جو غافل نہین ہوتا - اور ان کا قول ہے کہ ہر بندہ پر واجب ہے کہ جو چیز نفس کو رنجیدہ کرے اور بری معلوم ہو اُسی مین اسکو ڈالے تاکہ نفس اُسکا مطیع ہوجاے کیونکہ یہی تو وہ گہاٹی ہے جسمین گہسنے کی غلامی اللہ تعالی نے مخلوق کے سر منڈہی ہے - اور بندہ اور اُسکے آقا کے بیچ مین نفس ہی

حجاب ہے - اور جبتک اُسمین حرکت ہے وقت صاف نہین ہوتا اور جبتک اوسمین خطرات ہین ذکر بے کدورت نہین ہوتا - اور نفس کے ہی باقی رہنے نے علما ر پر تعلیم کے خلوص کو دشوار بنا رکہا ہے - کیونکہ جب دل پر نفس غالب ہوگیا تو دل کو اُسنے اپنا قیدی بنالیا اور اُسی کی حکومت ہوگئی - پس اگر نفس جنبش مین آ ئےگا تو دل ہی اُسکی وجہ سے جنبش مین آئیگا - اور اگر نفس کو سکون ہوگا تو اسکے باعث دل کو ہی سکون ہوگا - اور نفس کے وجود کی صورت مین کبہی حب دنیا و محبت ریاست بندہ کے دل سے نہین جاتی ہے - پس نفس کے غلبہ کی حالت مین کیونکر کوئی تعالیٰ اپنے اور اللہ عزوجل کے مابین کسی حال کا دعوی کرسکتا ہے یا کیونکر کسی عابد کے سئے اپنی عبادت مین خلوص نصیب ہوسکتا ہے کیونکہ وہ نفس کی آفتون کو نہین جانتا ہوا و ہوس اُسکی روح ہے شیطان اُسکا خادم ہے - شرک کا خمیر اسکی طبیعت مین ہے حق سے جہگڑنا اور اُسپر اعتراض کرنا اُسکی جبلت مین ہے - سوء ظن اور کبر و ادعار کے نتائج اور قلت احترام اسکی سمیت ہے - شہرت اور نام و نمود کی محبت اُسکی حیات ہے - اور اُسکی آفتون کی تعداد بہت ہے - اور نفس ہی وہ چیز ہے جو چاہتی کہ جسطرح اُسکا آقا پوجا جاتا ہے وہ بہی پوجی جاوے اور جیسی اُسکے مالک کی تعظیم ہوتی ہے ویسی ہی تعظیم اُسکی بہی ہو - ایسی صورت مین اسکے رہتے ہوے اور اس سے صلح کی حالت مین بندہ اپنے آقا سے کیونکر قریب ہوسکتا ہے - اور جسنے اسپر شفقت کی اسکو کبہی فلاح نہوگی اسلئے خلوص والے پر واجب ہے کہ نفس جن چیزون کو بری سمجہے انہین کو گلے لگا ئے اور جن چیزون کی طرف مائل ہو اُنہین کو دور باش کہے اور اس بارہ مین جو لوگ اسکی مذمت کرین اُسکو قبول کرے

اور جو لوگ اسکی مدحت کرین ان سے کہے کہ جس چیز کو تم سراہتے ہو وہ آنکھ سے اوجہل ہے اور ہردم اپنے نفس سے کہتا رہے کہ خدا تیری مراد بر نہ لاوے اور تجھے تیرے مقصد سے دور رکھے کیونکہ ہم اُس زمین سے اسکی پناہ مانگتے ہین جسمین نفس کی تر و تازگی پیدا ہو - کیونکہ جسنے نفس کی نازگی پر نگاہ کی اور نفس کی کچھ قدر کی یا یہ سمجھا کہ ہستی مین اُسکے نفس سے زیادہ ذلیل بھی کوئی چیز ہے اسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا ہیر وہ کیونکر اسکو پاک و صاف سمجھتا یا اُسکے لئے غصہ کرتا یا اسکی خاطر سے کسی مسلمان کو ستاتا ہے - اُس سے تو اسی طرح بچنا چاہیے جسطرح زہر سے - اور جبتک یہ نفس قلب کے رُخ پر رہے گا کوئی نیکی قلب تک نہین پہونچے گی کیونکہ وہ اسکے مُنہ پر سپر رہے اور جون جون وہ قلب پر قوت حاصل کرتا جاویگا دون دون اسکی بُرائی بڑہتی اور بہلائی گہٹتی جائیگی اور جبتک اُسکا شمہ بہی باقی رہیگا شیطان اُس سے کنارہ نہوگا اور بُرے خطرات اس سے موقوف نہونگے - اور انکا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ہمہ تن اپنے نفس کے مقابلہ مین مشغول نہوجاوے کیونکہ جو شخص اسکے مقابلہ مین مشغول ہوتا ہے اُسکو وہ روکدیتا ہے جیسا کہ اس شخص پر جو اسکی باگ بالکل چہوڑدیتا ہے سوار ہوجاتا ہے بلکہ اُسکو اسطرح پر دہوکہ دے کہ ایک بات اسکے آرام کی کرے اور ایک نہ کرے پہر اس سے کم پر اسکو لے آئے اور جو شخص اُسکا مقابلہ کرتا اور اسکا دشمن بنجاتا ہے اُسکو وہ دوسرے کامون کی فرصت نہین دیتا اور جو اسکو دہوکا دیکر پکڑتا اور اسکی خواہش کی پیروی نہین کرتا ہے اسکا تابع ہوجاتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جب نفس کسی مرید پر اپنے حال کو صاف ظاہر نہونے

دے اور ترک دنیا اور اس امر کا دعا کرے کہ اسکا عمل۔ علم و تعلیم خالص اللہ ہی کے لئے ہے تو اُسپر واجب ہے کہ اپنے آپ کو دہوکا نہ دینے والی ترازو پر تولے اور فریب نہ دینے والی کسوٹی پر کسے اور ستائش کے بعد نکوہش قبول کے بعد رد متوجہ ہونے کے بعد مُنہ پہیر لینا عزت کے بعد ذلت اور تعظیم کے بعد اہانت ہے پس اگر ان باتون کے وقت اپنے آپ مین تغیر و کبیدگی پاسے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اُسمین ابہی نفس باقی ہے اسکے لئے مجاہدہ کرنا واجب ہے اور ڈہیل ڈالدینا جائز نہین ہے۔ اور تغیر کے وقت اُسکو جان لینا چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ کہڑا رہے اسکا پو جنے والا اور اُسکی آفتون کے حاصل ہونے مین اُسکی مدد کرنیوالا ہے اور جس شخص کا حال یہ ہو وہ اللہ عزوجل سے دور ہے اور انکا قول ہے کہ مرید جب اپنے نفس کا مجاہدہ چہوڑ دے اور اُسمین جذب نہ پیدا ہو اور اسکے اخلاق ایسے پائدار ہو گئے ہون کہ انکے پنجہ سے چہوٹ نہین سکتا ہو بلکہ وہ گویا اُسی بنیاد پر روزانہ عمارت بناتا جاتا ہو اور ہر لحظہ اسکو مستحکم کر رہا ہو یہانتک کہ اپنی بیماری و حسرت مین مر جاسے کیونکہ السا بہت کم ہوتا ہے کہ جسکے نفس مین عزت و شہرت کی محبت چہپی ہو اُسکا نفس رہائی پاسے اسپر واجب ہے کہ اپنے رب عزوجل سے فریاد کرے اُسکے سامنے سر نہوڑاے اس سے معذرت کرے اور ہر قسم کے دعوے سے خموشی اختیار کرے۔ اور انکا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی ایسا دشمن باقی رہجاسے جسکی نسبت اسکو خوف ہو کہ اسکی مصیبت سے خوش ہو گا اُسکو سمجھ لینا چاہئے کہ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اُسمین نفسانیت اور اُسکے دل مین دنیا کی محبت باقی ہے۔ اور انکا قول ہے

کہ جس شخص سے خلق مُنہ پھیرلے اور اس سبب سے بال بھر بھی اُسمین تغیر واقع ہو وہ اُنہین لوگون کے پاس ٹھیرا ہوا اور اپنے پروردگار عزوجل کے ساتھ شرک کرنیوالا ہے اور جس شخص کو ہر بیماری توڑ دے اور اس سے اُسمین بال بھر بھی تغیر آ جائے وہ اپنے نفس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے اور اپنے پروردگار سے حجاب مین ہے اور جو شخص ذلت کی حالت مین متغیر ہو اور ویسا نہ رہے جیسا عزت کی حالت مین تھا وہ دنیا کا دلدادہ اور اپنے پروردگار سے دور ہے - اور آنکا قول ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلون کو غافل کرے وہ دنیا ہے اور جو چیز دلون کو اسکی طلب سے روکے وہ دنیا ہے اور جو چیز دل مین غم لائے وہ دنیا ہے - انہون نے اپنے کسی بھائی کو یہ خط لکھا تھا - یا اخی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد مدعا یہ ہے کہ آپنے مجھسے درخواست کی تھی کہ مین آپکے لئے دعا کرون - اگرچہ کہان یہ بندہ کمترین اور کہان اجابت دعا - تاہم بنظر بجا آوری حکم ہم آپ کے لئے دعا کرتے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر تمہارے دل مین ڈالدے اور اپنے شکر اور اپنے حکم کی رضامندی تمکو القا کرے اور اپنی توفیق اور اپنی مدد سے تمکو خالی نہ رکھے اور تمکو تمہارے نفس یا اپنی کسی مخلوق پر چھوڑ نہ دے - اور تمکو اُن لوگون مین سے بنائے جنھون نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے قول و فعل مین خلوص برتا اور تمکو ایسے لوگون مین سے بنائے جنھون نے اللہ عزوجل کو چاہا اور خلوص وادب کے ساتھ اُسکی جستجو مین کوشش کی اور متابعت و تصدیق کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا اور اچھے کامون اور اذیتون کی برداشت اور ایذا رسانیون کے ترک سے آخرت کو چاہا - اور تمکو اُن لوگون مین سے بنائے

جو اللہ کے ذکر کی مواظبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپنے والے اللہ عزوجل سے خلوص برتنے والے اللہ عزوجل کی توحید کرنے والے اللہ کو سچا سمجھنے والے اپنی جانون پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینے والے اور اپنے حقوق پر اُسکے حق کو مقدم رکھنے والے ہین جنکے باطن کینہ سے اور دل اُسکے ماسوا سے پاک ہین اور جنہون نے اپنے آقا سے دین کے سوا کچھ نہین مانگا اور جو نہ اپنے آپکو کسی پر ترجیح دینے نہ کشاکش مین پڑنے نہ خصوصیت جتانے اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا کچھ چاہتے ہین اور نہ اُسکے غیر سے خوش ہوتے اور نہ اُسکے غیر کے چلے جانے سے غم کرتے ہین - اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر شفقت کرتے اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہین مسلمانون کو نصیحت کرتے اور بُرا نہین کہتے نرمی برتتے اور ان سے رکھائی نہین کرتے ہین - اور جس مین عیب ہے اسکے عیب سے چشم پوشی کرتے اور اسپر پردہ ڈالتے ہین اور مسلمانون کے پیچھے عیبون کے پیچھے نہین پڑتے - جو لوگ کہ تمام حرکات وسکنات مین اللہ ہی کو پیش نظر رکھتے ہین - جنکا غصہ بغیر کینہ اور بغیر بدخواہی کے اللہ ہی کے لئے اور خوشنودی بغیر ہوا وہوس کے اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے - جو لوگ کہ اپنی بساط بھر حکم نہین دیتے مگر اُنہین باتون کا جنکا شریعت نے حکم دیا ہے اور منع نہین کرتے مگر انہین چیزون کو جنکو شریعت نے منع کیا ہے جن پر اللہ کے بارہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی اثر نہین ہوتا - جو لوگ کہ ظالم کے ظلم سے غضبناک ہوتے ظالم کو بُرا جانتے اور اُسکی تعظیم نہین کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہین کہ ظالمون کو بے بس کردے تاکہ وہ ظلم نہ کرین اور

اللہ تعالی اُنکو توبہ کی توفیق دے تاکہ توبہ کرین جو لوگ کہ اللہ تعالی کی اُتاری ہوئی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی باتون کا حکم دیتے ہین۔ جو دنیا اور
خلق سے پرہیز اور رہبتن حق کیطرف توجہ کرنیوالے ہین۔ جو لوگ کہ اپنے مولی کی
ہر چیز اور ہر بات سے راضی ہین اور اسکو اچھی ہی جانتے ہین اور اپنی ہر چیز اور ہر
بات سے بات سے وحشت کرتے اور اُسکو بُری ہی جانتے ہین۔ اور اے
اخی ہمکو اُن توحید کرنے والون مین سے بنا جنمین کچھ بھی شرک نہین ہے اُن تنزیہ
کرنیوالون مین سے جنمین ذرا بھی تہمت نہین ہے اُن تصدیق کرنیوالون مین
سے جنمین مطلق شک نہین ہے اُن ذکر کرنیوالون مین سے جنمین ہرگز فراموشی
نہین ہے اُن طالبون مین سے جنمین ہرگز سستی نہین ہے اُن پیروی کرنیوالون
مین سے جنمین نام کو بدعت نہین ہے اور اُن ایثار کرنیوالون مین سے جو اپنی
جانون پر مطلق شفقت نہین کرتے۔ جو ایسے زاہد ہین کہ نہ ماسوا کیطرف میلان
رکھتے نہ کسی سے جھگڑتے ہین۔ ایسے راضی وشاکر ہین کہ اُن مین غصہ ہی نہین
ہے خلق پر ایسے مہربان ہین کہ اُنمین سختی ہی نہین ہے۔ اور ایسے ناصح ہین کہ رعایت
جانتے ہی نہین جن لوگون سے خوف خدا کبھی جدا نہین ہوتا اور جنکے عظمت رب العزت
ہمہ دم پیش نظر رہتی ہے اور جنکے دل مین کسی کیفیت یا خیال کا کوئی اندیشہ بھی نہین
گذرتا ہے۔ اور اے اخی ہمکو طاعت کی نگہداشت اور عادت کو ترک کرنے
والون مین سے بنا جنکو اُنکے مولی کے سوا کوئی چیز خوشنود نہین کرسکتی
اور جو اپنی جانون اور اپنی روحون کو اُسکے لیے خود خوشنود کرنے اور نہ اورون کو
خوشنود کرنے دیتے ہین جو لوگ کہ کینہ وبغض نہین رکھتے اور شارع کے نقش قدم

پر چلتے اور اُنہین کا اقتدا کرتے اور اُنکے سب صحابیون پر رحمت بھیجتے اور قرابت والون کو دوست رکہتے اور بزرگون کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہین جو لوگ کہ مسلمانون کو اپنی راے وا پنی نفسانی خواہش سے نہ بدعتی کہتے اور نہ بدکار قرار دیتے ہین جن لوگون کے دل ایسے لوگون کی نسبت بدگمانی یا بدگمانی کی آرزو سے پاک ہین جو اللہ اور اُسکے فرشتون اور اُسکی کتابون اور اُسکے رسولون اور روز قیامت پر ایمان لائے ہین جنکے دلون مین شفقت و رحمت کے سوا کچہہ نہین ہے جنکو دنیا کی آرایش خود پسندی مین مبتلا نہین کرتی اور جو اسکے عزت دار کو عزت دار نہین سمجھتے اور نہ اُسکے مالدار کو مالدار جانتے ہین اور نہ اسکے بادشاہ کو بادشاہ مانتے ہین اور نہ اُسکے آسایش کرنیوالے کو آسایش کرنے والا کہتے اور نہ اُسکے تندرست کو صحیح وسالم خیال کرتے ہین - جو لوگ کہ ایسے شخص پر رحم کرتے ہین جو دنیا کو تمام و کمال لئے بیٹھے ہین کیونکہ اُسکے پاس کچہہ بھی نہین ہے - جو لوگ کہ اپنی ذات سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہین اور اپنی ذات کے لئے مطالبہ نہین کرتے جنکو مقررہ میعاد کے سبب سے غم لاحق نہین ہوتا اور نہ کسی مخلوق سے ڈر لگتا ہے جن لوگون نے اپنی صفات سے جدائی اختیار کی یہانتک کہ اُن کا نام و نشان نہ رہا اور اپنے اخلاق کی نفی کی یہانتک کہ وہ جاتے رہے اور اپنے نفس کی مخالفت کی یہانتک کہ وہ معدوم ہو گیا - جو لوگ کہ اللہ عزوجل کو اُسکی مخلوق کا محبوب بنانے اور اسکو اُسکی نعمتین یاد دلاتے ہین اور اُسکی مخلوق کو اُسکی طاعت پر آمادہ کرکے اور اُسکی نعمتون کا اعتراف کراکے اور تقصیر خدمت کی معذرت کراکے اُس کا محبوب بناتے ہین - جنکے ہاتہہ لوگون کے مالون سے اور جنکے اعضا مسلمانون کی ایذا ہی

سے رُکے ہوئے ہین اور مسلمانون کو اُنکے ساتھ آرام ہے - اور جو لوگ کہ بُرائی کا بدلہ معافی و درگذرہی سے کرتے ہین - آمین اللھم آمین دعا ختم ہوئی - واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ یہ رسالہ سرتاپا کملین کے اخلاق سے معمور ہے - اور مینے اولیاء اللہ کے نزدیک ان سے اور سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ عنہما سے زیادہ وسیع الاخلاق کسی کو نہ دیکھا -

(۲۸۷) شیخ عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی قرشی رضی اللہ عنہ

یہ فقیرون کے بہت بڑے بزرگان صاحب خرقہ اور صاحب تمکین مقربین مین سے تھے اور صاحب کراماتِ ظاہرۃ و مقاماتِ فاخرۃ و سرائرِ ظاہرۃ و بصائر باہرۃ و احوال خارقہ و انفاس صادقہ و ہمم عالیہ و رتبِ سنیہ و مناظر بہیہ و اشارات نورانیہ و نفحات روحانیہ و اسرار ملکوتیہ و محاضراتِ قدسیہ تھے - انکو معارف مین معراج اعلیٰ اور حقائق مین منہاج اسنیٰ (راہ روشن تر) اور معالی مین طور ارفع حاصل تہا اور نہایات کے احوال مین انکا قدم راسخ تہا اور موارد کے علوم مین ید بیضا دکہاتے تہے - اور تصریف نافذ اور حقائق آیات سے متعلق کشف خارق اور معنی مشاہدات کے فتح مضاعف مین بہت بڑا دسترس رکہتے تہے - اور یہ اُن بزرگون مین سے ایک تہے جنکو اللہ تعالی نے مخلوق کی رحمت کے لئے خلعت وجود بخشا اور دنیا مین ظاہر کیا اور خاص وعام کے نزدیک کامل قبولیت عطا کی اور عالم پر تصرف کرنے والا بنایا اور احکام ولایت پر قدرت بخشی اور اعیان کو بدل دیا اور عادات کو خرق کیا اور غیب کی باتین اُن سے کرامین

اور اُنکے ہاتھون پر عجائبات ظاہر کئے اور شیرخوارگی مین اُن سے روزے رکھوائے
اور اہل طریقت کی زبان مین ان کا کلام کثرت سے اور بہت بلند پایہ ہے۔ جنمین سے
یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہدایت مین سخت ریاضت نہ کرے گا اُسکے مرید کو فلاح نہوگی
کیونکہ اگر یہ سوے گا اسکا مرید بھی سوے گا اور اگر کھڑا ہوگا اسکا مرید بھی کھڑا ہوگا اور
اگر لوگون کو عبادت کا حکم دے گا اور خود لغویت مین رہے گا یا اُن کو ہلاکت سے
توبہ کرنے کو کہے گا اور خود اُسکو کرے گا تو لوگ اُسپر ہنسین گے اور اُسکا کہنا نہ مانینگے
اور جب ان سے کہا جاتا کہ ہمین نصیحت کیجئے اور ارشاد دیجئے تو اکثر بعضون کے
ان دونون مقولون کو تمثیلاً پڑھا کرتے تھے: **شعر**

پہلے صورت بنا لے بی بی سی ۔۔۔ کیجیو تب ۔۔۔ برابری باندی

مصرع بیمار کو بیمار سے کیا خاک شفا ہو

اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے
اگر اُسکا جسم حاضر ہو تو اجازت لے لے اور اگر غائب ہو تو قلب کے ذریعہ سے اجازت
طلب کرے۔ اور اسکی پابندی اسوقت تک کرے کہ ترقی کر کے رب عزوجل
کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنے کے مقام تک پہونچ جاے کیونکہ جب پیر
دیکھے گا کہ مرید اُسکے ساتھ یہ مراعات برتتا ہے تو لطف آمیز شراب سے اُس کی
تربیت کرے گا اور تربیت کے پانی سے اُسکو سیراب کرے گا اور ستر معنوی سے
اُسکی نگہداشت کرے گا۔ اور اُسکی سعادت کا کیا کہنا ہے جو اپنے مُربی کے ساتھ
حسن ادب سے پیش آے اور اُسکی شقاوت کا کیا پوچھنا ہے جو سوء ادب دکھلائے
اور کہا کرتے تھے کہ جسنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سراً یعنی تہ دل سے معاملہ کیا اس کو

وہ اسرار و ضمائر پر اختیار دیدیتا ہے اور جسنے اپنی نگاہ مین غیر کا عکس
نہ کرنے دیا وہ التباس سے بچا رہا۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے قلب ظاہر و باطن کے ساتھ
اپنے رب کی بارگاہ مین حاضر رہنے کے باعث غائب رہا وہ قلب کے غائب
رہنے کے زمانے مین مکلف نہین ہے اور جب نکلکر عالم شہادت کیطرف آیا
توجو عبادت اُس سے فوت ہوئی ہے اُسکی قضا کرلے۔ اور یہ مبتدیون کا حال ہے
اور کاملون کا حال یہ ہے کہ انپر یہ حکم جاری نہین ہوتا بلکہ وہ فرائض و سُنن کو ادا
کرنے کے لئے لوٹا دیے جاتے ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص متشرع محقق
پاک صاف پارسا و شریف نہو وہ میری اولاد مین سے نہین ہے گو وہ میرا صلبی بیٹا
ہی کیون نہ ہو اور مریدون مین سے جتنے لوگ شریعت حقیقت طریقت دیانت
صیانت زہد و ورع اور قلت طمع کے پابند ہون وہی میری اولاد ہین گو وہ دور دست بلاد
کے کیون نہون۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین تو کہا کہ
جو اللہ عز و جل چاہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے بھڑنے والے ہین سب
بھڑنے کی لذت کو نہین جانتے اور نہ سب خدمت کرنے والے آداب خدمت
کے واقفکار ہوتے ہین اور اسی لئے بہت سے آدمی سخت ریاضتون پر بھی
قطع کردیے گئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد مین تمکو اللہ تعالیٰ کا واسطہ
دیکر تمسے درخواست کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم چھریون کی
بکریان نیستی کے دُنبے اور راتب کے حلوان ہوے وہ شخص جسکو بھننے کے لئے
تنور دہکایا جاچکا ہے اور اسے وہ شخص جسکے لئے چھری تیز کیجا چکی ہے اپنے
آپکو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کامل نہین ہوتا جبتک

کہ سب لوگون کا دوست رکھنے والا سب پر مہربانی کرنے والا اور سب کے عیبون کا
ڈھانکنے والا ہو اور اگر اسکے خلاف ہو اور کمال کا دعویٰ کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے اور کہا کرتے
تھے کہ کسی فقیر کے نہ حال کو بُرا سمجھو نہ لباس کو اور نہ کھانے کو چاہے وہ کسی حال
اور کسی جامہ مین ہو۔ بلکہ کسی کو بُرا نہ سمجھو مگر اُسی صورت مین کہ ایسے ممنوع کام مرتکب
ہو جسکی صراحت شریعت مین ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بُرا سمجھنے سے وحشت
پیدا ہوتی ہے اور وحشت بندہ کو اُسکے پروردگار عز و جل سے منقطع کر دینے کا سبب
ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمیون مین سے کوئی خاص ہوتا ہے کوئی خاص الخاص کوئی
بتدی کوئی منتہی کوئی متشبہ اور کوئی متحقق اور اللہ تعالیٰ بعض پر بعض کیوجہ
سے رحم فرماتا ہے اور نہ زور آور کمزور کے ساتھ چل سکتا ہے اور نہ کمزور زور آور
کے ساتھ اور فقرا بادل ہین اور بادل کی حالت تلوار کیسی ہے اسلئے جب فقیر
تم مین سے کسی سے ہنسکر بولے تو اُس سے ڈرو اور اُس سے جب ملو تو ادب
ہی سے ملو۔ اور انکا قول ہے کہ شریعت جڑ ہے اور حقیقت شاخ۔ پس شریعت
ہر علم مشروع کی جامع ہے اور حقیقت ہر علم خفی کی اور سارے مقامات انہین
دونون کے اندر ہین۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ علم مین سے وہی سیکھے
جو فرض و نفل کے ادا کرنے کے لیئے اُسپر واجب ہے اور فصاحت و بلاغت مین
نہ پھنسے کیونکہ یہ اُسکو اُسکی مراد سے باز رکھینگی بلکہ عمل مین صالحین کے آثار کی جستجو
کرے اور ذکر کی مواظبت رکھے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مردان خدا مین کوئی مرد ہے
کوئی آدھا مرد کوئی چوتھائی مرد کوئی پورا مرد کوئی بالغ کوئی مدرک اور کوئی داخل۔ اور
انکا قول ہے کہ خواص کی توبہ کل ماسوی اللہ کا محو کر دینا ہے اور اپنے جس قول

فعل پر مطلع ہوتے ہین اُسکی نسبت یہ توبہ کرتے ہین کہ اُنکے باطن مین یہ نہ کہتا ہے کہ یہ
میرا ہے یا یہ وہم بھی نہ گزرے کہ مجھ مین پایا جاتا ہے اور وہ "مین" کہنے سے
ڈرتے ہین - پس وہ خطرات کی نگہداشت کرتے ہین - اور کہا کرتے تھے کہ اے
مرید! ہمت عزم اور شدت جزم کو جمع کرتا کہ راستہ کو یافت سے نہ کہ دریافت سے
پہچانے - پس جس مقام مین تو ٹھیر جائے گا وہی تیری روک ہوگا بلکہ جو شے تجھکو
تیرے مولی سے روکے اُسے چھوڑدے کیونکہ اللہ تعالی کے سوا سب چیزین باطل
مین - اور انکا مقولہ ہے کہ روگردانی سے روگردانی پیدا ہوتی ہے - اور کہا کرتے تھے
کہ اے میرے بیٹے بالغویات سے مجھے معاف رکھو اور اپنے قالب سے مجرد ہوکر
قلب کا ہورہ - اور کہا کرتے تھے کہ بھائی! اس دعوے سے بچے رہو کہ تمہارا
کوئی معاملہ خالص یا کوئی حال ہے اور جان لو کہ اگر تمنے روزے رکھے تو اُسی نے
تمسے روزے رکھوائے اور اگر تمنے قیام کیا تو اُسی نے تمسے قیام کرایا اور اگر
تمنے کوئی کام کیا تو اُسی نے تمکو کام مین لگایا اور اگر تمنے دیکھا تو اُسی نے تمسکو
دکھلایا اور اگر تمنے اس فرقہ کی شراب پی تو اُسی نے تمکو پلائی اور اگر تم گناہون سے
بچے تو اُسی نے تمکو بچایا اور اگر تمنے ترقی کی تو اُسی نے تمکو منزل پر پہونچایا اور اگر تم پہونچے تو اُسی نے
تمکو پہونچایا اور بیچ مین اسکے سوا تمہارے لیے کچھ نہین ہے کہ تم اپنے گنہگار
ہونے کا اعتراف کرو ایک نیکی بھی تمہاری نہین ہے اور یہی صحیح ہے بھلا تمہاری
نیکی کہان سے آئی اُسی نے تمپر احسان کیا اور وہی تم مین حکمران ہے جاہے
مقبول بنائے اور چاہے مردود - اور اُنکا قول ہے کہ قلب کی اولاد صلب کی
اولاد سے بہتر ہے اسی لئے صلبی اولاد کو میراث مین سے ظاہری ترکہ ملتا ہے

اور قلبی اولاد کو اسرار مین سے باطنی حصہ ۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص دارِ فردانیت
مین داخل کیا گیا اور جلال و عظمت اُسپر کہول دی گئی وہ بغیر اپنے رہ جاتا ہے
اور اسوقت وہ کچہہ زمانہ تک خالی رہتا ہے بعدہٗ وہ اللہ تعالی کی حفاظت و سپردگی
مین لوٹ آتا ہے عام اس سے کہ وہ حاضر ہو یا غائب اور اُسکا کوئی حصہ نہ کرامات
مین باقی رہتا ہے نہ کلام مین اور نہ نفسانی نظام مین اور عبودیت محضہ کے
لیئے خالص کر لیا جاتا ہے ۔ اور کہا کرتے تہے کہ عطیہ والے بہت ہین اور اس
زمانہ کے لوگون مین ہاہمی کے سوا کچہہ نہین رہا ہے وہ یا تو صفات کے معنی
پوچہتے ہین یا اسمار کے یا حروف مقطعات کے اور مُبتدی کو ان باتون کا پوچہنا
سزاوار نہین ہے اور جو صاحبِ تمکین ہے اُسکو جائز ہے کہ جو شخص اسکا اہل
ہو اُسپر ان باتون کو روشن کر دے کیونکہ ان چیزون کے علم کا رستہ کشف کے
سوا اور کوئی نہین ہے ۔ اور جو شخص لوگون کے کلام یاد کرنے یا حقائق کو اور طریقت
مین گفتگو کرنے والون کی باتون کو جمع کرنے مین مشغول ہو اوہ دوسری عمر کہان سے
لائیگا جسمین فانی عمر سے فارغ ہو کر باقی عمر کی طرف جائیگا ۔ وہ لوگ تو عاشق تہے
اور اُنمین سے ہر شخص اپنے عشق کی زبان اور اپنے ذوق عرفان سے باتین
کرتا ہے اسلیئے وہ ایسا کلام ہے جسکی کوئی حد نہین ہے اور ایسا دریا ہے جسمین
بہت سے لوگ ڈوب گئے اور کوئی اُسکی تہ تک نہ پہونچا اور نہ اُسکے ساحل تک
اور عارف جو اورون کا کلام بیان کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چہپانے اور جس کو
چہپا نہین سکتا ہے اُسکو مجبور اظاہر کرنیکے لیئے کرتا ہے آہ آہ ۔ اور خدا سے پاک
گواہ ہے کہ مین جب کبہی کوئی بات زبان سے نکالتا یا حوالہ قلم کرتا ہون تو صرف

یہی چاہتا ہون کہ لوگون کی شغول یا کسی غامض معنی کے سمجھنے کا ذریعہ ہو اور کچہ نہین
کیونکہ خلوص اکثر آدمیون سے چلا گیا۔ آور انکا قول ہے کہ علم توحید و تفسیر مین سارے
کلام کرنیوالون معبّرون اور تاویلون مین سے کوئی بہی قرآن عظیم کے حروف مین
سے ایک حرف کے معنی کی معرفت کو دریافت کرکے کُنہ کی شناخت کے
عشر عشیر تک نہین پہونچا ہے۔ آور کہا کرتے تہے کہ طریقت کی ابتدا نفس
تلف تضییق اور حظ سے باہر نکل آنا ہے کیونکہ فلاح نجاح صلاح ہدی اور
ارباح صرف اُسی کے لئے ہین جو حظ کو چہوڑ دیتا اور تکلیف و بدی کے مقابلہ
مین برداشت اور نیکی سے کام لیتا ہے اور اپنے خُلق کو وسیع کرتا ہے
اور فقیر کے نہ ہاتہ ہوتے ہین نہ زبان ہوتی ہے نہ کلام ہوتا ہے نہ دور باش
ہوتی ہے نہ ڈانٹ ہوتی ہے اور نہ کوئی بُرا فعل ہوتا ہے اور اُسکو اُسکے
معشوق سے نہ کوئی پہیرنے والا پہیر سکتا ہے اور نہ تلوارین روک سکتی ہین
آور انکا قول ہے کہ حرام کا کہانا عمل کو روکدیتا اور دین کمزور بنا دیتا ہے اور
قول حرام مُبتدی کے عمل کو بگاڑ دیتا ہے اور حرام کہانا عامل کے عمل کو خراب
کردیتا ہے اور دنیا دارون کے ساتہ میل جول دانائی و بینائی مین تاریکی پیدا کرتا
ہے آور کہا کرتے تہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندون مین سے اُسی کو دوست رکہتا
ہے جو سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ دل شرمگاہ زبان
اور ہاتہ کو پاک رکہنے والا اور سب سے زیادہ پیار سا سب سے زیادہ درگذر کرنے والا
سب سے زیادہ فیاض سب سے زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ فراخ دل ہوتا ہے
آور انکا مقولہ ہے کہ جو حضور مین رہے گا وہ دنیا و آخرت کو دیکہے گا اور کہا کرتے

تھے کہ دیکھو جھوٹے دعوون سے بچتے رہو کیونکہ ان سے روسیاہی حاصل ہوتی ہے اور دل کی بینائی چلی جاتی ہے۔ اور خبردار عورتون کی دوستی اور انکو بے محابا دیکھنے اور شاہدان مجازی کا ذکر کرنے اور راستہ مین نوجوانون کے ساتھ چلنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ سب نفسانیتین اور شہوتین ہین اور جسنے خرقہ صوفیہ کے طریقہ مین کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اسمین نہین ہے وہ نہ ہم مین سے ہے اور نہ ہم مین سے اللہ تعالی نے فرمایا ہے عـه وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو چیز پیغمبر تمکو دے دیا کرین وہ تو لے لیا کرو اور جس سے تمکو منع کرین دست کش رہو) یہ عجمی سریانی عبرانی زنگی اور پرندہ و چرندہ سب کی زبانین بولتے تھے۔ عـه

+ + + + + + + + + + +

+ + + + + + +

اور انکا قول ہے کہ عمل کو ہاتھ سے نہ دو اور اس سے بچتے رہو کہ طریقت مین طلاقت لسانی دکھلاو اور اہل طریقت کے اخلاق نہ اختیار کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہتے یہانتک کہ پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور اسقدر قیام فرماتے تھے کہ پاے مبارک سوج جاتے تھے بعدہٗ بڑے بڑے صحابہ نے اسی مین آپکی پیروی کی چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سانس لیتے تھے تو جگر بریان کی بو آتی تھی اور انہون نے

عـه پارہ ۲۸ - رکوع ۴ - سورۂ حشر - ۱۲

عـه مصنف نے اس مقام پر حضرت کے تین خط مریدونکے نام کے نقل کیے ہین جنمین سے ہر ایک کی ابتدا تو عربی عبارت سے ہے لیکن بعد کو وہ زبان ہے جسکا سمجھنا محال عادی ہے اس لیے انکو چھوڑ دیا گیا - ۱۲ مترجم

اپنا سارا مال خدا کی راہ مین دیدیا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسقدر ریاضت کرتے
اور تکلیف سہتے تھے کہ اپنی گدڑی مین چمڑے کے پیوند لگاتے اور سر مین نہایت
موٹے اور کھردّے کپڑے کا ٹکڑا لپیٹتے تھے - اور عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات کو
کھڑے کھڑے قرآن کا ایک ختم کرتے تھے اور علیؑ رضی اللہ عنہ بڑے زاہدون
اور مجاہدہ کرنیوالون مین سے تھے - اور اکثر بلادِ اسلام انہین خواص صحابہ کے
فتح کئے ہوئے ہین باوصف اسکے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب
تھا اُنکے اعمال ایسے تھے اور اُنکی ریاضت و زہد و گرسنگی ایسی تھی - اس لئے
حقیقت و شریعت کو محکم کرو اور اگر چاہتے ہو کہ تمہارا اقتدار کیا جاوے تو
تفریط کو راہ نہ دو اور حقیقت کا نام صرف اسی لئے حقیقت رکھا گیا ہے کہ معاملات
کو اعمال سے محقق کرتی اور دریاے شریعت سے حقائق کے جواہر نکالتی ہے -
اور انکا قول ہے کہ جبتک تمہاری زبان حرام چکھتی رہے گی اُسوقت تک اسکی طمع
نہ رکھو کہ تم حکمتون و معرفتون کا کچھ بھی مزہ چکھو گے - اور انکا مقولہ ہے کہ آنکھ مین جو
قوت بینائی ہے اُسکی بھی ایک بینائی ہے اور قلب کی بھی ایک زبان ہے
جسکا سمجھنا دقت طلب ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اُسکو دوست رکھو تو آسمان و زمین
والے تمکو دوست رکھین گے اور اُسکی اطاعت کرو تو جن و انس تمہاری اطاعت
کرینگے اور تمہارے لئے دریا خشک ہوجائیگا اور ہوا تمہاری فرمانبردار ہو جائیگی
اور اے میرے بچو اولیون کے اخلاق اختیار کرو تاکہ تمکو سعادت حاصل ہو
اور اگر تم خلافت کا پرچہ حاصل کرو اور جو شخص تمسے جھگڑے اوس سے کہتے پھرو کہ دیکھو میری پیری کی یہ سند ہے اور
پیرون کے اخلاق تم مین نہون تو وہ پرچہ کچھ بھی نہین ہے - وہ تو حظ نفس ہے نہین اُس پرچہ کو پڑھو اور جو

نصیحتین اُسمین ہون اُسپر عمل کرو تب تمکو فائدہ پہونچےگا اور برگزیدگی حاصل ہوگی
اور اولیار کے درجون کا قرنًا بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ آخر دنیا تک یہی راستہ ہر
آور جب مرید فصاحت و بلاغت مین مشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی
اور جو اُسمین مشغول ہوا وہ الگ کر دیا گیا - اور مرید کے لئے نیکو کارون کی حکایات
و صفات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہے مگر اُسی وقت
تک کہ اس طریق مین اُنہین پر قناعت نہ کرے - اور سارا علم دو باتون مین جمع کر دیا گیا
ہے اور وہ یہ کہ عبودیت کو پہچانے اور اُسکو پوجے پس جسنے یہ کر لیا اُسنے شریعت
و حقیقت کو پا لیا اور اس سے علمار کا بیکار قرار دینا لازم نہین آتا بلکہ علم عمل سے پیدا
ہوتا ہے اور مینے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہا ہے فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ عـه (جتنا قرآن آسانی سے پڑہا جاسے پڑہ لیا کرو) اور ہر فرقہ کی ایک راہ
ہوا کرتی ہے ورنہ کبھی اللہ تعالیٰ ایک ہی شخص مین اسقدر علم و عمل جمع کر دیتا ہے
کہ لوگون کو کل فوائد بتاتا ہے پس شریعت درخت ہے، اور حقیقت ثمرہ - اور اللہ تعالیٰ
کی طرف کی راہ جڑون کو نیست و نابود اور جگر کو پاش پاش کر دیتی جسمون کو لاغر بناتی
نیند کو اُڑاتی قلب کو بیمار کر دیتی اور دل کو گھلا دیتی ہے مگر جب پردہ اُٹھ جاتا ہے
تو خطاب سنتا اور لوح محفوظ مین رموز کو پڑہتا اور دقیق معنون پر مطلع ہوتا اور رقیق
جامون مین شراب پیتا ہے پس وہ اپنے قلب کے ساتھ رہتا ہے بعدۂ قلب
نہین بلکہ مُقلّب کے ساتھ کیونکہ اللہ عـه آدمی اور اسکے دل مین آڑے آجاتا ہے"

عـه پارہ ۲۹ - رکوع ۱۴ - سورہ مزمل -
عـه اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (پارہ ۹ - رکوع ۱۷) کا یہ ترجمہ ہے - ۱۲

پس جب سب سے باہر نکل جاتا ہے تو بغیر زبان کے وہ زبان آور ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھہ سخت ریاضتین کرتا اور اعمال ظاہرہ بجالاتا ہے بعدہٗ اعمال باطنہ کی پابندی کرتا ہے اسکے بعد نہ حرکت رہتی ہے اور نہ کلام اور گھسر پھسر کے سوا وہ کچھہ نہین سنتا ہے وہ تو بالکل بے حس ہوجاتا ہے اسکے بعد وہ صفائی کی صفائی اور وفا کے وفا سے صاف ہوجاتا ہے اور اخلاص مین اخلاص کے لیے اخلاص کے اخلاص سے خالص ہوجاتا ہے بعدہٗ وہ اُن باتون سے جن سے ہمنشینی حاصل ہوتی ہے تقرب ڈہونڈہتا ہے کیونکہ ہمنشینی کے دوسرے خاص آداب ہین جنکو عارف ہی جانتے ہین - اور جب عارف عرفان کے مقام مین کامل ہوجاتا ہے تو اللہ اُسکو علم بلا واسطہ کا وارث بناتا ہے اور جو علوم کہ الواح معانی مین لکھے ہوئے ہین اُنکو وہ اخذ کرتا ہے پس اُنکے رموز کو سمجھتا اُنکے کنوز کو پہچانتا اُنکے طلسمات کو توڑتا اور اُنکے اسم ورسم کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو اُن علوم پر مطلع فرماتا ہے جو نقطون مین ودیعت رکھے گئے ہین اور اُنکو انکار کا اندیشہ نہو تو وہ باتین بیان کرین جنسے عقلین دنگ ہوجائین اور اسیطرح عبارتون کے اشارات مین سے اُنکی مغلق عبارتین اور مختلف زبانین ہوتی ہین اور اسیطرح اُنکو حروف وقطع ووصل وہمزہ وشکل ونصب ورفع کے معانی مین غیر محدود باتین حاصل ہوتی ہین اور انپر صرف وہی لوگ مطلع ہوتے ہین اور علیٰ ہذا اُنکو ان چیزون پر اطلاع ہوتی ہے جو درخت کی پتیون اور پانی اور ہوا پر لکھا ہے اور جو کچھہ خشکی و تری مین ہے اور جو کچھہ آسمانی خیمہ کی گنبد کے صفحہ پر اور جو کچھہ کہ جن وانس کی پیشانیون پر لکھا ہوا ہے کہ دنیا و آخرت مین اُنکو یہ باتین پیش آنیوالی ہین اور علیٰ ہذا اُنکو اُس چیز کی اطلاع ہوتی ہے جو بغیر

لکھے ہوئے سارے مافوق الوق وماتحت التحت مین لکھا ہوا ہے اور یہ اُس حکیم کے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہین ہے جسکو حکیم علیم سے علم ملتا ہو کیونکہ زندگی کی بخشش کا کچھ حال حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کے قصہ مین ظاہر ہو چکا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بعض اولیا را یسے ہوتے ہین جو نہ خطاب جانتے ہین نہ جواب پس وہ پتھرون کی طرح اسرار کے امانت دار ہین زبان حال سے باتین کرتے اور لبون پر مہر سکوت رکھتے ہین اسرار غامصہ اُنکے پاس ودیعت رہتے ہین اور دین مختلف طور کے ہین اسلئے اولیا راللہ مین سے کوئی عارف کوئی عاشق کوئی مشغوف کوئی ذاکر کوئی مذکر کوئی معتبر کوئی گویا کوئی خاموش کوئی مستغرق کوئی صائم کوئی قائم کوئی نائم کوئی مفطر کوئی صائم صائن کوئی قائم دائم کوئی نائم واصل کوئی واصل بیدار کوئی واقف فراموشکار کوئی مدہوش سُننے والا کوئی گریہ وتبسم کنندہ کوئی گرفتار قبض کوئی خندان کوئی خوف زدہ کوئی صاحب اختلاط کوئی پریشان کوئی حیران کوئی سرگردان کوئی چیخنے والا کوئی نوحہ کرنے والا کوئی اُسکی جمعیت وجمع سے صاحب جمعیت ہوتا ہے اور کوئی انمین سے ایسا ہوتا ہے کہ جسوقت تحقیق کو پہونچتا ہے کپڑے پھاڑ ڈالتا اور توبہ کرتا اور اُسپر حال غالب آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ سے بعض پر رحم فرماتا ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد یہ ہے نصیب اُسکے جو اس حال کو پہونچے کہ بندون کو اللہ تعالیٰ سے قربت کردے اور پھر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے پس تم اللہ کے حکم سے اللہ کیطرف بلانیوالے بنو۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ کار اس المال محبت وتسلیم اور معاندت ومخالفت کی سپر کا ڈال دینا اور اپنے پیر کی مراد

اور حکم کے تحت مین آرام لینا ہے پس جب مریدین ہر روز محبت و تسلیم کی زیادتی ہوگی تو وہ قطع کردے کے جانے سے بچا رہے گا کیونکہ راستہ کے عوارض اور التفاتات و ارادات کی گھاٹیان ہی مدد پہونچنے سے الگ کردیتی اور وصول سے روک دیتی ہین - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! جب تم مین سے کوئی شخص اپنے مولی سے عمدہ معاملہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُن احوال مین نہ پڑے جنکو وہ نہین جانتا کیونکہ اس فرقہ کے لوگ اُن حضرات کے موافق جنمین وہ داخل ہوتے ہین کبھی تنزیہ کی زبان سے گفتگو کرتے ہین اور کبھی تحقیق کی زبان سے اور تمنے اے میرے بچے نہ اُنکے حال کا مزہ چکھا ہے نہ تنزیہ مین مبتلا ہوے اور نہ اُنکی حضرات مین داخل ہوے ہو پھر تمکو کہان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گمراہی پر ہین کیا اے بچے تم تیرنا نہ جاننے پر سمندر مین تیرنا چاہتے ہو پھر اگر تم ڈوب گئے تو جاہلیت کی موت مرے کیونکہ تمنے اپنے آپ کو ہلاکت مین ڈالا اور حق تعالیٰ نے اسکو تمپر حرام کیا ہے بلکہ اے میرے بچے تمپر واجب ہے کہ اس فرقہ کی دعا چاہو اور انکی برکتون کی تلاش مین رہو اور یہ اُس حالت مین ہے کہ تم مین اُنکے عمل کی سکت نہو اور اگر تم مین اسکی قدرت اور سکت ہو تو تم ہمیشہ کیلئے صاحب سعادت ہو اور اے میرے بچے! جان لے کہ اس فرقہ کے لوگ جب حضرات مین داخل ہوتے ہین تو انکی زبانین مختلف ہوا کرتی ہین اور انکے اشارات و کلمات کچھ سمجھ مین آتے ہین اور کچھ نہین آتے اور یہی حال انکے احوال کا بھی ہے کہ بعض عبارتین آسکتے ہین اور بعض مین نہین آسکتے اور علیٰ ہذا انکی بعض اسرار ایسی ہین کہ نہ کوئی ناقل و مُعبر اُن تک پہونچتا ہے اور نہ کوئی مُطّلع و مُفسّر کیونکہ انکے اسرار اللہ تعالیٰ کے راز کی جگہین ہین اور جب لوگ اللہ تعالیٰ کے اُن اسرار کو سمجھنے سے عاجز ہین جو خود اُن مین ہین تو کیونکر اُن

اسرار کو سمجھ سکتے ہین جو اورون مین ہین اسلئے اے میرے بیٹے اس فرقہ کے معاملہ کے بارہ مین تجکو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اُنکی نسبت حسن ظن ہی واجب ہے کیونکہ اے میرے بیٹے مین تیرا ناصح ہون اور جب تو اُس شخص پر جسکو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بہتان و زور سے تہمت لگائیگا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے تقرب بخشا ہے اُسپر جرأت کر بیٹھیگا تو اللہ تعالیٰ تجھسے دشمنی کرے گا اور عداوت رکھیگا پس تو اسکے بعد کبھی فلاح نہ پاویگا گو تو ثقلین کی عبادت پر ہی کیون نہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ جسنے ترک کے اُٹھہ اُٹھہ کر قیام کیا اور اُسمین برابر مغفرت چاہتا رہا اُسکے لئے اللہ تعالیٰ نے انوار کو کھول دیا اور اُسکو نزدیکی کے خم سے شراب پلائی اور اُسکے دل مین معانی کے مہر و ماہ طلوع ہوئے اسلئے اے میرے روحانی بیٹے! جو مینے تجھے بتایا ہے اُسپر عمل کر فلاح والون مین سے ہوجاے گا۔ اور انکا قول ہے کہ بہت سے ایسے ہین جو اسم اعظم کی تلاوت کرتے مگر نہ اُس سے واقف ہین اور نہ اُسکے معنی سمجھتے ہین حال آنکہ اولیا جو درخت کو جھوڑ دیتے اور اُسمین پہل لگتے ہین تو اُسی کے ذریعہ سے اور چٹان سے جو پانی بہنے لگتا ہے تو اُسی کے ذریعہ سے اور وحشی جانور جو کسی ولی کے مسخر ہوجاتے ہین تو اُسی سے اور کوئی ذلی جو پانی مانگتا ہے اور وہ برسنے لگتا ہے تو اُسی سے اور مردہ کو جو زندہ کرتے ہین تو اُسی سے۔ اور انکا قول ہے کہ آدمی اس راہ کا غوطہ زن نہین ہوتا جبتک کہ اپنے قلب اور اپنے بستر اور اپنے عمل اور اپنے غم و فکر اور ہر اُس چیز سے جسکا اُسکے دل مین اُسکے رب کے سوا خطرہ گزرے گریز نہ کرے ہائے ہائے کاش کپڑون پر سے پردہ اُٹھہ جاتا

اور اندہا اُس حرف کو دیکھتا جو نہ حرف ہی اور نہ ظرف اور جو چیز بہ آنکھین بند کرنے پر بھی پوشیدہ رہتی ہے وہ نظر آتی اور قفل کا قفل کھل جاتا اور گریبان کا تکمہ وا ہوجاتا واہ ان حضرت والے کے شوق کا کیا کہنا ہے۔ مگر شوق تو صرف اُسی کیلئے ہے جو دور رہوتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کے اعمال و اقوال اُس چیز کی یافت سے روکین جسکو وہ چاہتا ہے وہ شخص مقام توحید سے اور مقام تفرید سے محجوب ہے، اور ولی اپنے رب کی طرف جست نہین کرتا جبتک کہ اُسکے ماسوا کے ساتھہ وقوف کو ترک نہ کرے خواہ وہ کوئی مقام ہو یا کوئی درجہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رب کے پاس مجتمع ہو تو تم اپنے باطن اور اپنے ضمیر کو بدی و نیّتِ بد اور اللہ عزوجل کی مخلوق مین سے کسی کی نسبت اپنے دل مین بُرائی کو جگہہ دینے سے پاک و صاف کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! دیکھو اپنے حق مین رخصتون عہ کی بابت ابلیس کے فتوے سے بچتے رہو ایسا نہو کہ تم عزیمتون عہ پر عمل کرنے کے بعد رخصتون پر عمل کرو کیونکہ ابلیس رخصت شرع کی حجت مین تمکو گمراہی و سرکشی ہی کا حکم دیتا ہے خصوصاً جبکہ وہ تمکو

عہ لغت مین رخصت کے معنی آسانی و سہولت کے ہین۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو عوارض کے تعلق سے مشروع ہو۔ یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے مباح کیگئی ہو حالانکہ اُسکے حرام ہونے پر دلیل موجود ہو۔ اور بعض کا قول ہے کہ جسکی بنا بندون کے عذر پر ہو وہ رخصت ہے ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات۔

عہ عزیمت کے لغوی معنی مضبوط ارادہ کے ہین۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو اصل مشروعات مین سے ہے اور عوارض سے متعلق نہین ہے۔ اسلئے اسمین اور رخصت مین تقابل تضاد کی نسبت ہے ۱۲ مترجم

کسی ممنوع مین پہنساتا ہے۔ اور اسکے بعد تسے کہتا ہے کہ یہی تمہارے مقدر
مین تہا بہلا تجھے اسمین کیا دخل ہے کیونکہ (اس صورت مین) تم بالکل ہلاک
ہو جاؤ گے۔ اور اے میرے بچے! جان لے کہ اللہ تعالی نے تجکو اپنے نبی ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور جو چیز دنیا و آخرت مین تجھے اذیت
دے اُس سے منع ہی کر دیا ہے پہر تجھے کیا پڑی ہے جو اُسکی مخالفت کرتا ہے
اور اے میرے بچے! اگر تم اُس پرچہ پر قناعت کرتے ہو جسکو تم اپنے گمان باطل
مین اجازت نامہ و خلافت نامہ سمجھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا اجازت نامہ صرف
تمہارا حسن سیرت اور اخلاص سریرت ہی ہے اور اجازت یافتہ کی شرط یہ ہے
کہ سب لوگون سے بڑھکر گناہون سے دور رہے شدت سے قیام کرنیوالا اور کثرت سے
روزے رکھنے والا ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر کی مواظبت رکھنے والا ہو کیونکہ غلام
جسقدر خدمت کرتا ہے اُسی قدر اُسکا آقا اُسکو دوسرے غلامون پر ترجیح دیتا ہے
پس حقیقی اجازت تو یہی ہے لیکن جب تو نے دعوی تو کیا پیر ہونے کا اور
کی اپنے رب کی نافرمانی تو وہ تجسے کہے گا کہ تف ہے تجہپر کیا تجھے شرم نہین آتی
کہان تو تجھے ہمسے قرب کا دعوے اور کہان یہ حال کہ ہماری ہمنشینی کے لیے تو نے
اپنے میلے کچیلے کپڑے بہی نہین دہوئے کتنے حرام کو تو اپنے پیٹ مین بہرے
ہوئے ہے اور کتنے قدم تیرے گناہون کی طرف پڑتے ہین تو کسقدر
ایسے وقتون مین مست خواب رہتا ہے جب ہمارے احباب ایک پانون
کہڑے رہتے ہین تو جہوٹا مدعی ہے بس جا ہمارے سے ہوا ہو۔ اور ان کا
مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو ہمارے طریقہ مین مشہور کرتا اور اُس کا حق نہین ادا کرتا

اور ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہو جاتا ہے اور انکا مقولہ ہے
کہ جسنے خیانت کی وہ مٹا اور جسنے ہمارے کلام سے نصیحت نہ حاصل کی وہ ہمارے
رکاب مین نہ چلے اور نہ ہمارے پاس آئے اور ہم دوست نہین رکھتے اپنی اولاد مین
سے مگر اُسی کو جو چالاک تیز شمائل ہے اور اُسی مین یہ صلاحیت ہے کہ صاحب راز
بنایا جاسے پس اے میری اولاد مین تمہین اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہون کہ میرے طریق کو
بُرا نہ بناؤ اور نہ میری تحقیق کو بازیچہ سمجھو اور اُسمین جعل و فریب اور دہوکا نہ کرو اور خلوص
برتو خلاصی پاؤگے۔ ہمنے تو تمکو دوست رکھا اور برگزیدہ بنایا ہے اسلئے تم ہماری
کدورت کا باعث نہو اور کلام سے ہمارے طریق کو متہم نہ کرو اور جیسا ہمنے تمہاری
تربیت و نصیحت کا حق ادا کیا ہے اُسیطرح تم سننے اور بات ماننے مین ہمارا حق
ادا کرو۔ اور مینے تمکو وہی حکم دیا ہے جسکا حکم تمکو تمہارے ربنے دیا ہے اس لئے
وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرا حکم نہین ہے پس اگر تمنے عہد شکنی کی تو وہ خدا ہی کا عہد
ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمنے مجھسے صرف کاغذ کے پرچے لئے ہین تو ہمکو تمہاری
حاجت نہین ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بیعت
کی ہے کہ مین تمہارے مال کا جویا نہون گا اور نہ تمہاری میراث لونگا اور تمہارے قبضہ
کی چیز سے مین اپنے خرقہ کو میلا نہ کرونگا اسلئے سنو اور اطاعت کرو اور مجھسے اور
میری جماعت کے اُن لوگون سے جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اپنے مال کو محفوظ
سمجھو اور مین اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہون کہ میری بقیہ اولاد کو اُن لوگون کے ساتھ ملادے
جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اور اُنکو اُنکے جیسا کردے پس وہ اپنے بھائیون پر شفقت
اور اُنکو نصیحتین کرین اور اُنکے راہون سے کنارہ کش رہین۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص

یہ گمان نہ رکھتا ہو کہ اُسکی ہلاکی اُسکی طاعت مین ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے
کیونکہ ہماری طاعت بھی اُسکے فضل و احسانات مین سے ہے اور بیچ مین ہمارا
کچھہ بھی نہین ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! "مین" کہنے سے بچو
کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والون کو نیچا دکھاتا ہے اور اگر تم ثقلین کے عمل پر بھی
ہو گے تو نیچے اُترو گے یا صاحبِ منزلت ہو گے تو گر پڑو گے۔ اور کہا کرتے
تھے کہ واللہ اگر ہمکو گوشہ نشینی کی کوئی تدبیر ہاتھ آتی یا لوگون کی نگاہون سے
الگ ہو جانے کی کوئی سبیل ہوتی تو ہم ضرور اُسی کو اختیار کرتے کیونکہ اس
زمانہ مین قلب پریشان رہتا اور ہر وقت کلیجہ گھُلا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے
لوگون سے کہان بھاگ کر جائین اور کونسی جگہہ پناہ لین یہ وہ زمانہ ہے جسمین
قیل و قال زیادہ ہے۔ مگر جسنے ہمکو اس زمانہ کے لوگون کے ساتھہ مبتلا کیا ہے
وہی اپنے حول و قوت سے ہماری تدبیر کرتا اور ہمکو مدد دیتا ہے۔ اور انکا مقولہ
ہے کہ جسنے اپنے نفس کے مناقشہ سے غفلت کی وہ برباد ہوا اور جسنے
مناقشہ مین جلدی نہ کی وہ گھاٹے مین رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل فقیر
کو کسی امر مین اسی لئے مبتلا فرماتا ہے کہ وہ اُسکو مردانِ خدا کی منزلون تک
پہونچانا چاہتا ہے پس اگر اُسنے صبر کیا غصہ کو دبایا بردباری کی عفو سے کام لیا
اور فیاضی برتی تو اُسکے درجے بلند ہوئے اور نہین تو رد کا اور نکالدیا گیا
اور انکا قول ہے کہ تم مین سے کوئی شخص جب کبھی اپنے رب عزوجل کی
نافرمانی کرتا ہے اور وہ کمزور سے کمزور کیڑون مکوڑون کے پاس سے بھی گزرتا
ہے تو وہ بھی چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنہین قوت عطا فرماے کہ وہ اُس کا

ٹینٹواد بائین اسلیئے کہ اُنکو جناب باری تعالیٰ کی نسبت غیرت آتی ہے اور
جس چرندہ و پرندہ کے پاس اُسکا گذر ہوتا ہے وہ اُسکے دیکھنے سے خدا کی
پناہ چاہتا ہے اور جس پانی کے پاس جاتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ یہ مجھے
نہ پیئے اور جس ہوا کے پاس سے گذرتا ہے وہ اُسکے گزرنے کو بُرا جانتی ہے
اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کھیتی کو سرسبز کرے
اور تمہاری مولیشی مین دودھ دے جس حال مین کہ تم امت محمدیہ مین سے کسی
پر تلوار کھینچو اور اُنکے خون سے اپنے ہتیارون کو رنگین کرو۔ اور انکا قول
ہے کہ جب فقیر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرنے مین سچا ہوگا تو اُسکے لئے اضداد
پلٹ جائینگے چنانچہ جو اُس سے بغض رکھتا تھا وہ اُسکو دوست رکھے گا
اور جسنے اُسکو الگ کردیا تھا وہ اُسکو ملا لے گا اور جو اُسکو پسند نہین کرتا تھا
وہ اُسکی ستایش کرے گا اور اُسکو صرف گنہگار و منافق ہی بُرا سمجھے گا۔ اور انکا
قول ہے کہ اگر مرید کسی دن اپنا وظیفہ موقوف کردیتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُسدن
اُس سے اپنی مدد کو روک لیتا ہے۔ اور میرے بچو جان لو کہ ہمارا یہ طریقہ
تحقیق تصدیق جد عمل پاک صاف رہنا چشم پوشی کرنا اور ہاتھ شرمگاہ
اور زبان کا پاک رکھنا ہے پس جس شخص کا کوئی فعل ان امور کے خلاف ہوگا
وہ طوعاً و کرہاً اس طریقہ سے دست بردار ہونیوالا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
اے قرآن یاد کرنیوالے اُسکے یاد کرلینے پر نہ بھول جبتک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ تونے
اُسپر عمل بھی کیا یا نہین کیونکہ اللہ عزوجل نے کہا ہے مَثَلُ[ع] الَّذِیْنَ حُمِّلُوا

ع اٹھائیسویں پارہ کا گیارہواں رکوع (سورۂ جمعہ کی پانچوین آیت) جن لوگون پر توریت لادی گئی پہر انہون
نے اُسکو انگیز نہ کیا اُنکی مثال گدہے کیسی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین۔ ۱۲-

التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۵ اور جبتک
کہ تم اُن سب باتون پرجو اُسمین ہین عمل نہ کرو گے اور اُسمین ایک حرف بھی ایسا
نہ رہے گا جو تمہارے خلاف مین گواہی دے اُسوقت تک تم گدہے ہونے
سے خارج نہین ہو سکتے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! کتنی خود پسندی
کتنا لہو و بازی کتنی گمراہی و ہوا پرستی کتنا زیبا و بیہودہ زندگی کتنی بیوفائی کتنا سہو
کتنا نسیان کتنی غفلت کتنی لغزشس کتنے گناہ کتنا جھوٹ اور کتنی سستی!!!
کہانتک نصیحتین سنو گے اور کان نہ دہرو گے تو تم مُردے ہی جیسے ہو -
اور انکا قول ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے دلون پر سے مضبوط قفلون کو ہٹا لے
تو جو کچھ عجائب اور حکمتین اور معانی و علوم قرآن مین ہین اُن پر ضرور تم مطلع ہو جاؤ
اور اُسکے سوا کسی چیز کے دیکھنے کی تمکو حاجت نہ رہے کیونکہ جو کچھ وجود کے
صفحون مین لکھا ہوا ہے سب اُسی مین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
عہ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنی کتاب
کی سمجھ عطا فرماتا ہے اُسکو اُسکے ہر حرف کی تاویل اور اُسکی ماہیت اور اُسکے
معنی اور یہ کہ حرف کا سبب کیا ہے اور اُسکی صفت کیا ہے اور جو حروف
علوی سفلی عرش کرسی بادل بالائی آسمان ہوا زمین اور تحت الثریٰ مین سکے
ہوے ہین سب بتا دیتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جب شرائع و کتاب پر چلنے والا
امر و نہی کے درمیان کھڑا رہے گا تو اُسکی کشایش حقیقی ہوگی یہان تک کہ

عہ دیکھو ساتوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ انعام کی اڑتیسوین آیت) ہمنے لوح محفوظ
مین لکھنے سے کوئی چیز فروگذاشت نہین کی - ۱۲ -

ہر مشکل اُس سے دور ہوگی اور ہر طلسم اُس سے ٹوٹے گا اور ہر مبہم اُسکے ذریعہ سے پہچانا جائیگا لیکن جب اُسکی کشائش کلام و ترتیب کی یاد اور مقامات کا بیان ہوگی تو وہ کشائش نہین ہے وہ تو اُسکے لئے ادراک کے ادراک اور علوم حق کے مشاہدہ سے حجاب ہے اور وصف بیان کرنیوالا اُس شخص جیسا نہین ہے جو پہچانتا اور یاد رکھتا اور عرفان کی زبان سے باتین کرتا ہو۔ اور بہت سے ایسے ہین جن پر ایسی عنایت ہوئی کہ مشاہدہ نصیب ہوا اور اسپر بھی اگر اُن سے مقامات کا حال پوچھا جائے تو وہ نہین بتا سکتے۔ اور اپنی ساری اولاد سے میرا مقصود یہ ہے کہ وہ چکھنے والی ہو حال بیان کرنے والی نہو اور وہ علوم کو سینہ و سفینہ سے نہین بلکہ ربانی معدنون سے لین کیونکہ اس گروہ نے انہین چیزون کی نسبت گفتگو کی ہے جسکو اُسنے چکھا ہے اور اُنکے دل اللہ تعالیٰ کے عطیون اور بخششون سے مالامال تھے پس اُن سے اُس آب حیات کے قطرے ٹپکتے تھے جو اُنہین موجود تھا اسلئے اُنکے علوم کا چشمہ اصلی سرچشمہ کے اصلی چشمہ سے یعنی آب حیات کے جوہر سے نکلتا تھا۔ اور جو وصف بیان کرنیوالا ہے وہ تو دوسرے سے نقل کرنیوالے کا ناقل ہے اور اخلاق و فائدہ کے اعتبار سے اُس مین اس گروہ کے ذوق کا نقطہ و ذرہ بھی نہین پایا جاتا اور اسکی نسبت منادی کیجاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جسنے دہنو کے کی جا یعنی دنیا مین پوست پر قناعت کرلی ہے۔ اور بہتیرے ایسے مردان خدا دیکھتے ہین جنہین سے ہر شخص کو اس بات سے شرم آتی تھی کہ وہ ایسے مقام کا ذکر کرے جسمین وہ نہین پہونچا ہے گو اُسکے بیان مین دفتر بھرے پڑے ہون۔ پس اے میری

ساری اولاد! جب تم سے کوئی شخص مثلاً تصوف کی نسبت سوال کرے یا معرفت و محبت کو پوچھے تو ہرگز اُسکو اپنی زبان قال سے جواب نہ دو جبتک کہ اُسکے نزدیک تمہارے معاملہ کا ویسا ہی خلوص آشکارا نہو جاوے جیسا اس گروہ کا آشکارا ہوا ہے - اور جب ایسا ہو تب تمہارا کلام امر حاصل شدہ و حاصل کردہ کی نسبت ہوگا - اور جب تم مین سے کوئی شخص اوامر دینیہ پر قائم اور عمل مین صاحب خلوص ہوگا تب اُسکی زبان اُن فوائد کی ترجمان ہوگی جو اُسکے خلوص سے حاصل ہوے ہین - اور جو شخص راستی و خلوص کا دعوی کرے اور ادب و تواضع کا ثمرہ اُسمین نہ پایا جاوے وہ جھوٹا ہے اور اُسکا عمل دکھانے اور سنانے کو ہے جسکا ثمرہ تکبر خود پسندی نفاق و سوء اخلاق ہی ہوگا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اور اُنکا قول ہے کہ تصوف صُوف (موٹے بالون کا کپڑا) پہننا نہین ہے - صوف تو تصوف کا ایک شعار (معرکہ) ہے - کیونکہ تصوف کی باریکی کا بیان دِقّت طلب ہے اور اُسکی ترقی کی رونق و تازگی آہستہ ہی آہستہ حاصل ہوتی ہے - پس جب صوفی تصوف معنوی کی حقیقت تک پہونچتا ہے تو کمبل پہننے کو پسند نہین کرتا کیونکہ وہ رعونت کے مقامات سے نکلکر لطافت کے مقامات مین پہونچتا ہے اور اُسکا ظاہر محسوس اُسکے باطن اصلی کی طرف لوٹ آیا اور ذوقت کے بعد مجتمع ہوا ہے اور آتش احتراق کی چنگاری اُسمین ڈالدی گئی ہے اسلیئے پانی اُسکو جلانے لگا ہے اور برف و ژالہ اُسکی سوزش کو قوت دیتا ہے اور اُسکے ستر کے لطیف اور اُسکی کثافت کے زائل ہو جانے کے باعث باریک کرتہ اُسکی تاب نہین لا سکتا بخلاف مرید کے کہ وہ اپنی بدایت

مین کھرا کپڑا پہنتا اور کھرا کھانا کھاتا ہے تاکہ اُسکا نفس مؤدب ہو اور اپنے مولی
کے آگے سر جھکائے اور اُس شخص مین اُن مقامات کی صلاحیت پیدا ہو جنمین
وہ ترقی کرے گا پس جسقدر پردہ باریک ہوتا جائے گا اُسیقدر کپڑے بھاری
معلوم ہونگے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے قلبی بچو! عزم کی ہمت کو
جمع کرو تاکہ طریق کے معنی کو یافت سے نہ دریافت سے پہچانو اور جس مقام مین تم
ٹھیر جاؤ گے وہ تمکو تمہارے مولی سے حجاب مین رکھے گا اور جتنی چیزین کہ
اللہ تعالی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور اُسکی کتاب
عزیز کے سوا مین سب باطل ہین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ اعراض سے اعراض
پیدا ہوتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اپنے قالب سے
مجرد ہو کر اپنے قلب کی طرف آ اور جس چیز مین تجھے کچھ فائدہ نہین ہے یعنی بحث
و تکرار اور نقل و بیہودہ گفتار اُسمین مشغول رہنے کو ترک کر کے خموشی اختیار کر
اور ارادہ کو مضبوط کر کے اس طریق کے گھوڑے پر سوار رہو اور اُس شراب کے
پینے سے پہلے جو باطنی ہے خوب پرہیز کرے اور اُس شراب کے سوا جسمین
محو اور سُکر ہوتا ہے اور کوئی شراب نہ پی آہ آہ یہ طریق کسقدر شیرین ہے
کسقدر روشن ہے! کسقدر تلخ ہے! کیسا قاتل ہے! کیسا نمایان ہے!
کیسا جان بخش ہے! کیسا دشوار گذار ہے! کیسا تکلیف دہ ہے! کس کثرت
سے اسکے پھندے ہین! کیسی سخت اسکی گھاٹیان ہین! کیسے تعجب انگیز اسمین
آنے والے ہین! کیسا گہرا اسکا دریا ہے! کس کثرت سے اسمین شیر ہین!
کس کثرت سے اسمین مدد پہونچتی ہے! کس کثرت سے اسمین سانپ اور بچھو ہین!

پس اے میری اولاد تمہین خدا کا واسطہ دیتا ہون کہ متفرق نہو ملے رہو اللہ تعالی تمکو تمہارے پیر کی برکت سے بچائے رکھے گا - اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر لیلی کو چاہتے ہو تم تو رات دن اُسپر طعن کرنے والون اسکو برا کہنے والون اُسکی بارگاہ کے حاضر باشون کو برا سمجھنے والون اور ان پر اعتراض کرنے والون اور اُسکے معاہدون مین خیانت کرنے والون کے ساتھہ ہو لیلی تو اُسی کے سامنے آئیگی جسنے اُسکے لیئے رسوائی اُٹھائی اور اسپر طعن کرنے والون کی بات نہ مانی اور اسکی بارگاہ کے حاضر باشون کو برا سمجھنے والون کی بات نہ سُنی - اور لیلی تو اُس سے محبت نہین کرتی جو اُسکے سوا کسی اور سے دل لگائے یا جسکے دل مین کسی اور کا خیال آئے - وہ تو اُسی کو دوست رکھتی ہے جو اُسکی شراب مین گمن تیرے غم بے خود غرق بیہوش اور بے شدہ ہو یہانتک کہ اگر جن وانس ملکر بھی چاہین کہ اُسکے قلب کو اُسکی طرف سے پھیر دین اور جو پیمان وفا اُسنے لیلی سے باندھا ہے اسکو توڑ دین تو عاجز رہین - اب اے میری اولاد تم اپنے حال پر نظر دوڑاؤ - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد ! محال کے قائلون اور بیہودہ بکنے والون اور زبان درازون کے ساتھہ نہ بیٹھا کرو اور ایسے شخص کی ہمنشینی کرو جو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو یہانتک کہ لوگ اُس سے طریقت اخذ کرتے ہون اور تمزیق نے اسکو لاغر کردیا ہو اور کل دوست اُس سے بچھڑ گئے ہون اور وہ سوکھہ کر قاق ہوگیا ہو اور طریقت کی زہر آلود شراب کے پینے سے اسکا جسم گھل گیا ہو اور اُسکی نیند اورون کی عبادت سے افضل ہو کیونکہ وہ اپنے سونے کی حالت مین اپنے پروردگار کی بارگاہ مین رہتا ہے اور اکثر عبادت کرنے والے عبادت

مین اپنے نفس کی معیت مین ہوتے ہین۔ اور انکا قول ہے کہ یہ گروہ جو کچھ
دعویٰ کرے اسکی تصدیق کو لازمی سمجھو کیونکہ تصدیق کرنے والے مراد کو پہونچتے
ہین اور ٹھٹھا کرنے والے نامراد رہتے ہین اسلیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص
بندون کے دل مین ایسی بات ڈالدیتا ہے جسپر نہ کسی مقرب فرشتہ کو
اطلاع ہوتی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو اور نہ کسی بدل وصدیق وولی کو۔ اور مین
یہ اپنے دل سے نہین کہتا یہ تو اُن لوگون کا کلام ہے جنکو اللہ تعالیٰ کا علم
ہے۔ اسلیے عاقل کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے ورنہ نہ خواص بندے
اس سے ملینگے اور نہ یہ ان سے ملے گا اور اُنکے فوائد سے محروم اور دونون
جہان مین گہاٹے مین رہے گا اور انکا قول ہے کہ سچے مرید کی علامت یہ ہے
کہ رات دن اور صبح وشام اس راہ مین چلتا رہے نہ لیٹے اور نہ آرام لے اور اُسکا
راہوار گوشت سے خالی اور شجاعت سے بہرا ہوا ہو اور اُسکی ہمت نے اسکی
سواری کو تہکا دیا اور بیمار بناڈالا ہو نہ کوئی قید اُسکی ہمت کو مقید کرسکتی ہو اور نہ کوئی
ہلاکت اسکو ہیبت دلاسکتی ہو۔ نہ تلوارون کے دار اُسکو مبتلا ے درد یا بیمار
بناسکتے ہون اور نہ کوئی بدراہ شیطان یا سرکش دیو اسکا خیال ہٹا سکتے ہون
جو شخص اُس سے اُسکے معشوق کے بارہ مین جھگڑے وہ اُسکی کہائے۔ نہ آرام لے
نہ سوئے اور نہ ہوش مین آئے بلکہ اسکا سارا وقت معشوق ہی کی دُھن مین صرف
ہو۔ اس طور سے وہ چلاجاے یہانتک کہ لیلیٰ کے خیمون تک پہونچ جاے
اور خیمون کی طنابون پر اپنے گال رکہدے۔ اور جب احباب سے مرحبا کی آواز
سُنے تو ہوش مین آئے اور خوش ہو اور قاب قوسین سے یہ صدائین

سے کہ یہان پہونچ گیا تو آرام نے کتنے دنون سے تو جنگلون بیابانون پہاڑون اور دریاؤن کو قطع کر رہا اور تاریکیون اور آتشین گھاٹیون کو طے کر رہا تھا - اور کتنی مدت سے تو تھکن اور رنج و مصیبت مین مبتلا تھا - اور کتنے عرصہ سے اور لوگ رستہ سے لوٹے چلے جاتے تھے مگر تو آپہونچا - اللہ تعالیٰ تیرا مرتبہ بلند کرے اور تیری کوشش کو نیک لگاوے - آج تم ہمارے یہان مہمان ہو - اور ہمارے دن کا ابدالاباد تک خاتمہ نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ حسد غیبت سرکشی فریب وہی مکابرہ باہمی شک و شبہہ چاپلوسی دروغگوئی غرور خودپسندی خودنمائی شیخی اکڑ اور نفس کی لذتون سے مبرا ہو اور مجلسون مین صدر بنکر نہ بیٹھے اور اپنے بھائی کے مقابلہ مین اپنے آپ کو کوئی چیز نہ سمجھے لڑائی جھگڑے سے کنارہ رہے اور کسی اہل طریق کے آزمانے یا ناقص ثابت کرنے یا اسکی نسبت بدظنی رکھنے مین نہ پڑے اور یہی برتاؤ اُن لوگون کے ساتھ بھی رکھے جو اس گروہ کے لباس مین ہون اور کبھی کسی صاحب خرقہ پر اعتراض نہ کرے مگر جس صورت مین کہ وہ اختیاراً صریح کتاب و سنّت کی مخالفت کرتا ہو اور یہ بھی انکا قول ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ عزت و جاہ - کھڑے ہونے اور بیٹھنے - قبول و روگردانی اور اسی قسم کے احوال ظاہرہ مین مخلوق کی مراعات کیطرف اسکی توجہ نہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہی کو پیش نظر رکھتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جبتک "مین" اور "تم" ہے اسوقت تک محبت کہان محبت تو روح کا جسمون کے ساتھ ملجانا اور شیر و شکر ہو جانا ہے - اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کا کوئی شخص بدعتی نہین ہے یہ لوگ تو ادب میں سید الامم ہی کی پیروی

کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "مسلمانو![ع] اپنے گھرون کے سوا (دوسرے) گھرون مین گھر والون سے پوچھے اور ان سے سلام علیک کئے بدون نہ جایا کرو" چنانچہ اس آیت کے اُترنے کے بعد لوگون کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہو کر تین مرتبہ آواز دیتے تھے اور اگر اجازت ہوتی تھی تو جاتے تھے ورنہ اپنی جگہہ پر واپس چلے آتے تھے۔ اور انکا قول ہے کہ اگلے لوگ ایکجا ہونے کی آفتون سے ڈرتے تھے اسی لیئے ان لوگون نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی صرف نماز جمعہ اور علم کی ایسی مجلسون مین شریک ہونے کے لیئے باہر نکلتے تھے جنمین نہ ریا ہوتی تھی نہ نزاع نہ خود نمائی اور نہ کسی کی خاطر داری اور ہمارے زمانہ مین ان باتون سے بچاؤ کی بہت ہی کم صورت نظر آتی ہے اسلیئے اُن چیزون کے حاصل کر لینے کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کی ہین تنہائی ہی اختیار کرو کیونکہ اے میرے بچے! اتم ساتوین صدی مین ہو جبکہ اکثر آدمی سالک کی شریعت کو شریعت کے مخالف اور عشق کی حقیقت کو طریقت کی بدعت قرار دیتے ہین گویا انہون نے کبھی اللہ کی بخشش اور اللہ کی مدد کے عطیون اور اُنکے خلاف عادت عجائبات کو جانا ہی نہین ہے بلکہ اپنے بُرے حال کی وجہ سے سمجھتے ہین کہ بخشش کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو وہ تو اللہ تعالیٰ ہی پر اُسکے فعل کی نسبت معترض ہے۔ اور اعتراض سے اللہ پناہ دے لیکن جو لوگ کہ حاضران بارگاہ ہین اُن کو ایسے لوگون سے جو اُس سے روگردان

ع پارہ ۱۸ - رکوع ۱۰) سورہ نور - یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا۔

ہین متاثر کرنا ضروری ہے تاکہ دنیون سے کرامات سرزد ہوتے دیکھکر روگردانون کو بہی اُس بارگاہ کا شوق پیدا ہو۔ پس جو شخص فقیرون کی قدر نہین جانتا وہ کسقدر جاہل اور کیسا اندہا ہے۔ اُس فرقہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جسکے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے طالب ہین۔ کیا کوئی مسلمان انکو بُرا سمجہے گا؟ واللہ کبہی نہین۔ جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ایک فرقہ کے لوگ وجد کرتے اور تہرکتے ہین۔ انہون نے کہا کہ انکو اللہ تعالیٰ کے ساتہہ خوش ہونے دو اور صرف اُسی گناہ کو بُرا سمجہو جسکی تصریح شریعت مین ہے۔ اور اس فرقہ کے جو لوگ ہین انکے جگر کو اس طریق نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور مصیبت وماندگی نے انکی آنتون کی دہجیان اُڑادی ہین اور تنگ حال بہی ہین اسلیئے کہ اگر یہ اپنی حالت کا علاج کرنے کے لئے سانسین بہرین تو کچہ مضایقہ نہین ہے اور بہائی جان! جو فرہ وہ چکہتے ہین اگر تم چکہتے تو انکو چیخنے چلّانے اور کپڑے پہاڑنے مین معذور سمجہتے۔ پس اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ہدایت کی راہ پر چلنے کی تعلیم فرماے بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کے اخلاق سے کم آشنائی بدنصیبی ہے کیونکہ انکے ساتہہ بےادبی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور دروازہ کہُلا ہوا ہے بند نہین ہے۔ سُن رکہو کہ یہ فرقہ اللہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا ہے اور پردہ مین چہپا کر جو راز ونیاز کی باتین ہوتی ہین وہی جواب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سب سے درست تفسیر تو وہ ہے جو سلف سے مروی ہے اور سب سے اجنبی وہ ہے جو ہر زمانہ مین دلون پر منکشف ہوتی ہے اور اگر کوئی محرک ہمارے دلون کو حرکت مین نہ لاتا تو ہم اُسکے سوا جو سلف سے وارد ہوا ہے کچہہ بہی زبان پر نہ لاتے مگر جب کوئی مضمون ہمارے دلون کو حرکت مین

لاتا ہے تو ہم اپنے پروردگار کے دروازہ سے کشایش چاہتے اُس سے اجازت طلب کرتے اور اُس سے سوال کرتے ہین کہ اپنے کلام کی سمجھ عطا فرما تب ہم اُسقدر کلام کرتے ہین جسقدر کشائش ہمارے دلون پر ہوتی ہے اسلیئے ہماری باتون کو تسلیم کرو تو سلامت رہوگے کیونکہ ہم تو خالی ظرف ہین اور علم اللہ تعالی ہی کا علم ہے اور انکا قول ہے کہ جب ربوبیت کا فیض ہوپہنچتا ہے تو ریاضت واجتہاد سے بے پروا کردیتا ہے کیونکہ ریاضت کرنے والے کو جبتک کہ اللہ تعالی کی بخشش نہ ہو پہنچے وہ قاصر ہے اور خداوند تعالی کبھی قاصر کو اسقدر عطا فرماتا ہے کہ بڑے بڑے علم والون کو نہین ملتا اور اس فرقہ کا مطلوب صرف وہی ہے اسلیئے جب اُسکی معرفت تک ہوپہنچ گئے تو بغیر اُسکے بتانے سکے اور بغیر محنت ومشقت کے ہر چیز کو جان جائینگے پھر جب اُنکو صحیح معرفت حاصل ہوگئی تو اسکے بعد کوئی پردہ نہ رہا البتہ اسکی نہین کہتا کہ مخذول ہوجاوے عـہ - اللہ اس سے بچاوے - اور انکا قول ہے کہ جو شخص فنا مین فانی ہوا وہ بقا مین باقی رہا اور فنا بھی ایک حجاب ہے مگر اُس صورت مین کہ باطل کی فنا ہو جیسا کہ بعضون نے کہا ہے کہ اُسنے موسی کو موسی سے فنا کیا یہانتک کہ وہی متکلم ہوگیا - اور انکا قول ہے کہ جسمین خلق اللہ پر شفقت کرنے کی صفت نہو وہ اہل اللہ کے مرتبون تک نہوپہنچے گا اور روایت ہے کہ موسی علیہ السلام نے جب بکریان چرائین تو انہون نے ایک کبھی لکڑی سے نہ مارا اور نہ اُنکو بھوکا رکھا اور نہ انکو تکلیف دی اسلیئے جب اللہ تعالی نے اُن کا کمال شفقت بکریون پر دیکھا تو انکو نبی بناکر بھیجا کلیم بنایا اور بنی اسرائیل کا چرواہا مقرر

عـہ جس سے دوستی چھڑا دیجاوے - ۱۲ -

کیا اور ان سے سرگوشیان فرمائین - پس جو شخص خلق کی عزت اور اُسپر شفقت کریگا
وہ مردون کے مراتب پر پہونچے گا و السلام - اور کہا کرتے تھے کہ واللہ اگر لوگ سچی مہاجرت
کرین اور اوامر کے تحت مین داخل ہون تو اُنکو پیرون کی ضرورت نہ رہے مگر لوگ
اس راستہ کیطرف علتین اور بیماریان لیکر آتے ہین اسی لیئے انکو حکیم کی حاجت
ہوتی ہے - اور یہ جب کسی فقیر کی بیعت لیتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے
فلان اللہ تعالی کی کتاب اور اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق
عمل کرنے نماز کے پابند رہنے زکوٰۃ دینے. رمضان کے روزے رکھنے بیت
اللہ کا حج کرنے اور جتنے اوامر مشروعہ اور اخبار مرضیہ ہین اُنکی پیروی کرنے
اور قول و فعل و اعتقاد سے اللہ تعالی کی طاعت مین مشغول رہنے کی بنا پر زہد
اختیار کر اور اے میرے بچے دنیا کے مال و منال اسکی سواریون پوشاکون
سامانون راحتون اور لذتون کیطرف نگاہ نہ کر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اخلاق کی پیروی کر اور اگر یہ تجھسے نہو سکے تو اپنے پیر کے خلق کا پیرو رہ اور اگر
اس سے بہی تو نیچے اترا تو ہلاک ہوا - اور سن لے! کہ توبہ نہ تو کاغذ کے ورق
پر لکھنے سے ہوتی ہے نہ بغیر عمل کے زبان سے کہنے سے توبہ تو گناہون کے
نہ کرنے کا ایسا مضبوط ارادہ ہے کہ جان جاسے تو جاسے مگر اس ارادہ سے
باز نہ آئے - اسے میرے بچے اندہیری رات مین سنبہلکر قدم رکہہ اور اُن لوگون
مین سے نہو جو مہملات مین مشغول رہتے اور غلط گمان رکھتے ہین کہ اہل طریقت
مین سے ہین اور جو شخص چیزون سے ٹھٹھے کرے گا چیزین بہی اُسکو چٹکیون مین
اُڑائینگی والسلام - آنکے پاس ایک فقیر نے آکر خرقہ پہننے کی درخواست کی تو

اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میان باصورت بنالینا کچھہ اچھی بات نہین ہے خرقہ پہننا
صرف اسی کو زیبا ہے جسکو زمانہ نے رگڑے دیے ہون اور جسنے راستہ کی
کڑیان جھیلی ہون اور جسکا معاملہ خلوص کے ساتھہ ہو اور جسنے اس خرقہ کے رموز
کے معنی پڑھے ہون اُنکے اجزا پر نگاہ ڈالی اور اُسکے سارے حرکات
سکنات سفر خلوت وجلوت مین اُسکے مقصود کو پہچانا ہو پس اگر تم سمجھے ہو تو
مسخراپن اور دل لگی نہ کرو اور نہ بچون کی سی عقل سے کام لو کیونکہ بندہ کے نسبت
الی اللہ تعالیٰ (اللہ سے اپنے توبہ کی) زبان سے بغیر قلب کے کہنے سے یا کاغذ
پر لکھہ دینے سے کچھہ نہین ہوتا بندہ کی توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ موجودات کو قلب
کی آنکھون سے دیکھنے اور اپنے مولیٰ کے سوا کو آنکھون مین جگہہ دینے سے
باز آئے پس جب فقیر کا یہ معاملہ درست ہوگیا تو مردون کے مقامات مین پہونچنے
کی اُسمین صلاحیت آگئی۔ اور انکا قول ہے کہ مبتدی کی روزی بھوک اُس کا
مینہ اُسکے آنسو اور اُسکی حاجت مولیٰ کی ہمہ دم جستجو ہے وہ روزے رکھے
یہانتک کہ نرم ورقیق ہوجاے اور اُسکے قلب مین رقّت داخل ہو اور اسکی عقل
کی ساعت کھل جاے اور اُسکے کانون کی ٹھیٹھیان نکل جائین پس کانون
اور نیز دل سے قرآن کے مضامین ونصائح کو سننے لگے اور جو شخص کہ کمانا اور
سونا ہنسنا اور بیہودہ باتین کرتا اور رخصتون پر عمل کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے
پر کچھہ الزام نہین ہے اُس سے کچھہ ہونا ہوانا معلوم والسلام۔ اور کہا کرتے تھے
کہ ہمنے اپنے اس طریقہ کی بنا حرف موجزن وشور افزا اور دریا اور شعلہ زن اور دہکتی ہوئی
آگ اور بھوک اور زردی جسم پر رکھی ہے اسمین نہ زبان آوری ہے اور نہ لاف زنی

مگر مینے اپنی اولاد مین سے ایک کوبہی مردون کے نقش قدم پر چلتے نہ پایا اور نہ کسی مین محل اسرار ہونے کی صلاحیت دیکہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بے وفا زمانہ سے - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر ہیبت مین بادشاہ کے مانند اور عاجزی و فروتنی مین ذلیل غلام جیسا ہوتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ اپنی پارسائی علو ہمتی - کثرت درگذر و معافی - شرافت نفسی اور عدم سنت نہی وغیرہ کے سبب سے بادشاہ کے مانند ہوتا ہے بلکہ وہ بادشاہ سے زیادہ ہیبت کے لائق ہے کیونکہ وہ حق کا ہمنشین ہے اور اکثر بادشاہ حق کی ہمنشینی کے لائق نہین ہوتے کیونکہ وہ یہ رتبہ تلوار سے حاصل کرنے یا بدعتی وغیرہ ہوتے ہین واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ پیر مرید کا حکیم ہوتا ہے اور جب بیمار حکیم کے کہنے پر نہ چلیگا تو اسکو شفا نہوگی - اور کہا کرتے تہے کہ جب سے ہمنے اپنی ہمت اسکی طرف پہیری اسنے ہمکو ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہمنے توکبہی ابلیس لعین کو پہچانا ہی نہین - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی خلوت اسکا سجادہ ہے اور اسکی جلوت اس کا اندرون اور اسکا بطون ہے - اور انکا قول ہے کہ قرآن تلاوت کرنے والے پر واجب ہے کہ تلادت کیلئے اپنے مُنہ کو بکبک اور فحش سے پاک و صاف کرلے اور صرف خالص حلال وقت کی خوراک بقدر جسمین اسراف نہو کہا ہے پس اگر اسنے حرام کہایا تو بے ادبی کی اور اپنے کپڑون اور جسم کو خوشبو سے بسالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے اسقدر خوشبو لگاتے تہے کہ اگر کسی چیز کو آپ ہاتہ لگاتے تہے تو زمانہ تک اُس سے خوشبو آتی تہی اور آنحضرت صلعم کی مانگ سے مشک چمکتا نظر آتا تہا - اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویون کا نُقل بدکاردن

کی ضیافت بادشاہون کی نزہتگاہ عورتون کی چراگاہ اور پرہیزگارون کا گھوڑا ہے
اور کہا کرتے ستے کہ اے میرے بیٹے اپنے کلام کو اُسی شخص کے پاس
ودیعت رکھو جو ہم مین سے ہو اور ہمارے طریق پر چلنے کو دوست رکھتا ہو اور اسکو
اُسی کے سامنے ڈالو جو ایسا صاحب محبت حق پرست ہو کہ ہمارے زمرہ مین
داخل ہو کیونکہ نااہل کے سامنے بات کہنی داخل عیب ہے۔ اور کہا کرتے ستے کہ
ہمارا یہ طریقہ دروغبانی کا نہین ہے بلکہ تحقیق راستبازی تصدیق جانسپاری
کوشش جانفشانی محنت مستعدی اور بغیر دعوے کے نفس کشی اور
عاجزی و فروتنی ذلت وفراست اور رقوم وعلوم کا ہے۔ پس اے میری اولاد!
جب تم میری نصیحت پر عمل کروگے اور میرے سارے اشارات تم مین عود
کر آئینگے تو میری اجازت رسرۂ دعنی مین پاک وصاف کرنے والی اور کامل
بنانے والی ہوگی کیونکہ مقامات جو تمسے چھپے ہوئے ہین تو صرف تمہاری ہی
وجہ سے۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر فقیر نہین ہوتا جبتک کہ وہ سارے خلائق
کی ایذا دہی کو اُسکی تعظیم کے لئے جسکے وہ بندے ہین برداشت نہ کرے
پس جو اسکو ایذا دے اُسکو ایذا نہ دے اور جس بات سے اسکو سروکار نہو اُس
مین زبان نہ ہلائے اور کسی کی مصیبت سے خوش نہو اور محرمات سے بچے
رہنے اور شبہات مین پڑ جانے کی نظر سے کسی کو غیبت سے یاد نہ کرے
جب بلا مین گرفتار رہو صبر کرے جب قابو پائے بخشدے چشم پوشی کرنے والا
ہو اپنے جسم سے زمین کو آباد کرے اور اپنے قلب سے آسمان کو اسکا طریقہ
غصہ کو پی جانا۔ اور بخشش وایثار معافی ودرگذر اور ہر ایسے شخص کی نسبت

تحمل کر لینا ہو جو اسکے بارہ مین ناپسندیدہ باتین بیان کرے - اور کہا کرتے تھے کہ فریاد ہے اس زمانہ کے لوگون سے واللہ اگر زندگی مین گنجایش ہوتی تو مین ضرور پہاڑون کی چوٹیون اور وحشت خیز جنگلون کے بیچون بیچ سکونت اختیار کرتا کیونکہ اس زمانہ مین جو آدمی ان لوگون مین رہتا ہے وہ سخت مصیبت مین مبتلا رہتا ہے - دل وحشت زدہ - احوال ڈانوان ڈول اور شہوتین غالب ہین - احوال مین خلوص نام کو نہین ہے - کیونکر کوئی شخص روح کو انکے میل جول اور انکی دوستی سے بچا سکتا ہے اور کیونکر انکے عیوب کے دیکھنے سے شب و روز چشم پوشی کر سکتا اور ہر فتنہ و شہوت وایذا دہی مین بغیر اسکے کہ انکا ویسا ہی بدلہ کرے انکے ساتھ ٹھیر سکتا ہے - اسکی طاقت صالحین کے سوا کسی مین نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ بہتیرے لوگ پانی مین کھڑے رہتے اور تشنہ کام و پریشان رہتے ہین یعنی جب اسکو اپنے مولیٰ کی طلب مین خلوص حاصل نہوا بلکہ کسی علت سے اُسنے اپنے رب کی پرستش کی تو وہ گویا پانی مین ہے اور پیاسا ہے اسلیے خلوص سے عمل کرو تاکہ تمھاری پیاس بجھے - کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ نہین ملتی مگر نفس کو مار ڈالنے اور مجاہدہ و مخالفت کی تلوار سے اسکو حلال کر دینے سے - اور کہا کرتے تھے کہ تم مین سے کوئی شخص کیونکر یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے طریق کا مرید ہے حالانکہ غنیمتون کے ملنے خزاینون کے کھُلنے علوم کے پھیلنے اقنوم کے ظاہر ہونے اور حی قیوم کی تجلی کے وقت وہ پڑا سوتا ہے - اے جھوٹو! تم جھوٹے دعوون سے شرماتے نہین تمھاری ہمتین خوابیدہ اور تمھارے دلولے افسردہ ہین - اہلِ طریق اس طور پر تو راہ نہین لگتے - پس اللہ ہی میری سب اولاد کو فلاح کی راہ پر لگا دے آمین اور انکا قول ہے کہ زہد اسکا نام نہین ہے کہ بندہ

کسی چیز سے الگ ہوجائے زہد تو بس یہ ہے کہ اپنی امارت یا پیشہ ہی مین رہے اور اسکا قلب الگ اور حائل ہو اور ذکر فکر حیرت مجاہدہ و ربط مین گمنام اللہ عزوجل کے ذکر مین مشغول صبح و شام ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد قہوۂ قرقفیہ عـہ کے پینے اور اُسکے استعمال کرنے کو لازمی سمجھو کیونکہ مین اُسکی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین سے راست باز و صاحب خلوص ہوگا وہ جس شخص کو مس کردے گا اُسمین حکمت جوش مارے گی اور ایسی شراب اور ایسا نشہ اُسکو حاصل ہوگا کہ اس دار ناپایدار کا اُسکو ہوش بھی نہ آئے گا۔ اے میری اولاد اہل تمکین کی آنکھون کے سامنے دنیا ایک حلقہ کیطرح ہے ایک گروہ تو اقطاب کی طرف جارہا ہے اور ایک گروہ کیطرف اقطاب چلے آتے ہین۔ مین اپنی اولاد مین سے صرف اُسی کو دوست رکھتا ہون جسکو مین ہر ساعت ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتے دیکھتا ہون۔ بس اُسوقت میری آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین اور اُس وقت اُس سے فائدہ پہونچنا شروع ہوتا ہے۔ اے میرے بچے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دعا کی شنوائی ہو تو اپنی زبان کو لوگون کے بارہ مین کلام کرنے سے محفوظ رکھ اور شہادت سے بچا رہ۔ اے میرے بچے! اگر تجھے میرے قول مین شبہہ ہو تو جو کچھ مین تجھے کہتا ہون اُسپر عمل کر اور تھوڑا تھوڑا کرکے اپنے نفس کو آزما تب تجھے میرے قول کی سچائی معلوم ہوگی۔ بس جو ثابت قدم رہے گا اُسکے قدم جم جائینگے اور جو اطاعت کرے گا اُسکی اطاعت

عـہ قرقف عربی مین شراب کے نامون مین سے ایک نام ہے۔ قہوۂ قرقفیہ سے مراد عشق الٰہی کی شراب ہے ۱۲ مترجم

ہوگی - پس جب تو اپنے مولی کی اطاعت کرے گا تو آگ پانی ہوا اور جن و انس سب تیری اطاعت کرینگے - اور انکا قول ہے کہ خلوت اُسی صورت مین فائدہ دیتی ہے جب پیر کے اشارہ سے ہو ورنہ اسمین بھلائی سے زیادہ بُرائی ہے - اور انکا قول ہے کہ تمکو زیبا نہین ہے کہ اورون پر حکم کرو مگر اس حالت مین کہ تم شریعت کے حدود پر قائم رہنے کی وجہ سے پاک صاف ہو گئے ہو - اور انکا قول ہے کہ جسم کی تین قسمین ہین دل زبان اور اعضا پس زبان و اعضا پر تو فرشتے متعین ہین اور دل اللہ تعالی کی نگرانی مین ہے - انکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مین حقیقت کی راہ پر چلنا چاہتا ہون انہون نے اُس سے کہا کہ اے میرے بچے ! پہلے تم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو ایسی پسندیدہ چمکتی ہوئی اور روشن ہے کہ اسکے نور سے تاریکیان دور ہوئین اور مکہ و مدینہ شام و مصر عراق و یمن مشرق و مغرب اور افق علوی و سفلی منور ہو گئے زہد و عبادت کرو اور جب تم اسپر عمل کرو گے تو اُسی سے علم حقائق و اسرار کی چنگاریان نکلین گی پس اے بھائی جیسا مینے تمسے کہا اُسی راستہ پر تدریج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کرتے چلو اور اگر تم مین خلوص و راستبازی ہوگی تو اللہ تمہاری نگہداشت کرے گا اور انکا قول ہے کہ اہل اللہ کے علم سے زیادہ پاکیزہ زیادہ منور اور زیادہ فائدہ مند کوئی علم نہین ہے کیونکہ اس علم کا ایک ذرہ بھی اورون کے پہاڑ برابر عمل پر بھاری ہے اسلئے کہ یہ علتون سے خالی ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگون کا عمل دلون اور جسمون دونون سے ہوتا ہے اور دوسرون کا جسمون مین ہی سے ہوتا ہے دلون سے نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ طاعت کی کثرت سے انکے غرور

وخود پسندی ہی مین اضافہ ہوتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ میان اگر تمکو نماز مین خشوع
حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور سمجھ بوجھ نہ رہے اور رعب و دہشت کے
مارے تم قرآن کی ایک سورہ بھی نہ پڑھ سکو کیونکہ جب سوئی کے ناکے کے نناوین
جزؤن مین سے ایک جزو کے برابر تجلی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گر پڑے
اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگے اور یہ تجلی ہر نمازی کو واقع ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بھی
ویسا ہی سمجھے جیسا موسیٰ علیہ السلام سمجھے تھے اور کہتے تھے کہ اہل شریعت کہتے
ہین کہ لحن فاحش سے نماز باطل ہوتی ہے اور اہل حقیقت خلق فاحش سے
نماز کو باطل قرار دیتے ہین پس جب آدمی کے باطن مین کینہ حسد یا کسی کی نسبت
گمان بد یا دنیا کی محبت ہوگی تو اسکی نماز باطل ہے کیونکہ جسکے یہ اخلاق ہونگے
وہ نماز مین اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شہود سے حجاب مین ہوگا اور جسکا قلب
محجوب رہا اسنے نماز نہ پڑھی کیونکہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ سے مواصلت ہے۔ اور کہا
کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! ایکبک اور جھگڑے کرنے والون سے
میل جول نہ رکھو اور ان مین سے کسی کو اپنا ہمنشین نہ بناؤ اور ایسے شخص کی صحبت
مین بیٹھا کرو جو شریعت وحقیقت کا جامع ہو کیونکہ ایسے شخص سے تمکو اپنے
سلوک مین بڑی مدد ملے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم واقعی میری اولاد اور
خلوص سے میرے پیرو ہو تو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوجاؤ اور اپنے ہی
دل کو اپنا واعظ بناؤ اور خوب عمل کرو اور کسی کے درہم (روپیہ پیسے) کی جستجو
نہ کرو بس یہی میرا طریقہ ہے اور جو شخص مجھسے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ اس
راہ مین چلے گا کیونکہ سچا فقیر وہی ہے جو اور دن کو کھلاتا ہے اُنکا کھانا نہین ہے

اوروں کو دیتا ہے اُن سے لیتا نہیں ہے نہ دنیا کی جستجو کرتا ہے اور نہ اسکے
کسی سامان کی اسلئے کہ اس راستہ مین رشوت لینی حرام ہے اور تمہارے
پیر نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کسی شخص سے پیسہ یا روپیہ نہ لے گا اور مین
جو تمکو یہ حکم دیتا ہون تو صرف اللہ کے لئے ورنہ اسکا باعث کوئی غرض یا کوئی دنیوی
امر یا کوئی حصول منفعت نہین ہے اور نہ اظہار دعویٰ ہے میرا مقصود تو صرف
یہ ہے کہ بھائیون کی نصیحت مین مَین پورا بری الذمہ ہو جاؤن اُسمین کچھ کسر نہ باقی رہے
اور میری ساری اولاد سن رکھے کہ جو شخص ہوا و ہوس اور نفس کے غلبہ سے میرے
طریقہ مین کسی چیز کے لینے کو مستحسن قرار دے گا وہ اپنے پیر کے طریقہ سے
خارج ہو جائے گا۔ اے میرے بچو! دنیا کے میل دلون کو سیاہ مطلوب سے
بے راہ کرتے اور کثابتِ گناہ کا سبب ہوتے ہین اور مین اس شخص سے
راضی نہین ہون جو اجازت دینے مین ایک پیسہ بھی لے اور جو شخص کہ فقیرون
کو خرقہ پہنانے مین دنیا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اُسکو دشمن سمجھتا ہے اور اگر دنیا کے
کام دہندے کرے اور اپنی ذات اور اپنے بال بچون کے لئے کوئی پیشہ
کرے تو اُسکے لئے بہتر ہے اور میرا طریق تو تحقیق و تصدیق و تمزیق و تدقیق
کا طریق ہے اور جو شخص کہ اس طریق مین دنیا کا کوئی سامان لے گا اور میرے
بعد میرے طریق کو ضایع کرے گا اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے گا
اور جس روش پر مین اور میرے اصحاب ہین اسکی مخالفت کرے گا مین اُس
سے اللہ تعالیٰ کی برأت چاہتا ہون۔ خداوندا! اگر میرے یہ اصحاب میرے
بعد میرے طریقہ کی خلاف ورزی کرین تو انکو انکے گناہون کے سبب سے ہلاک

نہ کر بیشک اللہ اس فقیر کو دوست نہیں رکھتا جو اپنے راز کو بیچتا یا اُسکے ذریعہ سے ایک لقمہ بھی کھاتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! مین چاہتا ہون کہ تم سرنگون دنیا سے روگردان خدا سے ڈرنے والے فروتنی برتنے والے ساری دوشتون کا بوجھ اُٹھانے والے اپنے مولی کی محبت مین مست رہو تمکو چور د نیچے بھائی مصاحب کسی کیطرف التفات نہو اور نہ کسی دنیوی وظیفہ دیومیہ کی پرواہ ہو اور نہ اپنے مولی کے سوا کسی سے رسم و راہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! اگر تمہارا عہد میرے ساتھہ درست ہو تو مین تمسے قریب ہون دور نہین ہون اور مین تمہارے ذہن مین تمہارے کانون مین اور تمہاری آنکھون مین ہون اور مین تمہارے سارے ظاہری و باطنی حواس مین ہون اور اگر تمہارا عہد میرے ساتھہ درست نہین ہے تو تم مجھسے دوری ہی مشاہدہ کرو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اللہ تعالی کی کسی مخلوق کے لئے لہو و لعب کو پسند نہین کرتا۔ پھر مین اپنی کسی اولاد کیلئے کیونکر پسند کرونگا۔ پس اے میری اولاد جب تو میری نصیحت قبول کرے گی اور اپنے باطن مین ریاضت و مجاہدہ سے کام لے گی اور اسکو نصب العین رکھیگی تو تجھے اپنے پیر کا کلام سُنائی دے گا گو تو مشرق مین ہو اور وہ مغرب مین اور اُسکی مثالی صورت دیکھے گی۔ پس جب تجھے اپنے امور باطن مین کوئی مشکل یا کوئی ایسی بات پیش آئے جسمین تو اپنے پروردگار سے استخارہ کرے یا کوئی شخص تیرے ستانے کا ارادہ کرے یا اور کوئی امر ہو تو اپنے پیر کی طرف متوجہ ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کر اور اپنی حسّی آنکھون کو بند کر اور قلبی آنکھون کو کھول پس تو اپنے پیر کو دیکھہ لے گی اور اپنے تمام امور مین اس سے مشورہ کر سکتی اور اپنی

حاجت اس سے طلب کر سکتی ہے اور وہ جو کچہہ تجہے کہے اسکو قبول کر اور اسکی تعمیل کر۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے بچو! اگر تم صائم الدہر و قائم اللیل ہو اور تمہارا دل پاک اور معاملہ خلوص کے ساتہہ ہو تب بہی دعوے نہ کرو اور صرف یہی کہو کہ مین گنہگار رونادار ہون اور نفس کے غرور و زور سے بچتے رہو کیونکہ بہت سے فقیر اسی سے برباد ہو گئے ہین۔ اور کہا کرتے تہے کہ اگر تو میری اولاد مین سے ہونا چاہتا ہے تو ہمیشہ قیام کیا کر اور مجاہدہ و ریاضت کی دائمی پابندی کر اور نہ گہبرا نہ مُنہہ پہیر اور نہ اندیشۂ ماندگی کی حجت پر نفس کو شغل عبادت کے ترک کرنے کی اجازت دے کیونکہ بہکنے والا دانا دشمن بیٹہا ہے اور فریب و دہوکا دینا نفس کا شیوۂ دیرینہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسا نہین ہے کہ جو شخص اس فرقہ کا لباس اختیار کرے اسکو وہ لباس یا نوشتہ یا خرقہ کچہہ فائدہ پہونچاے یہ تو ظاہری چیزین ہین اور اس فرقہ کے زینے تو انکے اعمال ہین کیونکہ یہ اعمال ہی کے ذریعہ سے مردانِ خدا کے مرتبون کو پہونچتے ہین اور مین نے تو کسی شخص کو نہ دیکہا کہ وہ جُبّہ پہن لینے یا خلافت نامہ حاصل کر لینے کے سبب سے مردانِ خدا کے رتبہ کو پہونچا ہو بلکہ خلافت نامہ لکہدینا تو مرید کو طلب مرید سے رد کر دیتا ہے اور اسمین قرار کہان ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میری اولاد! اگر تم کسی کی غیبت کرنی چاہو تو اپنے والدین کی غیبت کرو کیونکہ وہ تمہاری نیکیون کے اورون سے زیادہ مستحق ہین۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے دلون پر رات اور دن مین ۳۶۰ مرتبہ نظر فرماتا ہے اسلئے اے میری اولاد! اپنے رب کے محل نظر کو صاف ستہرا رکہو اور اسکو پاک و صاف عمدہ نکہرا چمکیلا روشن سجا

با خلوص بناؤ تاکہ رب کے گلشن مین تم چرو اور اسمین نور کا ظہور رہو کیونکہ اگر فانوس شفاف نہوگا تو بتی کی روشنی اُس سے ظاہر نہوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے صفحۂ رخسار پر اپنے سبق کے تورات کو اور اپنی فہم کے انجیل کو اور اپنے ذکر کے مزامیر کو اور اپنی صفوت کے زبور کو اور اپنی تفریق کے فرقان کو اور اپنی جمع کے مجموع کو نقش کرلو اور اپنے حضور کے سرود اور اپنے نگہبان کے مراقبہ مین مشغول ہو اور قیل و قال کو چھوڑ کر اپنے نفس مین مصروف رہو اور ہرگز ایسے شخص کی صحبت کا رُخ نہ کرو جو غفلتون مین اپنی اوقات اور اپنے انفاس کو ضائع کرکے بزرگ بننا چاہتا ہو کیونکہ اسکی صحبت تمہارے لئے ہلاکت ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے عزم کے عزمات کو درست کرو اور اپنے وہم کے تخیلات کو دور کرو اور حقائق کے دریا مین اُترو اور معاملہ کو اللہ کے سپرد کرو اور اپنے شیخ کا اقتدا اور اسکے حکمون کی پیروی کرو اور اپنی سپر ڈال دو اور اپنے نفس کی خبر اورون سے نہ پوچھو بلکہ عمل کرتے جاؤ یہانتک کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ (جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا) کے حقائق تمپر کھل جائین۔ اور انکا قول ہے کہ جب فقیر اتباع شرعی کی روش پر عمل کریگا تو اسکا نفس روحانی ہوجائیگا اور روحانی بھی کیسا کہ لطیف و نورانی جو سترِ قلب و معنی کی دوڑ دوڑے گا اور روشِ اتباع شرعی کے معنی وہ ہین جو اس قسم کی آیتون مین مذکور ہین يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ؑ٥ مسلمانو! رکوع

ؑ٥ پارہ ۱۷- رکوع ۱۷ (سورہ حج) - ۱۲

کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے اعضا کو غفلتون اور الله کے ذکر مین سستیون سے پاک کرے جیسا کہ اُنکا پاک کرنا گناہون سے واجب ہے اور یہ عسه حسنات الابرار سیات المقربین کے قسم مین سے ہے۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن عظیم کے حامل کو سزاوار ہے کہ نہ اپنے مُنہ کو حرام باتون سے اور نہ مومن و مومنہ کی آبرو ریزی کرکے حرام کہانے سے آلودہ کرے الله تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (جو لوگ پاک دامن عورتون پر تہمت لگاتے ہین اور وہ بے خبر ہین اور ایمان رکھتی ہین (ایسے لوگ) دنیا و آخرت مین ملعون ہین) اور جو شخص قرآن عظیم کو مُنہ سے تلاوت کرتا ہے اور اسکا مُنہ غیبت یا چغلی یا بہتان سے آلودہ ہے اس کی مثال اس شخص کیسی ہے جو مصحف مجید کو نجاست مین رکھ دے حال آنکہ علما ایسے شخص کی تکفیر کے قائل ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! تم مین سے کوئی شخص بُری نیت دل مین نہ رکھے کیونکہ جس چیز پر تم پردہ ڈالتے اور جو کچھہ تم مخفی رکھتے اور جو کچھہ تم دل مین دبا رکھتے ہو عنقریب الله تعالی انکو ظاہر کردے گا اور صاف صاف کہکر اور ڈانٹ کر تمپر منادی کرائے گا کہ فلان شخص نے یہ کام کئے اور لوگون سے پوشیدہ رکھتا تھا اور الله سے نہین چھپاتا تھا فلان شخص حرام باتون اور بُرائیون کا ارتکاب کرتا تھا اور جھوٹ موٹ لوگون کے سامنے نیکوکاری ظاہر کرتا تھا اور فلان شخص عورتون کو گھورتا تھا اور دعوی کرتا تھا

عسه نیکوکارون کی نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین ۱۲۔

کہ بلا اختیار نگاہ پڑگئی تہی حال آنکہ وہ چور کیطرح دیکھتا اور نظر پہیر لیا کرتا تھا
پس ہائے رسوائی اُس شخص کی جسنے فقیرون کا لباس پہنا اور انکے طریقہ کے
خلاف چلا۔ آے میری ساری اولاد سنو! میرے کلام تو بس نصیحتین اور یاددلانا
اور ڈرانا ہین اور جو ادب حاصل کرنا چاہے اُسکے لئے رغبت دلانا ہے۔ اور
کہا کرتے تہے کہ اے میری اولاد! اپنے شیخ کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو
اور اُسکی جفا پر صبر کرو کیونکہ واللہ اکثر تمکو اسلئے آزمائیگا کہ تمکو نیکی پہونچاے اور
تم اُسکے اسرار کے محل اور اُسکے انوار کے مطلع ہو تاکہ تمکو اسکے ذریعہ سے
اللہ عزوجل کی معرفت تک پہونچاے پس جسنے اپنے قلب کو اپنے پیر کی محبت
مین مشغول رکہا اُسکو اللہ عزوجل ترقی دیگا اور اگر پیر مریدون کی ترقی کا زینہ نہوتا
تو ضرور اللہ تعالیٰ ہر ایسے دل کو بُرا سمجہتا جسمین اُسکے ماسوا کی محبت ہوتی کیونکہ
اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ آور کہا کرتے تہے کہ اے میری قلبی اولاد! اگر تم چاہتے ہو
کہ قیامت کے دن یَآ اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ کہکر پکارے جاؤ تو
ضرور ہے کہ تمہاری غذا ذکر تمہاری بات فکر اور تمہاری خلوت اللہ کے ساتھ
موانست و مشغولی ہو نہ عذاب کا خوف اور نہ ثواب کی امید اور ہر ایک سبب کے
لئے ایک مُعَلَّل ناگزیر ہے اور جو فیض اللہ تعالیٰ نے ہمکو پہونچایا ہے اُس سے ہم
فیض کے منتظر رہتے ہین اور ہم اپنے پروردگار کی راہ کے سوا کچہہ نہین چاہتے
اور علم دو طرح کے ہین ایک تو کتابون سے حاصل کئے جاتے ہین اور دوسرا ہمارے
رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ جو مراقبہ مین رہتا ہے اُسکو
کسب کرنے کی فرصت نہین ہوتی اور جو شخص محبت کا دعوے کرتا ہو اور محبت نے

اُسکو فنا کر دیا ہو وہ کچھ بھی نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب عروس کلام رتبۂ الہام مین جلوہ گر ہوتی ہے تو آفتاب معارف جگمگاتا اور اندہیری رات مین چودہوین کا روشن چاند چمکتا ہے اس لئے اِس کیفیت والے ظاہر مین مست و مدہوش اور باطن مین باخبر و باہوش ہوتے ہین جب رات ہوتی ہے تو یہ قیام مین بسر کرتے ہین اور جب نسیم سحر چلتی ہے تو استغفار کرکے مرہتے ہین اور جب فجر کے وقت اجر لیکر اپنے آپکے مین آتے ہین تو منادی ہجر "سونیوالے بھی کیا بدنصیب ہین!!" کہکر لیکارتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے طور سے جدا نہوا اور اپنے نفس سے باہر نہ نکلا اور "ھُو" کے پاس بُلا "ھُو" آیا وہ ایسی حالت مین "ھُو" کو نہ پائے گا۔ مینے تمہاری نصیحت مین سخت کوشش کی ہے پس اگر تم کاربند ہوگے تو مراد کو پہونچوگے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! نکھری ہوئی اور عمدہ فقیری کا کُرتہ زیب بدن کرو یہان نہ تو کپڑے پہننے سے کام نکلتا ہے اور نہ گنبدون خانقاہون اور گوشون مین رہنے سے نہ عبا و قبا و نیلا جامہ اختیار کرتے اور بوجھین کترانے سے اور نہ صوف و نعلِ مخصوف[ع] دکھلانے سے فقیری تو بس یہ ہے کہ اپنے کل عمل کو اپنے دل مین خالص کرلے اور صدق و عزم کا لباس پہنے اور "اپنے ایمان کی مستعدی سے کمر باندھ لے۔ پس جب تیرا کل عمل تیرے دل مین ہوگا تو سراسر فائدہ و نفع ہی ہوگا اور دل کی آگ کو سلگا ئے گا اور دل مین جو کوڑا بہرا ہوا ہے اسکو جلائے گا اور دل کو اللہ تعالی کے خوف و محبت سے بھر دے گا اور اُسوقت باریک موٹے کپڑے والے سب برابر ہین

ع کفش با پارہ دوخت دارد۔ ۱۲

مگر جب دل مین انوار قوی ہوجاتے ہین تو وہ شخص نہ باریک کپڑے کا متحمل ہوتا ہے اور نہ بند کا اور یہی سبب ہے کہ بعض مجذوب اور ہوش والے کپڑا پہننا ترک کر دیتے ہین واللہ اعلم شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کی عریانی قابل ملامت نہین ہے گو وہ باتین کرتا ہو یا خاموش رہتا ہو کیونکہ اس سے ملامت دور ہوچکی ہے اور اگر جلّون کی راتون مین اُسکو چھینٹے دئے جائین تو اُسکی آگ اور بھی بھڑکے اور کھانے پانی مین سے جو چیز اُسکے اندر پہونچے وہ ناری ہوجاتے اور نور ہی بڑہاتے - پس اے میری اولاد! فقیر تو سب ہی مجھے پیارے معلوم ہوتے ہین اسلئے تم بھی اُنکو ویسا ہی سمجھو اور اُنکو بُرا سمجھنے سے حذر کرو - اور کہا کرتے تھے کہ خصوصیت والون مین سے خاص الخاص نے اپنے قلوب کو اپنی خلوتین اور اپنے تقوی و خوف خدا کو اپنا لباس بنایا کرامات کو چھوڑ بیٹھے اور انسے راضی ہوئے اور باہر نکل آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اُن کے اعمال کے ثمرے ہین چنانچہ وہ نہ ہوا مین اُڑے نہ پانی پر چلے نہ حشرات الارض اُنکے غلام بنے نہ شیرون نے اُنکے سامنے دُم ہلائی نہ اُنھون نے زمین مین پاؤن مارکر پانی نکالا نہ جذام و برص والے کو چھوکر اچھا کیا اور نہ اس قسم کا اور کوئی کام کیا بس ایسے لوگ بھرپور اجر لیکر دنیا سے گئے رضی اللہ عنہم اجمعین - اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! تمھاری عمرین گھٹ رہی ہین اور تمھاری موتین پاس آرہی ہین دنیا سمٹی جارہی ہے اور اُسکا سرا اسکے آخر سے ملایا جارہا ہے اسلئے سعادت اور پوری سعادت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بہت ضخیم ہوکر لپیٹا جائے اور صاف ستھرے کامون اور خوشش آیندہ و پسندیدہ کارنامون سے معطر و معنبر ہو اور شقاوت اور برے سرے کی

شقاوت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بڑی بڑی بُرائیون اور بھاری بھاری لغزشون سے سیاہ ہوکر بہیجا جاوے - اے میری اولاد! گویا تم میدان قیامت مین ہو جو پہیلا پڑا ہے اور پہاڑون پر ہو جو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اور تہہ رون مین ہو جو زنائے سے اڑ رہے ہین اور سنگریزون کے پاس ہو جن سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین اسلیئے دوڑ و عمل کرو اور حد سے نہ ہکو ورنہ ندامت اُٹھاؤ گے بس میری یہی وصیت تمسے ہے اور میرا یہی ہدیہ تمہارے لیئے ہے -

اور انکا قول ہے کہ "حسنات الابرار سیات المقربین" (نیکو کارون کی نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین) اسی لیئے کہا گیا ہے کہ مُقرب خطرات ولحظات کی اور اسکے بعد ہفوات کی نگہداشت کرتا ہے اور نفوس مین جو خیالات گزرتے ہین اُنکی ٹوہ لگاتا ہے اور اپنے سانسون کے نکلنے کو آنکھون مین رکھتا ہے اور اپنی نیکیون سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا گنہگار اپنی بُرائیون سے اور نیکو کار اُس حالت کی قدرت نہین رکھتے اور اس قول کی یہ وجہ بھی ہے کہ مقرب اپنی شراب پیکر نہ تو آہ آہ کرتا نہ واہ واہ کہتا نہ ہاتھہ سے تالیان لگاتا نہ ہُنکارتا نہ کپڑے پھاڑتا نہ سر کو پتھر پر دے مارتا نہ دیوانہ وار چکر لگاتا نہ پانی پر چلتا اور نہ ہوا مین اُڑتا ہے پس جب اُس سے انمین سے کوئی بات سرزد نہین ہوتی تو اہل طریق اُسکو ثابت قرار دیتے ہین اور جو شخص یہ باتین کرتا ہے اُسکو منفی کہتے ہین اسلیئے کہ وہ واردات پر کم ثابت قدم رہتا ہے گو اسکے حال کو تسلیم کرتے ہین مگر غلبہ کا اعتبار کرنے اور اسکے حسنات کو سیات قرار دیتے ہین حال آنکہ مقربین مین سیات نہین ہوتین وہ تو اعلیٰ درجہ کے نفیس محاسبے ہوتے ہین - اور کہا کرتے تھے کہ تم مین سے

کوئی شخص کیونکر نیکوکارون مین سے ہونے کا دعوی کرتا ہے حال آنکہ وہ بڑے
کامون مین پڑتا جنگی وصول کرنے والون رشوت لینے والون سود کھانے والون
ظالمون اور اُنکے مددگارون کے یہان کا کھانا کھاتا ہے اور کیونکر دعوی کرتا ہے
کہ نیک کردارون مین سے ہے حال آنکہ جھوٹ غیبت لوگون کی بدگوئی و
آبرو ریزی مین پڑتا ہے اور کیونکر چاہتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سچا دلی حبیب
پاک صاف یا پسندیدہ لکھا جاے حال آنکہ وہ مناہی مین پڑتا ہے اور طرفہ
یہ ہے کہ اُسنے ابھی توبہ تک نہین کی ہے پھر کیونکر طریقت کا دعوی کرتا یا اورون
کو توبہ کراتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! اگر تو قرآن عظیم کے
اسرار کو سمجھنا چاہے تو اپنے دعوی کے نفس کو قتل کر اپنے قول کی مورت
کو حلال کر اور اپنے نفس نفیس کو اپنے قدمون کے قدم کے نیچے ڈال اور اپنے
گالون کو خاک پر بچھا اور اسکا مشاہدہ کر کہ تیرا نفس ایک مشت خاک ہے اور اپنے
گناہون کی کثرت کا اقرار کر اور اس سے ڈر کہ کہین تیری عبادت تیرے مُنہ پر
نہ ماردی جاے اور یہ کہہ کہ بھلا مجھ جیسے کا بھی کوئی عمل مقبول ہوسکتا ہے پس جب
تو اس رنگ مین ہوگا تب تیرے لیے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ تم تو اپنے رب کے
کلام کے معانی کی خوشبو سونگھ سکے ورنہ سمجھنے کا دروازہ تجھپر بند ہے اور مین اپنے
پروردگار کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ قرآن عظیم کا ایک ایک حرف ایسا ہے کہ
اسکی تفسیر سے جن وانس عاجز ہین اور اگر ساری مخلوق اتفاق کر کے اپنی عقل سے
"ب" کے معنی جاننا چاہے تو بھی ممکن نہین ہے کہ اگر اللہ تعالی اپنے
بندہ کو جتلانا نہ چاہے تو کوئی شخص اپنی ذات سے تھوڑا یا بہت کچھ نہین کرسکتا

اور اگر کرنا چاہے تو وہ گویا زکام مین مبتلا اور سمندر مین تیرتا ہے اور پردہ مین ہے
نہ سونگھنے کی قوت رکھتا ہے نہ اندر آنے کی نہ اُسکو علم ہے اور نہ حس - اور جسنے اس
فرقہ کے مقام کا مزہ نہ چکھا اور اُسکو رویت و مشاہدہ ہوتا ہے وہ نہ اس دریا کی کیفیت
بیان کرسکتا ہے جسکو ٹھیراؤ نہین ہے اور نہ اس ساحل کی حالت کہہ سکتا ہے جو
ختم ہی نہین ہوتا اور نہ اسکی تہ تک تیر سکتا ہے اور نہ اسکی مچھلیان اسکے ہاتھ آسکتی
ہین یعنی وہ راز محفوظ کے معانی کو جان نہین سکتا - البتہ جب وہ اپنے بندہ کو اس کا
علم عطا فرمائے تب کوئی مانع نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کی شراب وہ
شخص نہین پیتا جسکے قلب مین میل کی تلچھٹ تاریکی کا بقیہ نفسانی لذتین شیطانی دعوے
امارت کا غرور اور نفس پر شور موجود ہو - اور انکا قول ہے کہ بہت سے علم ایسے ہین کہ لوگ
اسکو سنتے ہین اور سمجھتے نہین اسلئے اسکو تلف کر دیتے ہین اسی لئے علمار سے
عہد لیا گیا ہے کہ اُسی شخص کے پاس علم کو ودیعت رکھو جسکی عقل ثابت اور فہم درست
ہو - اور انکا قول ہے کہ علمار کے قولون مین سے یہی صحیح ہے کہ عقل قلب مین
ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً الخ لیکن اگر عقل کی کنہہ
پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ سرامر دنیا کی تدبیر کرتا ہے اور قلب اور آخرت کی اسلئے جس نے
مجاہدہ کیا مشاہدہ کیا اور جو خواب مین مخمور رہا وہ دور رہا - اور انکا قول ہے کہ اس
راستہ مین کسی شخص کو سن زیادہ ہونے یا زیادہ زمانہ گذرنے کی وجہ سے تقدم
نہین ہوتا تقدم تو بس کشائش ہی سے ہے اور باین ہمہ تم مین سے جسکو کشائش
نہوئی وہ اپنے آپ کو اُس سے بہتر نہ سمجھے جسکو کشائش نہوئی ہو اور اے میرے
بچو! ابلیس لعین کی حالت پر غور کرو کہ جب اُسنے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے

بہتر سمجھا اور کہا کہ مین اُس سے مقدم اور عبادت و نور مین زیادہ ہون تو کیونکر اللہ تعالی
نے اسکو دور باش کہا اور نکال دیا - اور انکا قول ہے کہ قرآن کے حامل پر واجب ہے
کہ نہ اپنے پیٹ کو حرام سے بھرے اور نہ اپنے جسم کو حرام سے ڈہانکے اور اگر وہ
ایسا کرے گا تو قرآن اسکے اندر سے اسپر لعنت کرے گا - اور انکا قول ہے
کہ اللہ کی لعنت ہے اُسپر جسنے کلام اللہ کی تعظیم نہ کی - اور کہا کرتے تہے کہ جو شخص
میرا بیٹا بننا چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شریعت کے کوزہ مین بند کرے
اور حقیقت کی انگوٹھی سے اسپر مہر لگائے اور مجاہدہ اور تلخیان سہنے کی تلوار سے
اسکو قتل کرے اور جو یہ سمجہا کہ اسکا کوئی عمل ہے وہ اپنے رب کی آنکہہ سے گرا
اور اسکے ملاحظہ سے محروم رہا - اور انکا قول ہے کہ عارف کو اپنی نیکیان گناہ نظر
آتی ہین اور اگر اللہ تعالی اس سے اُسکی تقصیر کے باعث مواخذہ کرے تو وہ
عدل ہو گا - اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے بچو! علم کی جستجو مین رہو اور نہ ٹہیرے
رہو نہ گہبرا جاؤ کیونکہ اللہ تعالی نے سید المرسلین سے ارشاد فرمایا تہا کہ (عـه) تم کہو کہ اے
میرے پروردگار مجہے اور زیادہ علم نصیب کر تو پہر ہمارا کیا پوچہنا ہے ہم بیچارے
تو بہت بُرے حال اور آخر زمانہ مین ہین اور زیادتی علم کی جستجو کا سبب ادب ہے یعنی
زیادتی علم کی اسلئے جستجو کرو کہ تمہارا ادب جو میرے ساتہہ ہے اُسمین اور زیادتی ہو وَمَا قَدَرُوا
اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اور لوگون نے اللہ تعالی کی ویسی قدر نہ کی جیسی ہونی چاہیے
اور جب یہ کسی مرید کو خرقہ پہناتے تو اُس سے کہتے تہے کہ اے میرے بچے سُن!

عـه دیکہو سولہوین پارہ کا پندرہوان رکوع (سورہ طٰہٰ کی ایک سو انیسوین آیت)
قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا - ۱۲

اس راستہ کی صحت و بنیاد و استحکام بھوک سے ہے اسلئے اگر سعادت کے طالب ہو تو بھوک کو لازمی سمجھو اور نہ کھاؤ مگر فاقہ پر کیونکہ بھوک جسم میں سے شیطان کی جگہہ کو دہو دیتی ہے پس اگر تم بغیر پرہیز کیئے دوا پینا چاہتے ہو تو نہیں ہو سکتا۔ اور انکا قول ہے کہ مؤمن کی فراست سے بچتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو دیکھتا ہے اور اسمین وہ چیز پاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پس اگر تم سننا دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے باطن میں فوائد کو محفوظ رکھو اور ہاتھ کے بوسہ اور سرداری پر قناعت نہ کرو اور فقیر کامل نہیں ہوتا جبتک کہ حقیقت کے معانی نقل سے نہیں بلکہ ذوق سے اور قول سے نہیں بلکہ فعل سے بیان نہ کرے اور اپنے باطن میں سرّ و معنیٰ کے ساتھ برگزیدہ ہونے کے زیور سے آراستہ نہو تاکہ وہ حکمت کی باتوں کا زمزمہ پرداز اور بیان کرنے والا ہو اور سرّ مخفی کا جاننے والا و محقق ہو پس جو بات منہ سے نکالے وہ سچی ہی ہو اور جو کلام کرے وہ حق ہی ہو اور جب اس حالت کو پہونچ جائے تب اسکے لیے درست ہے کہ خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے دلی بچو اوخل وز معقولات کرنیوالوں اور برے ملنے والوں سے بچو اور اگر اپنے بھائی کی طرف سے خشونت یا حسد معاندانہ کرو تو اس سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ اور اپنے آپ کو اس سے بچائے رکھو اور جو تمہارا دوست ہے وہ اگر تم سے خلوص برتے تو اسکی حفاظت کرو۔ اور اے میرے بچو آدمی کو اس سے چارہ نہیں ہے کہ سب لوگوں سے ہوشیار رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ میں ہیں جس میں خیر خواہی اسقدر کم ہو گئی ہے کہ شاید تم کو ایک خیر خواہ بھی نظر نہ آئے گا اور ایسے لوگوں کو کہ تم انکی خوشی کے درپے رہو

اور وہ تمہارے رنج کے درپے ہون اور تم اُنکو بلند کرو اور وہ تمکو پست کرنے کی کوشش کرین اور تم انکے ساتھہ نیکی نہ کرو تو وہ تمہارے ساتھہ بدی کرین بلکہ تم انکے ساتھہ نیکی ہی کرو تو وہ تمہارے ساتھہ بدی ہی کرین اور تم ان پر مہربانی کرو اور وہ تمکو برچھیون پر ڈال دینا اور کانٹون مین گہسیٹنا چاہین اور تم انکو فائدہ پہونچاؤ اور وہ تمکو ضرر پہونچائین اور تم اُنکی بھلائی کے درپے رہو اور وہ تمپر جفا کرنے کو تُلے رہین اور تم اُن سے جوڑو اور وہ تمسے توڑین اور تم اُنکو کہانا کہلاؤ اور وہ تمکو محروم کین اور تم اُنکو آگے بڑہاؤ اور وہ اگر قدرت پائین تو تمکو پیچھے ہٹائین اور تم انکی تعلیم کرو اور وہ کہین کہ ہمنے ہی انکی تعلیم کی ہے اور تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت کرین اور تم اُن سے نرمی برتو اور وہ تم سے فریاد کرین۔ دشمن جانو۔ واہ رے دنیا اور اہل دنیا!!!۔

اور جب انبیا علیہم السلام کے زمانہ مین نفاق موجود تھا تو ساتوین صدی اس سے کیونکر خالی ہو سکتی ہے۔ اسلئے اے میرے بچو! اجڑون سے تنہائی اختیار کرو اور اچھون سے نیکی حاصل کرو۔ اور اگر تم مین اسکی قدرت ہو کہ ایسے شخص کی صحبت نہ اختیار کرو جسکی صحبت مین پریشانی حاصل ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اگر تم اسکی صحبت مین رہوگے تو تم پچھتاؤگے اور مینے تمکو سمجھا دیا ہے۔ اور اس زمانہ مین جو اہل تمکین ہین اونہون نے رذیل لوگون کے اخلاق چھوڑدئے ہین اُنکے فعلون کو بخشدیا ہے اُنکے نقائص سے آنکھین بند کرلی ہین اُنکے قولون کے سننے سے اپنے کانون کو بہرا بنالیا ہے اور سب کو اللہ کے لئے ترک کردیا اور اس زمانہ کے لوگون کے لئے عفو شامل چاہا اور انکی برائیون کا مقابلہ بھلائیون سے اور انکی لغزشون کا

نیکیون اور سرتون سے کیا ہے مین کہتا ہون کہ اہل تمکین کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "اور جو تمہارا ہاتھ نہ ہٹائے اسکو بیچ ڈالو اور خدا کی مخلوق پر عذاب نہ کرو" اور اہل تمکین نے جو کچھ کیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانہ مین اولیا پر چلنے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اسلیئے کہ اگر فقیر اہل زمانہ کی اصلاح مین مشغول ہو تو اپنے نفس کے مہمات سے باز رہے اور اسکا کچھ نتیجہ بھی نہین ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تھے کہ مرید اپنے شیخ کے ساتھ مردہ کیطرح رہتا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اور نہ اسکی قدرت رکھتا ہے کہ اُسکے سامنے باتین کرے مگر اسکی اجازت سے اور شادی بیاہ آنا جانا ملنا یا الگ رہنا کسی علم یا قرآن یا ذکر مین مشغول ہونا خانقاہ مین خدمت کرنا وغیرہ کوئی کام اسکی اجازت کے بغیر نہین کرتا سلف وخلف سب کا یہی طریقہ اپنے پیرون کے ساتھ رہا ہے کیونکہ پیر تو باطنی کا باپ ہے اور بیٹے پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کا کوئی ضابطہ نہین ہے جسکو مین محدود کر سکون سارے احوال کے لیئے حکم عام ہے اور مرید کو ویسا ہی قرار دیا گیا ہے جیسا مردہ شو کے سامنے مردہ اسلیئے اپنے باپ کی اطاعت کو لازمی سمجھو اور اسکو جسمانی باپ سے بڑھکر جانو کیونکہ باعتبار جسمانی باپ کے روحانی باپ زیادہ نفع پہونچاتا ہے اسکو روحانی فرزند سمجھ ہے لوہے کے ٹکڑے کی صورت مین ملتا ہے جسکو یہ تاکر پگھلاتا اور اسپر کیمیا چھڑکتا یعنی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا اور پھر اُسکو کندن بنا دیتا ہے۔ اے میرے بچو اسکو سن رکھو فائدہ اوٹھاؤ گے۔ اور بہتیرے فقرا مرتے دم تک اپنے پیرون کی صحبت مین رہتے اور ادب نہونے سے

باعث کچھ نفع نہین اُٹھاتے ہین اور ان مین سے بعض دشمن بنجاتے ہین -
مردانِ خدا کی روگردانی اضداد کی صحبت اور محال پر مرید کے کان دہرنے سے خدا
بچائے - اور کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کے وقت مین موسیٰ
تہا علی رضی اللہ عنہ کے حملون کے وقت مین علی تہا میرے ہی ہاتھ مین روے
زمین کے ہر دل کا خلعت ہے ان مین سے جسکو مین چاہتا ہون پہناتا ہون مین نے
آسمان مین اپنے رب کو مشاہدہ کیا اور کرسی پر اُس سے مخاطب ہوا مینے ہی اپنے
ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کئے اور مینے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس
کے دروازے کہولے جسنے میری زیارت کی مینے اسکو باغ فردوس مین جگہہ دی
اور سُن اے میرے بچے! کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا ر ایسے ہین کہ نہ انکو خوف ہے،
اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین اللہ سے ملے ہوے ہین اور جو ولی اللہ تعالیٰ سے
ملا ہوا ہے وہ اُسی طرح اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے جسطرح موسیٰ علیہ السلام
اپنے رب سے سرگوشی کرتے تہے اور جو ولی ہے وہ کافرون پر اُسی طرح حملہ کرتا ہے
جسطرح علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کرتے تہے اور مین اور اللہ تعالیٰ کے اولیار
ازل مین قدیم ازلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیر تہے اور اللہ
عزوجل نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب
ولیون کو مین اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤن چنانچہ مینے اپنے ہاتھ سے ان کو
خلعت پہنائے اور مجھسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو
ان پر نگہبان ہو چنانچہ مین تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور میرے بہائی
عبدالقادر میرے پیچہے تہے اور ابن الرفاعی عبدالقادر کے پیچہے - بعدہٗ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حراست مرخ کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم مالک (دوزخ) کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ دوزخ کے دروازے بند کردے اور رضوان (جنت کے نگہبان) کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ بہشت کے دروازے کھول دے چنانچہ مالک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور رضوان نے بھی اور اسی مضمون کے کلام کو انہون نے بہت طول دیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ جو کچھ مینے کہا ہے اسکو صرف وہی جانے گا جو اپنے پردون کی کثافت سے باہر نکل آیا اور فرشتون کیطرح روحانی ہوگیا ہے مین کہتا ہون کہ یہ کلام استطالت کے مقام کا ہے اس مقام والے کو یہ رتبہ عطا ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتین کی ہین اس لئے سزاوار نہین ہے کہ اسکی مخالفت کیجائے مگر نص صریح سے والسلام۔ آنکا نسب نامہ یہ ہے۔ ابراہیم بن آبی المجد بن قریش بن محمد بن آبی النجا بن زین العابدین بن عبدالخالق بن محمد بن ابی الطیب بن عبداللہ کاتم بن عبدالخالق بن آبی القاسم بن جعفر زکی ابن علی محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زاہد بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن آبی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم اجمعین انہون نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی فقہ حاصل کی بعدہٗ سادات صوفیہ کی روش اختیار کی اور مسند شیخوخیت کو رونق بخشی اور انکی شہرت کا علم بلند ہوا۔ تینتالیس سال کی عمر پائی اور کبھی نفس و ہوا و شیطان کے مجاہدہ مین غفلت نہ کی۔ اور ۶۷۶ھ چھہ سو چھتر ہجری مین عالم جاودانی کی راہ لی۔

انکی ایک نظم کا ترجمہ یہ ہے

معشوق حقیقی نے دیا جام محبت　　عشاق سے پنہان ہین ہون اور گوشۂ عزلت
اُس نور جلالت کی تجلی ہوئی مجھپر　　ہے کوہ مین بھی جسکے تحمل کی نہ طاقت
اُس بزم مین تھے جتنے ہمین اُنکے تھے ساقی　　ہر دور مین پھرتے تھے ہمین چرخ کی صورت
دی اُسنے مجھے چھپکے مئے حکمت و اسرار　　تھے اسمین رسول عربی پیر طریقت
اقرار لئے مجھسے رہا جنکا مین پابند　　چھوڑا نہ کبھی ہاتھ سے سررشتۂ الفت
سب دیو و پری جن و بشر ہو گئے محکوم　　دی سارے جہان کی مجھے اطراف حکومت
چھوٹا نہین مجھسے کوئی خطہ کوئی گوشہ　　ہر ملک مین ہے مانی ہوئی میری ولایت
وہ چیز ہون مین جسکو ہر اک آنکھ نہ دیکھے　　گو حکم خدا سے ہین سبھی میری رعیت
آکے علماء بر سر انکار ہیں سب سے　　پر فضل خدا سے گئے باخرقہ و بیعت

اس قول سے منظور نہین مجھکو تفاخر
ہے حکم کہ لوگون پہ کھلے میری طریقت

انکی ایک دوسری نظم کا مضمون یہ ہے

ہوا جلوہ فگن میرے لئے معشوق ہر جانب
کیا نظارہ اُس کا مینے ہر معنی و صورت مین
اُٹھا کر میرے دل کے پردے - پوچھا "مجھکو بھی جانا؟"
کہا - جانان! تجھے کیونکر نہ جانون ایسی حالت مین

توہی ہی میرے دل کی آرزو - بلکہ میں ہون تو ہی +

کھُلا یہ راز تو عینِ حقیقت ہے حقیقت مین
کہا "ہے بات تو یہ نہین"، مگر تعین حائل ہے

مثنیٰ میرے ہی نسخہ کا ہے توہی کتابت مین
ہوئی وصلت سے میری ذات اُس سے متحد لیکن

حلول اسمین نہین ممکن - یہ ہے تحقیق نسبت مین
بقائے دائمی مین ہوگیا مین بھی فنا ایسا

نشان باقی نہین میرا دوام سرمدیت مین
مجھے غائب کیا نظرون سے میری اسطرح اُسنے

کہ اپنی ذات کو خود ڈھونڈتا پھرتا ہون غیبت مین
بنا ہون اپنے ہی آئینہ مین نظّارگی اپنا

یہی تھی منتہائے آرزو میری حقیقت مین
مٹاتے ہین علوم اور وہم قائم رکھتا ہی مجھکو

مری روداد اب دائر ہے منفی اور مُثبت مین
گذر جس جا نہین ممکن ہے گلرویانِ عالم کا

نشیمن ہے وہی اسکا ہمارے دل کی جنّت مین
مین ہی وہ قطب ہون چلتا ہے جسکا حکم عالم مین

مرے ہی گرد گردش کرتے ہین سب اپنی نوبت مین
مین ہی وہ مہر ہون جو نور افشان ہے بصیرت پر

مین غائب ہون اُن آنکھون سے جو ناقص ہین بصارت مین
ہے زنگ آلود آئینہ مین میری شکل کا جویا
نظر آئے بھلا کس طرح تجھکو نور ظلمت مین
بہت سے میری ہی قائم ہوئی ہر اک زمانہ مین
مین راہین مختلف لیکن سبھی ہین میری امت مین
کوئی مسجد نہین ایسی نہو منبر مرا جس مین
کیا مختار اس درجہ تک اسنے اپنی حضرت مین
مری آنکھون نے عین ذات ہی کو ہے فقط دیکھا
سوا اسکے سما تا کب ہے اس چشم بصیرت مین
میری ہی ذات سے قائم ہین ذاتین ذرہ ذرہ کی
مکین تو ایک ہی ہے ہر مئے قصر و عمارت مین
نہ لیلی تھی نہ سلمی تھی نہ علوی تھی نہ سُعدی تھی
یہ تصویرین تھین مری شکل و صورت کی حقیقت مین
مرا نشو و نما تھا عشق مین آدم سے بھی پہلے
مین پیدائش سے اپنی بھی مقدم ہون محبت مین
مین نور احمدی کے ساتھ تھا عرش معلی پر
مکین درۃ البیضا رہتا اپنی خاص خلوت مین
جو ابراہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب مین اپنے
مین ہی مقصود تھا بالذات اُس لطف و عنایت مین

گئے جو حضرتِ ادریس باغِ خلد کو یہان سے
ملین جب نعمتین انکو مین تھا اُن کی معیت مین
مین تھا ہمراہ عیسیٰؑ کے جو گہوارہ مین باتین کین
حلاوت مینے ہی داؤد کو بخشی تھی نعمت مین
خلائق نے بہی دیکھا تہا کہ تہا مین نوحؑ کا ساتھی
وہ سیلاب اور کشتی سب تھے وہان میری ہی قدرت مین
مین ہر حالت مین شیخِ وقت اور قطبِ زمانہ ہون
مین ابراہیم بندہ پیر ہون راہِ طریقت مین

مین کہتا ہون کہ ان اشعار مین جو کچھہ حد سے متجاوز باتین ہین وہ ارواح کی زبان سے ہین اور اسکو نہین جانتا مگر وہی شخص جسنے ارواح کے صادر ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہان سے آئین اور کہان تک جائین گی اور ان روحون کے مومنون مین عضو واحد کیطرح ہونے کو سمجھا ہے کہ جب ایک مین درد ہو تو سارے اعضا بیقرار ہوجائین اور یہ کامل محمدی کے ساتھ مخصوص ہے اسکے سوا اور کوئی اِس سے واقف نہین ہے - اور سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنے مریدون کو اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے روز سے پہچانتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ کون کون اُس دن میرے دائین جانب تھے اور کون کون بائین جانب اور اُسی دن سے مین اپنے مریدون کی برابر تربیت کرتا رہا ہون اور وہ صلبون مین تھے مگر مجہہ سے چھپے ہوئے نہ تھے اور اسوقت تک یہی حال ہے - اسکو ابن العربی رضی اللہ عنہ نے

فتوحات مین نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم دسوقی کا قول ہے کہ جب مین چھہ برس کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھہ کہ عالم بالا مین ہے مجھے مشاہدہ کرلویا تھا۔ اور جب مین آٹھہ برس کا تہا تو لوح محفوظ مین نگاہ کی تہی۔ اور جب نوبرس کا تھا تو آسمان کا طلسم توڑا تہا۔ اور سبع مثانی مین مینے ایک ایسا حرف منجم دیکھا جسمین جن وانس حیران تہے مگر مین اسکو سمجھہ گیا اور اسکے سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور جو ساکن تہا اسکو مینے حرکت دی اور جو متحرک تہا اسکو ساکن کیا اور اسوقت مین چودہ برس تہا والحمد للہ رب العلمین۔ یہ مضامین مینے انکی کتاب الجواھر سے جو ایک ضخیم جلد ہے خلاصہ کرے ہین۔

(۲۸۸) سید حسیب نسیب ابو العباس سیدی احمد بدوی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام روے زمین مین انکی اسقدر شہرت ہے کہ میری تعریف کی ضرورت نہین ہے لیکن انسے برکت حاصل کرنے کے لیئے مین ان کا تہوڑا سا حال حوالہ قلم کرتا ہون اور اللہ ہی کی توفیق سے کہتا ہون کہ۔ انکا مولد شہر فاس ہے جو ملک مغرب کا مشہور شہر ہے۔ کیونکہ انکے اجداد حجاج کے زمانہ مین جب اسنے بہت سے سیدون کو قتل کر ڈالا یہان چلے آئے تھے۔ یہ جب سات برس کے ہوئے تو انکے والد ماجد نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے علی! اس ملک سے مکہ شرفہ کو نقل وطن کر کیونکہ اسمین ہمارا ایک بڑا مقصد ہے یہ واقعہ ۶۰۳ھ

چھ سو تین ہجری کا ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کے بھائی سید حسن کہتے ہین کہ
چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور برابر عربون ہی کے پاس اترتے چلے اور سب تعظیم و
کشادہ دلی کے ساتھ پیش آنے لگے۔ بالآخرہ چار سال مین ہم مکہ مشرفہ پہونچے اور
سارے شرفا مکہ ہمسے آکر ملے اور سب نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہم نہایت فراغ حالی
و فارغ البالی کے ساتھ انہین رہے یہانتک کہ ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین ہمارے
والد نے وفات پائی اور باب المعلاۃ مین دفن ہوئے اور انکی قبر وہان ایک
زاویہ مین ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ سید حسن کہتے ہین کہ مین اور میرے بھائی وہین
اقامت پذیر رہے اور احمد عمر مین ہم سب سے چھوٹے اور دل کی شجاعت
مین سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ اکثر ڈہاٹا باندہتے تھے ہمنے ان کو
بدوی کا لقب دے رکھا تھا۔ مینے انکو اپنے بیٹے حسین کے ساتھ مکتب
مین قرآن پڑھایا۔ مکہ کے سوارون مین ان سے بڑھکر دلیر کوئی نہ تھا اور مکہ والون نے
ان کا نام عطّاب رکھدیا تھا۔ مگر جب ان پر عشق و سراسیگی کی حالت طاری
ہوی تو انکی حالت بالکل بدل گئی لوگون سے کنارہ اور برابر چپ رہنے لگے
کسی سے بات نہین کرتے تھے مگر اشارہ سے اور بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ
انکو حق تعالی پر ایسی جمعیت حاصل ہوئی ہے کہ ابد تک ان کو مستغرق رکھے گی
اور ہمارے اس زمانہ تک برابر انکا حال بڑھتا ہی رہا بعدہ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس
ہجری کے شوال مین انہون نے تین بار خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اٹھ
اور مطلع آفتاب کی طرف جا اور جب مطلع آفتاب تک پہونچ جاے تو آفتاب کے
جاے غروب کی راہ لے اور طنطا تک جا کیونکہ اسے جوان وہین تیرا مقام

رہے یہ خواب دیکھکر انہوں نے اپنے اقربار سے مشورہ لیا اور عراق تک سفر کیا۔
اور بزرگان عراق نے انکو خیر مقدم کہا جنمیں سیدی عبدالقادرؓ و سیدی احمد بن رفاعی ؓ بھی ؏
تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ اے احمد! عراق۔ ہند۔ یمن۔ روم۔ مشرق و
مغرب کی کنجیاں ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں سے جو کنجی تم چاہو اسکو پسند
کرو۔ مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری کنجیوں کی
کوئی حاجت نہیں ہے میں تو صاحب کلید ہی سے کنجی لونگا۔ سید حسن کہتے ہیں
کہ سید احمد اولیاء عراق جیسے شیخ عدی بن مسافر و حلاج وغیرہ کے مزاروں کی
زیارت سے جب فارغ ہوئے تو ہمنے خطۂ طندتا کے ارادہ سے کوچ کیا
اور تمام اطراف و جوانب کے لوگوں نے ہمکو گھیر لیا اور ہمسے عداوت و معاوضہ اور
ہمکو تنگ کرنے لگے۔ اُسوقت سید احمد نے ہاتھ سے اُنکی طرف اشارہ کیا تو سب کے
سب گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے احمد! تم جوانوں کے باپ ہو اور سب سرنگون
ہوکر اُلٹے پاؤں لوٹ گئے اور ہم سب ام عبیدہ کیطرف چلے۔ یہاں سے
سید حسن مکہ معظمہ کو لوٹ گئے اور سید احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بری
کے یہاں گئے۔ یہ بہت بڑی صاحب حال اور بدیع الجمال بی بی تھیں اور
مردوں کے احوال سلب کرلیا کرتی تھیں۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکے احوال کو

؏ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے خیر مقدم کہنے اور کنجیاں پیش کرنے سے روحانی تصرفات مراد
ہیں نہ جسمانی۔ کیونکہ یہ واقعہ علیٰ عبارت کتاب سے ظاہر ہے ۶۳۳ھ ہجری یا اُس کے بعد کا
ہے۔ اور ۶۳۳ھ ہجری کے بہت قبل دونوں بزرگ اس زندگی کو الوداع کہہ چکے تھے۱۲
مترجم

سلب کرلیا اور بی صاحبہ نے انکے ہاتھہ پر توبہ کی کہ اب سے کسی سے تعرض نہ کرونگی اور جتنے قبائل کہ بنت بری کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے سب اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے اور اولیاء اللہ مین یہ بہت بڑی خوشی کا دن تھا۔ بعدہٗ سید احمد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ اے احمد طنطنا کیطرف جا کیونکہ تو وہین اقامت گزین ہوگا اور وہان بہت سے مردان و بہادران راہ خدا عبدالعال وعبدالوہاب وعبدالمجید و عبدالمحسن وعبدالرحمن کی تربیت کریگا یہ واقعہ شہر رمضان ۶۳۴ھ چہ سو چونتیس ہجری کا ہے۔ چنانچہ وہ مصر پہونچے اور بعدہٗ طنطنا کو روانہ ہوگئے اور وہان جاکر فوراً بڑی تیزی کے ساتھہ ایک شخص مسمی بہ ابن شحیط کے گھر مین جو اس شہر کے مشائخ مین سے تھے چلے گئے اور انکی کوٹھری کی چھت پر چڑھ گئے اور شب و روز متحیر آسمان کیطرف نظر کیے ہوئے کھڑے رہنے لگے۔ اس زمانہ مین انکی آنکھون کی سیاہی اسقدر سرخ ہوگئی تھی کہ شعلۂ آتش نظر آتی تھی اور چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بھی زیادہ بےخواب وخور کھڑے رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد چھت سے اُتر آئے اور فلیتا المنارہ کے اطراف کی طرف روانہ ہوئے اور لڑکے انکے پیچھے چلے جنمین عبدالعال وعبدالمجید بھی تھے۔ اور سید احمد رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھہ سوج گئی تھی اس لیے انہون نے عبدالعال سے کہا کہ ایک انڈا لے آؤ تو مین اُسے اپنی آنکھہ پر رکھون۔ عبدالعال نے کہا کہ سبز لکڑی جو آپکے پاس ہے وہ مجھے دیدیجئے۔ چنانچہ اُنہون نے دیدی اور وہ اپنی مان کے یہان آئے اور کہنے لگے کہ یہان ایک بدو ہے جسکی آنکھہ دکھنے کو آئی ہے اسنے مجھہ سے ایک انڈا مانگا ہے اور یہ لکڑی مجھے دی ہے۔ مگر اُسکی مان نے

کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ انہون نے واپس آکر سید احمد رضی اللہ عنہ
سے ماجرا بیان کیا۔ تب اُنہون نے کہا کہ خانقاہ چلا جا اور وہان سے ایک انڈا
میرے لئے لے آ۔ چنانچہ عبد العال نے خانقاہ آکر جو دیکھا تو وہ انڈون سے بہرا
پڑا تہا۔ اُس مین سے ایک لے لیا اور انکے پاس پہونچے۔ اسی وقت سے عبد العال
نے سید احمد رضی اللہ کے ساتہہ ساتہہ پہرتا اختیار کیا اور انکی مان انکو سید احمد رضہ
کے پنجہ سے نہ چہڑا سکین اور کہا کرتی تہین کہ اے بدو تو ہمارے لئے منحوس ہے۔
مگر سید احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہونچی تو وہ کہا کرتے تہے کہ اگر وہ "اے بدو ہمارے
لئے تو نیکی ہے" کہتین تو زیادہ صحیح ہوتا۔ بعدہٗ اُنہون نے عبد العال کی مان کو کہلا
بہیجا کہ بیل کے سینگ کے دن سے یہ میرا بیٹا ہے۔ اور اسکا واقعہ یہ تہا کہ عبد العال شیر خوارہ
ہی تہے کہ انکی مان نے ایکدن انکو ایسے مقام پر رکہہ دیا تہا جہان بیل کا چارہ تھا
بیل وہان پر چارہ کہانے کو جو آیا تو اُسنے بہالچہ مین اپنے سینگ ڈال دیے اور
عبد العال کو اپنے دونون سینگون پر اُٹہا لیا اور وہ ایسا برہم تہا کہ کوئی شخص عبد العال
کو اُس سے نہ چہڑا سکا اُسوقت سید احمد رضی اللہ عنہ عراق مین تہے انہون
نے وہین سے ہاتہہ بڑہایا اور عبد العال کو اسکے سینگون سے چہڑا لیا۔ پس
عبد العال کی مان کو وہ واقعہ یاد آگیا اور اُسی دن سے وہ حضرت کی معتقد ہوگئین۔
آمدم بر سر مطلب۔ سید احمد بارہ برس تک برابر چہتون ہی پر رہے اور سید عبد العال
جب کسی مرد یا لڑکے کو لیکر آتے تو وہ چہت سے اُتر کر ایک نگاہ اُس پر ڈال کر اُسے
نعمتون سے مالا مال کر دیتے اور عبد العال سے کہتے کہ اسکو فلان شہر یا فلان جگہہ
لیجاؤ۔ اسلیئے ان فقیرون کا نام "اصحاب السطح" یعنی چہت والے پڑ گیا۔ اور سید احمد رضہ

رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو ڈہاٹے باندہے رہتے تھے اور سید عبد المجید کو ایک دن یہ
خواہش ہوئی کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکہتے۔ چنانچہ اونہون نے کہا کہ یا
سیدی مین چاہتا ہون کہ آپکا روے انور دیکہون تاکہ پہچان سکون اُنہون
نے کہا کہ اے عبد المجید ہر دیکہنا دیکہنے والے کی استعداد کے لحاظ سے ہوا
کرتا ہے۔ عبد المجید نے کہا کہ یا سیدی مجہے دکہا دیجئے گو مین مرہی کیون
نہ جاؤن۔ چنانچہ اُنہون نے اوپر کا ڈہاٹا کہولا تو عبد المجید بیہوش ہوکر گرے اور
فوراً راہی ملک عدم ہوے۔ اور طنطا مین ایک فقیر حسن زرگر اخنائی
اور دوسرے سالم مغربی تہے۔ اور جب سید احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی مرتبہ
آتے ہوئے مصر کے قریب پہونچے تو حسن زرگر نے کہا کہ اب یہان ہم نہین ٹہیر سکتے
ملک کا مالک آگیا چنانچہ وہ اخنا کے اطراف مین جا رہے اور اسوقت تک اُنکا
مزار وہان مشہور ہے۔ اور سالم رضی اللہ عنہ ٹہیرے رہے اور اُنہون نے سید
احمد رضی اللہ عنہ کو صاحب ولایت تسلیم کیا اور اُن سے کچہہ تعرض نہ کیا اس لئے
سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُنکو بحال رکہا اور اُنکی قبر طنطا مین مشہور ہے۔
مگر اوروں نے اُنکا انکار کیا اسلئے اُن سے نعمتین چہین لیگئین اور اُنکا نام
ونشان مٹا دیا گیا۔ انہین سے ایک طنطا مین عظیم الشان محل والے تہے جنکا
نام وجہ القمر تہا اور یہ بڑے ولی تہے اُنکو حسد کا جوش ہوا اور انہون نے
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا اسلئے گدہے بنا دئے گئے۔
اور اسوقت طنطا مین اُنکی قبر پر گدہے پہرے رہتے ہین اور اسمین مطلق نیکی
و مدد کی بو نہین ہے۔ طنطا کے خطیبون نے اُنکی طرفداری کی اور اُنکے عرس

کا ایک زمانہ مقرر کیا اور بہت سارا مال اسمین خرچ کیا اور انکے تکیہ کی بہت بڑی عمارت بنوائی - مگر عبدالعال رضی اللہ عنہ نے اسکو پانون سے ٹھوکر ماری جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانہ تک وہ ویران پڑی ہے سچ ہے ؎

کسے را کہ قہر تو از سر فگند   بہ یا مردی کس نہ گرد دبلند

اور ملک الظاہر بیبرس ابوالفتوحات سید احمد رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا معتقد تھا اور انکی زیارت کو آیا کرتا تھا - اور جب وہ عراق سے آئے تو وہ معہ اپنے لشکر کے اُن سے ملنے کو مصر سے باہر نکلا اور حد درجہ انکی عزت وتوقیر کی -

سید احمد رضی اللہ کی پنڈلیان پرگوشت تھین ہاتھہ لمبے تھے - مُنہ بڑا سا تھا آنکھین سرگین تھین - قد لمبا اور رنگ گندمی تھا - انکے چہرہ پر سیتلا کے تین داغ تھے - ایک دائین رخسارہ پر اور دو بائین پر - ناک بلند اور پتلی تھی اور دونون کنارہ پر مسور کے دانہ سے چھوٹے چھوٹے دو سیاہ تمسے تھے - اور انکی آنکھون کے بیچ مین اُسترے کے زخم کا نشان تھا - جب یہ مکہ معظمہ مین تھے تو انکے بھائی حسین کے بیٹے نے انکو یہ چرکا لگایا تھا - یہ چھٹپن سے برابر دو ڈھاٹے باندھے رہتے تھے - قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد مدت تک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تعلیم پاتے رہے - یہانتک کہ جب کیفیت عشقیہ پیدا ہو گئی تو اسکو تہہ کر کے رکھدیا - یہ جو کپڑا یا عمامہ استعمال کرتے تھے اسکو نہ دہونے کے لئے اُتارتے تھے اور نہ بدلنے کے لئے - جب وہ گل جاتا تھا تو لوگ دوسرا پہنا دیتے تھے - اور جو عمامہ کہ ہر سال انکے میلاد کے دن انکا خلیفہ (یعنی سجادہ نشین) زیب سر کرتا ہے وہ حضرت ہی کا عمامہ ہے جو خلیفہ کے قبضہ مین ہے لیکن خراسانی سرخ اونی چادر

عبدالعال رضی اللہ کا لباس ہے سید احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنے رب کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میری نہرین بحر محیط پر گھومتی ہین اگر دنیا کی ساری نہرون کا پانی بند ہو جائے تو بھی میری نہرون کا پانی نہ بند ہوگا - سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے ۶۷۵ھ چھ سو پچھتر ہجری مین ملاء اعلیٰ کا سفر کیا - اور انکے بعد فقراء پر سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - انہون نے نیک روش اختیار کی اور خانقاہ و منارون کی تعمیر کرائی اور فقراء و اصحاب طریقت کا کھانا مقرر کیا اور چھوٹی روٹیان پکانے کا حکم دیا جیسی کہ آجتک چلی آتی ہین - اور جو فقراء کہ صحیح الاحوال تھے انکو جس جس مقام مین سکونت اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اس سے مخالفت کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی - چنانچہ انہون نے اسمٰعیل انبابی کے باپ یوسف کو انبابہ مین اور احمد ابوطرطور کو انبابہ کے سامنے میدان مین اور عبداللہ جیزی کو جیزہ کے سامنے کے میدان مین اور وہیب کو برشوم کبری مین اقامت گزین ہونے کا حکم دیا - لیکن یوسف رضی اللہ عنہ کیطرف مصر کے اُمراء اکابر جُھکے اور انکے دسترخوان پر وہ کھانے ہوتے تھے جو اکثر امیرون کے مقدور سے باہر تھے - اسپر شیخ احمد ابوطرطور نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ہمکو بھائی یوسف کے یہان لے چلو دیکھین اُنکا کیا حال ہے - چنانچہ وہان پہونچے تو یوسف رح نے کہا کہ یہ خوشبودار کھانے کھاؤ اور سید احمد کی مسور و پیاز کا جو میل تمہارے پیٹون مین ہے اسکو دھو ڈالو - اس کلام سے شیخ ابوطرطور کو غصہ آیا اور اُنہون نے کہا کہ اے یوسف کیا ایسا ہی ہے؟ یوسف نے کہا کہ یہ تو مذاق تھا - مگر ابوطرطور نے کہا کہ نہین یہ تو تیرے دن کی جنگ ہے - اور

انہون نے آکر عبدالعال رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ عبدالعال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوطاہر تم پراگندہ خاطر نہو جو کچہہ اسکے پاس تہا مینے چہین لیا اور اسکا نام ونشان گم کردیا اور اسکے بیٹے اسمٰعیل کو وہ نام ونشان دیدیا۔ چنانچہ اُسی دن سے ہمارے زمانہ تک یوسف کا نام کوئی بہی نہین لیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے اسمٰعیل کے ہاتہہ پر کرامتین ظاہر کین جو بابے ان سے باتین کرتے تہے۔ اور یہ خبر دیتے تہے کہ مینے لوح محفوظ کو دیکہا ہے اور فلان فلان شخص پر یہ یہ واقعہ گذرنے والا ہے اور ایسا ہی واقع ہوتا تہا۔ اسپر مالکی مذہب کا ایک عالم انکا منکر ہوا اور اُسنے فتویٰ دیا کہ انکو سزا دیجادے۔ یہ خبر جب اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو انہون نے کہا کہ مینے تو لوح محفوظ مین یہ دیکہا ہے کہ یہ قاضی دریاے فرات مین ڈوب جاے گا۔ اور ہوا بہی ایسا ہی کہ بادشاہ مصر نے اسکو فرنگیون کے بادشاہ کے پاس اُسکے ہان کے پادریون سے مباحثہ کرنے کو بہیجا۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تہا کہ اگر یہ مباحثہ مین مسلمان عالم سے مغلوب ہوجائینگے تو دین اسلام قبول کرینگے۔ اور مصر مین اس قاضی سے بڑہکر کوئی مقرر وحجتی نہ ملا اسلیئے اسکو بہیجدیا چنانچہ یہ وہان جاکر دریاے فرات مین ڈوب گیا۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے خاندان مین جو اخلاف کی مشہور ترتیب اسوقت تک چلی آتی ہے یعنی نابینائیون۔ چرواہون گہاس لانے والون اور جہاڑو دینے والون وغیرہم کی اولاد کی یہ ترتیب سید عبدالعال رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے اور کبہی اخلاف کی اولاد خلیفہ (سجادہ نشین) کے احاطہ مین بلا اجازت سواری پر نہین آتی ہے مگر گہاس لانے والون کی کیونکہ لوگون کو

معلوم تہا کہ سید احمد رضی اللہ انکو دوست رکہتے تہے۔

اور عبدالوہاب جوہری رضی اللہ عنہ کا جو خلد مرحوم کے قریب مدفون ہین یہ حال تہا کہ جب کوئی شخص انکی صحبت مین داخل ہونے کو آتا تو اس سے کہتے کہ اس میخ کو اس دیوار مین گاڑدے۔ اگر وہ میخ دیوار مین ٹھیر جاتی تو اسکو مرید کر لیتے اور اگر گر پڑتی اور نہین ٹھیرتی تو اس سے کہتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہان نہین ہے۔ مین انکی خلوت کے اندر گیا اور اس دیوار کو مینے دیکہا اسمین اکثر ڈراڑ تہے۔ اور اسمین تہوڑی ہی میخین ٹھیری تہین۔ اور یہ بزرگ کشف کے ذریعہ سے جانتے تہے کہ کون انکی اولاد مین ہے اور کون نہین ہے اور اسکو وہ اسلیئے ظاہر کر دیتے تہے کہ مرید قائل ہوکر اپنے ہی دل مین فیصلہ کر لے اور پیر سے رد و کد نہ کرے۔ اور شیخ محمد المعروف بہ قمر الدولہ کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت مین زمانہ تک نہ رہے بلکہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے زمانہ مین یہ سفر مین تہے اور آرام لینے کو طنطا مین ٹھیر گئے۔ یہان انہون نے سُنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو گئے ہین۔ یہ انکی زیارت کو حاضر ہوے اور عبدالعال وغیرہ موجود نہ تہے۔ یہ جو پہونچے تو انہون نے دیکہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پیا اور پہر اسی تربوز مین اسکو قے کر دیا شیخ محمد نے اُس پانی کو لیا اور پی گئے۔ اسپر سید احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو میرے اصحاب کا قمر دولہ ہے۔ عبدالعال اور جماعت نے جو اس کو سُنا تو شیخ محمد سے لڑنے اور انکو مار ڈالنے کو باہر نکلے۔ شیخ محمد نے ایڑ مار کر اپنے گہوڑے کو اُس کوٹہری مین ڈالدیا جو تربیت نفافنہ کے اصطبلے کے قریب تہا اور

ه طلسم تازہ یہ دیکھو کہان ڈوبے کہان نکلے

اُس کنوئین مین سے نکلے جو نفیا کے کنارہ پر واقع تہا- اور لوگ بہت دیر تک اُسی کنوئین کے پاس انکے منتظر کھڑے رہے جسمین انہون نے گھوڑا ڈالا تہا- اور جب یہ خبر آئی کہ وہ نفیا کے قریب والے کنوئین سے نکلے تو لوگ انکا پیچھا چھوڑ کر لوٹ گئے- قصہ کوتاہ شیخ محمد تادم مرگ نفیا مین رہے اور عبد العال رض کے ڈر سے پہر طنطا نہ گئے- شیخ محمد رضی اللہ عنہ سلطان محمد بن قلاون کی فوج مین تہے- اور انکا عمامہ اور کپڑا اور انکی کمان و ترکش و تلوار انکے مزار واقع نفیا مین لٹکی ہوئی ہے-

مین کہتا ہون کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد مین میرے ہر سال حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمد شناوی رضی اللہ عنہ نے جو اس خاندان کے سربرآوردہ بزرگون مین سے ہین میری بیعت گنبد کے اندر سید احمد رضی اللہ عنہ کے مُنہ کے مقابل مین لی اور مجھے اپنے ہاتہ سے انکے سپرد کیا- چنانچہ ضریح سے دست مبارک نکلا اور اسنے میرا ہاتہ پکڑا اور میرے پیر نے کہا کہ یا حضرت آپکی نگاہ اسپر رہے اور اسکو آپ اپنی آنکھون مین رکہین- اسپر مینے سُنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے قبر سے کہا کہ "اچھا" اسکے بعد دوسری مرتبہ مینے انکو مصر مین دیکھا کہ خود ہین اور سیدی عبد العال اور مجھسے کہتے ہین کہ طنطا مین ہماری زیارت کر اور ہم تیری ضیافت کے لئے ملوخیہ ع

ع ه یہ ایک ساگ ہے جسکو دہی اور گوشت کی لاگ سے عرب لوگ پکاتے ہین سید احمد صاحب فرہنگ آصفیہ اس لفظ کے تحت مین لکھتے ہین کہ یہ ساگ اس طرز سے پکا ہوا نہایت خوش ذائقہ

پکوائینگے - چنانچہ مین سفر کرکے وہان پہونچا تو وہان کے اکثر لوگون نے میری دعوت کی اور اُسمین بلوچیہ ضرور کھلایا - اسکے بعد مینے انکو قحافلہ کے پل پر طنطنا کے سامنے دیکھا کہ یہ شہر پناہ کیطرح محیط ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ یہین ٹھیرے رہو جسکو چاہو میرے پاس آنے دو اور جسکو چاہو روک دو - اور جب مینے فاطمہ ام عبدالرحمن سے جو باکرہ تھین شادی کی تو پانچ مہینے گذر گئے اور مین انکے پاس نہ گیا - اُسوقت مینے حضرت کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھے معہ میری بیوی کے اپنے ساتھ لے گئے اور گنبد کے اُس ستون پر جو اندر کے بائین جانب ہے میرے لئے فرش بچھایا اور میرے لئے حلوا تیار کیا اور زندون و مردون کی دعوت کی - اور مجھسے کہا کہ یہین اُسکی بہار لوٹ چنانچہ اُسی رات کو مین کامیاب ہوا - اور سنہ ۹۴۸ ہجری مین اُنکے مولد مین اپنے پہونچنے کے معمولی دن نہ پہونچا مجھے دیر ہوگئی اور وہان بعض اولیاء موجود تھے انہون نے مجھے خبر دی کہ اُس دن سید احمد رضی اللہ عنہ اپنے مرقد کا پردہ ہٹا کر کہتے تھے کہ عبدالوہاب نے دیر لگائی نہ آیا - اور ایک سال مینے ارادہ کیا تھا کہ ابکے نہ جاؤنگا اس پر مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سبز لکڑی ہاتھہ مین لئے ہین اور سارے اطراف سے لوگون کو بُلا رہے ہین اور بےشمار خلقت انکے پیچھے اور دائین بائین تھے پھر وہ میرے پاس پہونچے ہین اور مین مصر مین ہون اور مجھسے کہا کہ کیا تو نہین جائیگا مینے کہا کہ مجکو درد ہے انہون نے کہا کہ درد عاشق کو نہین روک سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) ہوتا ہے اور اسکا پکانا عربون کے ساتھ مخصوص ہے اور راقم نے کھایا ہے - ۱۲ مترجم

بعدہٗ مجھے اولیاء وغیرِ اولیاء، رندوں اور مردوں کا ایک انبوہِ کثیر دکھلایا جنمیں سب سے بوڑھے اور اپاہج تھے اور اپنے کفن لئے ہوئے پانوں گھسیٹتے جاتے تھے اور سب کے سب مولد مین شریک ہونے کو جا رہے تھے۔ انکے بعد مجھہ قیدیوں کی ایک جماعت دکھلائی جنکے زنجیریں اور بیڑیاں پڑی ہوئی تھین اور فرنگیوں کے ملکوں سے کھسکتے ہوئے آ رہے تھے۔ انکو دکھلا کر مجھسے کہا کہ ان لوگوں کو دیکھو کہ اس حال مین بھی غیر حاضر رہنا نہین چاہتے۔ یہ ماجرا دیکھکر میرا حاضری کا ارادہ قوی ہوا اور مینے ان سے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حاضر ہونگے۔ مگر انہوں نے کہا کہ تمپر پیادہ تعینات کرنا ضروری ہے چنانچہ انہوں نے ہاتھی کیطرح کے دو عظیم الشان سیاہ درندے مجھپر مسلط کر دیئے اور ان سے کہا کہ جب تک کہ تم انکو لاکر حاضر نہ کر دو ان سے الگ نہو۔ مینے یہ واقعہ حضرت شیخ محمد شناوری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ سارے اولیاء ان لوگون کو قاصدوں کے ذریعہ سے بلاتے ہین اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ خود ہی لوگون کو حاضر ہونے کے لئے کہتے پھرتے ہین۔ لبعدہٗ ارشاد فرمایا کہ میرے پیر شیخ محمد سروی رضی اللہ عنہ ایک سال حاضری مین پیچھے رہ گئے تو سید احمد رضی اللہ عنہ نے انپر عتاب کیا اور کہا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہین اور انکے ہمراہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب و اولیاء آتے ہین وہان حاضر نہین ہوتا۔ چنانچہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ مولد کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو انہوں نے لوگون کو واپس آتے ہوئے دیکھا اور انکو وہ مجمع نہ نصیب ہوا اس سبب سے وہ انکے کپڑوں کو چھوتے اور اپنے چہرہ پر ملتے تھے" انتہی

اور ایک مرتبہ میری اور میرے بھائی ابو العباس حریثی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہر

مصر مین ہندوستان کے قریب ایک ولی سے ملاقات ہوئی۔ اس ولی نے کہا کہ
تم میری ضیافت کرو کیونکہ مین غریب الوطن ہون اور انکے ساتھ دس آدمی تھے۔ چنانچہ
مینے انکے لیئے چپاتیان اور شہد منگوایا اور اُنہون نے نوش جان کیا۔ بعدہٗ مینے
ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہین۔ انہون نے کہا کہ ہند کے۔
مینے کہا کہ مصر مین آپکو کیا کام ہے۔ انہون نے کہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد
مین مین حاضر ہوا تھا۔ اسپر مینے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب روانہ ہوے
تھے۔ انہون نے کہا کہ مین منگل کے دن نکلا چار شنبہ کی رات کو سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا پنجشنبہ کی رات کو شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے
پاس رہا اور جمعہ کی رات کو سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طنطنا مین تھا۔ ہمنے ایر
تعجب ظاہر کیا تو انہون نے کہا کہ اللہ عز وجل کے اولیاء کے نزدیک ساری دنیا ایک
قدم ہے۔ اور ہمسے اور اُن سے ہفتہ کے دن آفتاب نکلتے جو وقت کہ مولد کے
میلے کے چھٹنے کا تھا ملاقات ہوئی تھی۔ پھر مینے اُن سے پوچھا کہ ملک ہندوستان
مین آپکو سید احمد رضی اللہ عنہ کی کس نے خبر دی۔ انہون نے کہا کہ بڑے تعجب
کی بات ہے کہ ہم انکو نہ جانین ہمارے تو چھوٹے چھوٹے بچے سید احمد رضی اللہ عنہ ہی کی
برکت کی قسمین کھاتے ہین اور یہ انکی بہت بڑی قسم ہے اور کوئی بھی ایسا ہے جو
احمد رضی اللہ عنہ کو نہ جانتا ہو بحر محیط کے پرے اور تمام ملکون اور پہاڑون کے اولیاء
تو انکے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین۔ اور ہمارے پیر شیخ محمد شناوی رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انکے مولد مین جانے کو برا ٹھیرایا تو اسکا ایمان سلب
ہو گیا بال برابر بھی اسمین ایمان نہ رہا جس سے وہ دین اسلام کیطرف جھکے آخر اسنے

سید احمد رضی اللہ عنہ سے فریاد کی آپ نے کہا کہ دیکھو پہر ایسا نہ کرنا۔ اسنے کہا کہ پہر نہ کرونگا۔ تب آپ نے اسکو خلعتِ ایمان واپس دیا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے مولد کی کونسی بات تو بڑی سمجھتا ہے۔ اسنے کہا کہ مردون اور عورتون کا اکٹھا ہونا۔ سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو طواف مین بہی ہوتا ہے مگر اس کو کسی نے بہی منع نہین کیا ہے۔ بعدہٗ آپ نے کہا کہ مین اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ میرے مولد مین جسنے گناہ کیا اُسنے ضرور توبہ کی اور اسکی توبہ اچھی بھی ہی اور جب مین وحشی جانورون کی جنگلون مین اور مچھلیون کی سمندرون مین رکھوالی کرتا اور ایک کو دوسرے سے بچاتا ہون تو کیا اللہ عزوجل مجھے اُن لوگون کی نگہداشت سے مجبور رکھیگا اور جو میرے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین۔

اور یہ بھی میرے پیر ہی نے مجھسے بیان کیا کہ شیخ ابو الغیث بن کتیلہ محلہ کبریٰ کے ایک عالم اور وہان کے صالحین مین سے ایک شخص مصر مین تہے وہ بولاق جو آئے تو لوگون کو اس مولد کے لئے اہتمام کرتے اور کشتیون مین سوار ہوتے ہوئے دیکھہ کر آزردہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ جسقدر اہتمام احمد بدوی کے مولد کے لئے کرتے ہین اسقدر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کیلئے نہین کرتے اسکے جواب مین ایک شخص نے ان سے کہا کہ سید احمد بہت بڑے ولی ہین۔ عالم صاحب نے کہا کہ اس مجلس مین وہ شخص موجود ہے جس کا مقام اُن سے بہی اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد ایک شخص نے اسپر جادو کیا اور اسکو مچھلی کہلائی جسکا کانٹا اسکے حلق مین پہنس گیا اور کسی حیلہ و تدبیر سے نہ فرو ہوا نہ باہر نکلا۔ جس سے اُسکا گلا سوج کر کبون کے خیچتے کیصورت کا ہوگیا۔ اور اسکو تو مہینے گذر گئے۔ اس کو

نہ کھانے پینے مین مزہ ملتا تھا اور نہ سونے مین - اور اس عرصہ مین سبب کیطرف
اسکا خیال نہ گیا - نو مہینے بعد خدا کی کرمی سے اسکو سبب یاد آیا - تب اسنے
لوگون سے کہا کہ مجھے سید احمد رضی اللہ عنہ کی گنبد کو لے چلو - لوگون نے اسکو
وہان پہونچایا تو اسنے سورہ یسین پڑہنی شروع کی - تھوڑی دیر مین اسکو زور سے
چھینک آئی اور وہ کانٹا خون مین لتھڑا ہوا خود بخود نکل پڑا تب اسنے کہا کہ یا
سید احمد مینے توبہ کی اور فوراً اسکا درد و ورم جاتا رہا اور شیخ خلیفہ کے بیٹے نے
جو جوابیار کے علاقہ کا رہنے والا تھا اپنے شہر کے لوگون کے سامنے
اس مولد مین جانے کو برا کہا اور ہمارے شیخ محمد عنا وری نے اسکو سمجہایا مگر اسنے اپنی
راے نہ بدلی تب اسکی شکایت سید احمد رضی اللہ عنہ سے کی وہان سے ارشاد
ہوا کہ عنقریب اسکے ایک دانہ نکلے گا جو اسکے منہ اور زبان کو کہا جائیگا - چنانچہ
اسی دن دانہ نکلا اور اسکا منہ گل گیا اور اسی سے وہ مرگیا - اور ابن اللبان نے سید احمد
رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کی تو انکے دل سے قرآن و علم و ایمان
سب محو ہو گئے اور یہ برابر اولیاء اللہ سے فریاد کرتے رہے مگر کسی کی مجال نہوئی
کہ انکے معاملہ مین دخل دے - تب لوگون نے ان سے یاقوت عرشی کے
پاس جانے کو کہا - اور یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو اور ان سے ہمکلام
ہوئے اور انہون نے قبر ہی سے جواب دیا - انہون نے عرض کیا کہ آپ جوانان
راہ خدا کے باپ ہین اس مسکین کی کمائی واپس کر دیجیے انہون نے کہا کہ اگر توبہ
کرے - چنانچہ انہون نے توبہ کی اور جو بات ان سے جاتی رہی تھی وہ پہر حاصل
ہو گئی - یہی سبب تھا جو ابن اللبان کو یاقوت رضی اللہ عنہ پر اعتقاد تھا - اور یاقوت رضی اللہ

عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی ان سے کردی تھی اور یہ اپنی بیوی کی پائینتی مین بمقام قرافہ دفن ہوے۔ اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور انکا سید احمد رضی اللہ عنہ کا امتحان لینا مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے (جنکی کنیت ابن دقیق العید تھی اور جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث تھے) عبدالعزیز دیرینی کو کہلا بھیجا کہ میری طرف سے ان مسائل میں اُس شخص کا امتحان لوجسنے لوگون کو اپنی طرف مشغول کر رکھا ہے۔ پس اگر وہ تمکو ان مسئلون کا جواب دے تو وہ ولی اللہ ہے چنانچہ عبدالعزیز انکے پاس گئے اور اُن مسائل کے جواب کے طالب ہوے۔ انہون نے نہایت عمدہ جواب دیے اور کہا کہ یہ جواب کتاب التشجیر مین لکھے ہوے ہین۔ چنانچہ جیسا انہون نے کہا تھا ویسا ہی اُس کتاب مین لکھا ہوا ملا۔ اور عبدالعزیز دیرینی سے جب سید احمد رضی اللہ عنہ کو کوئی پوچھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ایسے سمندر ہین جسکا ٹھکانا نہین معلوم ہوتا اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے عیسائیون کے ملکون سے مسلمان قیدیون کو لے آنے۔ رہزنون کے مقابلہ مین لوگون کی فریاد کو پہونچنے اور جسنے ان سے مدد چاہی اسکو مدد دینے کے واقعات اسقدر ہین کہ دفترون مین نہین آسکتے۔ مین کہتا ہون کہ مینے ۹۴۵ ہجری مین خود اپنی آنکھون سے عبدالعال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا کہ اسکے بیڑیان اور زنجیرین پڑی ہوئی تھین اور وہ مخبوط العقل تھا۔ مینے اُس سے حال پوچھا تو اسنے کہا کہ مین فرنگی کے ملک مین تھا اور آخر شب مین مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کیطرف رجوع کیا۔ بس فوراً وہ میرے پاس تھے اور وہ مجھے لیکر ہوا مین اُڑے اور یہان لاکر انہون نے مجھے رکھدیا۔ چنانچہ یہ شخص دو دن تک وہان ٹھیرا رہا کیونکہ شدت پروانہ

سے اسکے سر مین جگر تہا۔

(۲۸۹) شیخ عارف کامل محقق مدقق یکے از اکابر عارفین باللہ سیدی محیی الدین بن العربی رضی اللہ تعالی عنہ

انکی کنیت ابن العربی الف لام تعریف کے ساتہہ ہے جیساکہ مینے انکے ہاتہہ کا لکہا ہوا کتاب نسب الخرقہ مین دیکہا ہے۔ محققین اہل اللہ کا سارے علوم مین انکی بزرگی پر اجماع ہے جیساکہ انکی تصنیفات شاہد ہین۔ اور جنہون نے انکا انکار کیا ہے اُن لوگون نے صرف انکے کلام کی دقت کی وجہ سے نہ کسی اور سبب سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص زالق ریاضت پر چلے بغیر انکے کلام کا مطالعہ کرتا ہے اسکو لوگ اسوجہ سے برا سمجہتے ہین کہ مبادا اسکے اعتقاد مین شبہہ واقع ہوجاوے اور شیخ کے مقصود کے مطابق اسکی تاویل اُسکو نہ سوجہے اور اسی حال مین وہ مرجاوے۔ اور شیخ صفی الدین بن ابی المنصور وغیرہ نے انکو ولایت کبری صلاح عرفان وعلم کے ساتہہ متصف قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وہ شیخ امام محقق اجلاء عارفین ومقربین کے سردار صاحب اشارات ملکوتیہ ونفحات قدسیہ وانفاس روحانیہ وفتح مونق وکشف مشرق وبصائر خارقہ وسرائر صادقہ ومعارف باہرہ وحقائق زاہرہ تہے۔ منازل انس مین مراتب قرب مین سے انکا مقام بہت بلند تہا اور مناہل وصل مین انکا مورد شیرین وخوشگوار معارج دنو مین سے

انکو اعلیٰ بلندی حاصل تھی۔ اور احوالِ نہایت کی تمکین مین انکا قدم راسخ تھا اور احکام ولایت
کے تصرف مین انکو بڑی قدرت تھی۔ اور یہ اس طریق کے ایک رکن تھے۔ اور ایسا
ہی انکے حال مین شیخ عارف باللہ محمد بن اسعد یافعی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے اور
انکا ذکر عرفان وولایت کے ساتھہ کہا ہے اور ابو مدین رضی اللہ عنہ نے ان کو
سلطان العارفین کا لقب دیا ہے۔ اور آدمی کے باطنی مقام پر سب سے زیادہ
اسکا کلام دلالت کرتا ہے۔ اور انکی کتابین لوگون مین خصوصا ملک روم مین مشہور
ہین۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انہون نے اپنی ایک کتاب مین سلطان سلیمان بن عثمان
اول اور اسکے فتح قسطنطینہ کی حالت لکھی تھی کہ فلان وقت مین وہ اسے فتح کریگا
اور جیسا انہون نے لکھا تھا ویسا ہی واقع ہوا حال آنکہ انکے اور سلطان موصوف کے
درمیان تنو سال کا فصل تھا۔ اس سلطان نے شام مین انکی قبر پر بہت بڑا گنبد تعمیر
کرایا اور عمدہ تکیہ بنوایا ہے جہان لوگون کو کھانا اور خیرات دی جاتی ہے۔ اور جو کوتاہ
نظر انکے منکر تھے اور انکی قبر پر پیشاب کرتے تھے وہ انکے مزار کی زیارت پر
مجبور ہوے۔ اور میرے بھائی شیخ نکو کار حاجی احمد حلبی نے مجھے خبر دی کہ شیخ
محی الدین رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب انکا مکان واقع تھا ایک دن نماز عشا کے
بعد منکرون مین سے ایک شخص آگ لیے ہوے شیخ کی تابوت کو جلانے آیا اور
وہ قبر سے نو ہاتھہ کے فاصلہ پر زمین مین دھسا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے زمین مین
غائب ہو گیا اور اُسی رات سے اسکے اعزہ و اقربا اسکو ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔
مینے اُن سے یہ ماجرا بیان کیا۔ اسپر اُن لوگون نے اس جگہہ کو کھودنا شروع کیا اور اُس
شخص کا سر دکھائی دیا۔ مگر جیسے جیسے وہ کھودتے تھے وہ زمین مین دھستا ہی چلا جاتا

تھا۔ آخر لوگون نے مجبور ہوکر اسکو مٹی سے بھر دیا۔

شیخ رحمہ اللہ پہلے عرب کے ایک بادشاہ کے منشی تھے۔ اسکے بعد زہد عبادت وسیاحت اختیار کی۔ اور مصر وشام وحجاز وروم پہونچے اور جس جس شہر مین پہونچے وہان کتابین تالیف کین۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام جو مصر کے شیخ الاسلام تھے انکی بہت برائیان کیا کرتے تھے مگر جب شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت مین پہونچے اور اس گروہ کے احوال سے واقف ہوے تب انکو ولایت وعرفان وقطبیت کے ساتھہ یاد کرنے لگے۔ شیخ رح نے ۶۳۶ھ چہ سو اڑتیس ہجری مین عالم بقا کا سفر کیا۔ مینے اپنی کتاب تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء مین انکے علوم واحوال پر بحث کی ہے اسکو دیکھو واللہ اعلم

(۲۹۰) شیخ داود کبیر بن ماخلا رضی اللہ عنہ

سیدی محمد وفی شاذلی رضی اللہ عنہ کے پیر۔ یہ حاکم اسکندریہ کے گھر مین سپاہی تھے اور حاکم کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ اور دونون مین اشارہ مقرر تھا جس سے قابل سزا وقابل برات معلوم ہوجاتا تھا۔ چنانچہ اگر یہ اشارہ کرتے کہ یہ بری ہے تو وہ اسکو رہا کردیتا تھا اور اگر اشارہ کرتے کہ جو الزام اسپر ہے اسکا یہ مرتکب ہے، تو اسکو سزا دیتا تھا۔ اور وہ اشارہ یہ تھا کہ اگر یہ اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر سینہ کیطرف کھینچتے تھے تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ مجرم ہے اور اگر اوپر کیطرف تو یہ کہ بری ہے۔ اور تصوف مین بلند

مضامین انہون نے بیان کئے ہین۔ حال آنکہ اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا اپنی کتاب مسمّی بہ عیون الحقائق مین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عہ انما الاعمال بالنیات اور عہ انما لکل امری ما نوی کی نسبت کہا ہے کہ تمہاری نیت مین جسقدر بلند ہمتی ہوگی اُسی قدر تمہارے دانائے راز کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ دوری و حجاب کے سبب علل و اسباب ہین اور سینے اپنے قلب کو منور کیا اسنے جانا کہ رب الارباب کے ساتھ فروتنی بغیر کسی سبب کے ضروری و لازمی ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ ولی کے دو نور ہوا کرتے ہین ایک تو عنایت و رحمت کا جس سے وہ قصد کرنیوالون کو کھینچتا ہے اور دوسرا فیض و عزت و قہر کا جس سے وہ دور رہنے والون اور کجی اختیار کرنے والون کو دفع کرتا ہے کیونکہ وہ فضل و عدل کے دونون دائرون مین گھومتا رہتا ہے پس جب فضل کے ساتھ تعینات کیا جاتا ہے تو ظاہر ہوتا اور اپنی طرف کھینچتا اور نفع پہونچاتا ہے اور جب عدل و غلبہ کے ساتھ متعین ہوتا ہے تو حجاب مین اور پوشیدہ رہتا ہے اور نکالتا ہے اسی لئے بعض رخ کرتے ہین اور بعض پیٹھ پھیرتے ہین۔ اور جیسے جیسے بندہ کا علم بڑھتا ہے اُسکی محتاجی و طلب بڑھتی ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے کیونکہ جہل کی حالت مین وہ علم کا طالب ہوتا ہے اور علم کی حالت مین علوم کے جلار کا اور معلومات کے اسقدر

عہ اعمال نیتون ہی پر موقوف ہین ۱۲ عہ ہر شخص کو وہی ملے گا جو اُسنے نیت کی ہے ۱۲
یہ دونون صحیح متفق علیہ حدیثین ہین ۱۲

درجے ہین کہ نہ اُنکے منتہی کا کچھ پتہ ہے اور نہ انکے مقصود کی بلندی کا۔ اے عجیب غریب تشنگی ہے کہ جسقدر زیادہ سیرابی ہوتی ہے اُسیقدر زیادہ شعلے بھڑکتے ہین۔ اور ایک وہ اسرار ہین جنپر علم اُترتا ہے اور دوسرے وہ ہین جو ترقی کرکے علم تک پہونچتے ہین اور ان دونون مین اعلیٰ اول الذکر ہین کیونکہ جب علم ان پر وارد ہوا تو بھی اُسمین اصل ٹھیرے اسلیئے اسرار کی نشانیان چھپی رہینگی اور انکے علوم ظاہر رہینگے اور انکے شواہد دقیق ہونگے اور جب اسرار ترقی کرکے علوم تک پہونچین گے تو علوم کے جام مین اسرار کے مزہ کی آمیزش رہیگی اور انکی بخششون کے خلعت اسرار کے جنس لباس سے ملتے جلتے ہونگے اسلیئے اُن مین ایک قسم کا اخفاء و اشکال ہوگا۔ اور ظاہر کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر صاف و واضح ہوگا اور باطن کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر بلند اور ادراک کے نزدیک دقیق اور مائل بخفا ہوگا کیونکہ پوشیدہ چیز کا عالم بھی پوشیدہ ہوگا بخلاف ظاہر کے اور یہ بھی ہے کہ ظاہر کے عالم کا علم اس دار ناپائدار کے ساتھ چلا جائیگا کیونکہ اس کا مدار تکلیف پر ہے البتہ اُسی صورت مین باقی رہے گا جب اُسمین صدق اور خالص اللہ ہی کیلیئے جزا اور ثواب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتون اور اسکی کتابون اور اسکے رسولون پر ایمان لانیکے بعد سب سے بڑی نعمت اُس نور ولایت پر ایمان لانا ہی جو اسکے خلق مین ہے عام اس سے کہ وہ اُسی بندہ کی ذات مین ظاہر ہو یا بندون مین سے کسی اور مین کیونکہ جیسا یہ مطلوب ہے کہ جو نور غیر مین ہے اسپر ایمان لایا جاے ویسا ہی یہ بھی مطلوب ہے کہ جو نور ولایت خود اسمین ہے اسپر بھی لائے۔ اور لوگون کی دو قسمین ہین ایک قسم تو دنیا مین اوسکی سلطنت اور اسکے شعائر دین کے قائم رکھنے مین مشغول ہے اور یہ علماء رسلین کی کفالت

مین ہے اور دوسری قسم وہ ہے جنکی ہمتین اُن باتون کے حاصل کر لینے کے بعد جو اگلون نے حاصل کی تہین اسرار کے سمجہنے اور ایسے شخص کی جستجو کرنے کی طرف بلند پروازیان کرتی ہین جنکے سہارے سے تحقیق کی منزلین طے کرے وہ عارفون کی کفالت مین ہے ۔ عبادت سے تمہارا سب سے بڑا مقصود صرف معبود کا قرب ہونا چاہئے نہ اجر ثواب کیونکہ جب تمکو بارگاہ مین آنے سے سرفراز کیا جائے گا تو وہین سارے اجر اور ان سے بہی اعلی چیزین ہین بعدہٗ تمکو ایسی نعمت عطا ہوگی کہ خود تمہین نعمت دہندہ ہو جاؤ گے ۔ اور انکا مقولہ ہے کہ کل کی برداشت جزو سے نہین ہو سکتی ۔ اور انکا قول ہے کہ جسکی ولایت کسی بڑے شخص کے باعث درست ہوئی اُسکے باطن مین اُسیکا نور ظاہر و پوشیدہ محیط رہے گا اور حضرات قرب مین سے کسی حضرت مین داخل نہوگا مگر وہ اسکے ساتھہ رہے گا ۔ اور جب محبوب شخص عجیب و غریب علوم و فہوم کی باتین کرے تو اسکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ غیب کے قلم کی سیاہی فیاض ہے ۔ اور عارفون کے قلوب سے یہ نہین ہو سکتا کہ بغیر یقین کے خبر دین ۔ اور عارف کی زبان وہ قلم ہے جس سے قلوب مریدین کے تختون پر لکہا جاتا ہے پس اکثر تمہارے قلب کے لوح پر وہ بات لکہدی جاتی ہے جسکے معنی تم نہین جانتے اور جب اُسکی نشانیان ظاہر ہوتی ہین تب اسکے معنی ظاہر ہوتے ہین ۔ اور انکا قول ہے کہ قلب روح کے نور کا سایہ ہے اور روح سر کے نور کا سایہ ہے اور سر اُس حقیقت اولی کے شعاعون کی تجلی کا مظہر ہے جو اوائل تکوین مین تہی ۔ اور نفس قلب سے عالم شہادی کی سیاست کیطرف متوجہ ہونے اور عالم شہادت کی تدبیر پر التفات کرنے کا نام ہے ۔ اور قلب کا لا الہ الا اللہ کے ساتھہ متوجہ رہنا

دینا بہر کے عمل سے جو اللہ عزوجل سے اعراض کے ساتھ ہو بہتر ہے - اور عارف کا اثر اُس سے تعلیم پانے والون مین اسکی امداد و انوار کے سبب سے خود انکے اعمال و اذکار کے اثر سے کہین زیادہ ہوتا ہے - اور عارف کا دل آگ کی طرح آدمی کا جلنے والا ہے نہ باقی رکہتا ہے اور نہ چہوڑتا ہے - اور سب سے بڑا گناہ ماسوی اللہ کا شہود ہے یعنی اسکا ایسا شہود جو اپنی ذات سے قائم ہو - اور قلب کا اللہ کیطرف رُخ کرنا ایسی نیکی ہے کہ امید ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہ کرے اور قلب کا اللہ سے مُنہ پہیر لینا وہ بُرائی ہے کہ اسکے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہین کر سکتی - اور غافل کا شہود سمِ قاتل ہے - اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ پر کرم فرماتا ہے تو اُس سے اسکی خصوصیت کے شہود کو الگ کر دیتا ہے اور اسکی عبودیت کی تحقیق مین اسکو جماتا ہے اسلیے جب بندہ اپنی عبودیت کے حقوق کی نگہداشت سے غائب ہوتا ہے تو اسکی نسبت شطح[ع] و انبساط و حدود و ادب سے تجاوز کرنے اور سیدہی راہ سے ٹل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے اور ولی کو الہام ہوتا ہے - اور مومنون کے قلوب اولیا کے قلوب کے سایہ مین ہوتے ہین اور اولیا کے قلوب انبیا علیہم الصلوہ و السلام کے قلوب کے سایہ مین اور انبیا کے قلوب اُن انوار عنایت و امداد کے سایہ مین ہوتے ہین جو انکے پاس نازل ہوتے اور جنکے بعد شاہد کا ظہور ہوتا ہے - اور یہ شان نہین ہے کہ خفا مین خفا ہو شان تو بس یہ ہے کہ ظہور مین خفا ہو - اور کشایش کا سب سے بڑا دروازہ بندہ کا اپنی غفلت سے بیدار ہونا ہے - اور اِن نفسون سے بچتے رہو کیونکہ انکی طاعتون مین

ع شطح ایسے کلمہ کو کہتے ہین جس مین رعونت و دعوے کی بو پائی جاے اور یہ محققین کی لغزشون مین داخل ہے - ۱۲ مترجم

کھوٹ اور آفتین پیدا کرتی ہین۔ اور جتنے موجودات کی طرف قلب کی نگاہ سے دیکھا
وہ حجاب یا حساب یا عذاب مین مبتلا ہوا۔ اور نبوت کے نور سے ایمان چمکتا اور اعمال
وزنی ہوتے ہین اور ولایت کے نور سے عبادتین پاک و صاف ہوتی اور احوال
نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اور جب فرزند آدم دنیا و آخرت کے مصالح انجام نہ دیتا ہو تو وہ اقوت
جماد کیطرح ہے اور اگر معصیت و بدی مین مشغول ہو تو وہ شیطان جیسا ہی اور اگر دنیا و آخرت کے
معاملہ مین مشغول ہو تو وہ حیوان کے مانند ہے اور اپنی فکر مین اُس چیز کے متعلق جو اللہ تعالی
کا دینی ہو مشغول ہو تو وہ فرشتہ کا سا ہے۔ پس خدا تمپر رحم کرے دیکھو کہ کس درجہ مین تم شامل ہونا چاہتے
ہو۔ اور اولیا رہین سے بعض اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرتے ہین اور
بعض غیب کے خزانہ سے۔ پس اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرنیوالا محصور ہے
اور خزانہ غیب سے باتین کرنیوالا غیر محصور ہے۔ اور خلائق کے دلون مین جون جون
تاریکی بیٹھتی جاے گی ویسے ویسے عارفون کی زبانین زیادہ صراحت کے ساتھ حقائق کو
بیان کرینگی کیونکہ دیکھنے والوں کی نگاہون سے محفوظ ہین۔ اور جو کچھ تمنے پایا اگر
اُسپر قانع ہو گئے تو تمنے کچھ نہین پایا کیونکہ نعمت نعمت دہندہ سے ملنے کا شوق
دلاتی ہے۔ اور اگر تمنے پایا اور نعمت نے تمکو ٹہرا کر نعمت دہندہ کی طرف کھینچا تو یہ اون نعمتون
کے ملنے کا مژدہ ہے اور اسی لیئے بعضون نے کہا ہے کہ اللہ کافر کو نعمت نہین دیتا ہے
وہ تو نقمت (سزاے کردار) ہی ہوتی ہے۔ اور حقیقت کی شان اس سے کہین
بڑی ہے کہ بشریت اسکے ملنے کا محل ہو لیکن جب وہ چاہتا ہے کہ اسکو تم تک پہونچاے
تو تمہارے قلب مین اک شعاع ڈالکر اسکو حقیقت سے ملاقی ہونے کا محل بناتا ہے اسلئے
تم حقیقت کو اِس شعاع سلطانی کے سبب سے پاتے ہو نہ اپنے سبب سے ٥

اپنی ہی آنکھہ اُسنے عاشق کو ہے دی		کب نگاہ غیر اُسپر ہے پڑی

اور حقیقت کی شان اس سے کہین اعلی ہے کہ اُسکی جزا مخلوق سے ہوسکے اسکی جزا
تو رب العالمین سے طلب کیجاتی ہے - اور کسی مرید سے ہو نہین سکتا ہے کہ اپنے پیر کو
جس سے اسنے تعلیم پائی ہے کبھی بدلہ دے سکے کیونکہ جو چیزین اسنے حاصل کی
ہین اُنکا بدلہ اعراض سے کیونکر ہوسکتا ہے - اور علماء ظاہر کے قلوب عالم صفا اور
کدورتون کے مظاہر کے بیچ مین واسطے ہین اور یہ اُن عامیون پر رحمت کیلئے ہے
جو معانی غیبیہ و ادراکات حقیقیہ تک نہین پہونچے ہین - اور اہل تصوف وہ لوگ ہین
جنہون نے اجسام سے انکے ادراک کیطرف سفر کیا اور بارگاہ وفا مین اُترے اور محل صفا
مین داخل ہوئے - اور سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشق معشوق کے سوا اور کے
دروازہ پر ٹھیرے - اور کریمون سے سوال مین ہٹ کرو اور اگر تم عطا کے سزاوار نہوگے
تو اُنکے اخلاق بہت پسندیدہ ہوتے ہین - اور کوئی قلب کبھی اپنے پیدا کرنیوالے
کیلئے ذلیل نہو اگر اسنے اُسکو تو رونکی بخشش - اور کسی مرید کی ہمت اپنی رفتار مین کبھی
کسی ہستی کے پاس کسی ہستی کے لئے نہ ٹھیری مگر منادی تحقیق نے اُسکو للکارا کہ جسکے
ساتھہ تو ٹھیرا ہوا ہے اسکے وجود کو ثابت کر - اور اپنے ایمان کا تکیہ گاہ انسانی غور و فکر
کے نتیجون کو نہ بناؤ بلکہ اس سے اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
بھاگو اور اس سے اللہ کی پناہ ڈہونڈہو بلکہ ایمان کو اللہ عزوجل کی مدد سے چاہو - اور انہین
سے دوسری روایت مین یہ ہے کہ اگر تم راہ واضح و روشن پر چلنا اور اتقیاء کے رتبہ پر
پہونچنا اور اعلی مرتبہ والون کا اقتدار کرنا چاہتے ہو تو دیکھو ہرگز اپنے دین و ایمان کو عقل و
فکر کا نتیجہ اور معقولیون کے دلائل پر موقوف نہ سمجھنا بلکہ اعلی مقام اور نادر الوجود منزل

کی طرف چڑھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات و انوار کی مدد چاہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تم پر احسان کر کے اپنے پاس سے ایسی مدد پہونچاے کہ تمکو کسی غیر کی حاجت نہ رہے اور وہ اپنے نور سے تمہین اپنی طرف کی راہ دکھاے تاکہ اُسمین تم صرف اُسی کو دیکھو اور یہ کہو کہ اے میرے پروردگار مین تیری پناہ ڈھونڈھتا ہون کہ میرا ایمان تیری نسبت اور تیری اُتاری ہوئی کتابون کی نسبت اور تیرے رسولون کی نسبت ایسی فکر سے مستفاد ہو جسمین نفسانی اوصاف کی آمیزش ہو یا جو ایسی عقل کیطرف مستند ہو جو طلبیت بشریہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ تیرے نور مبین اور تیری اعلیٰ مدد اور تیرے نبی مصطفٰے کے نور سے مستفاد ہو۔ اور اگر تم ولی کے نور کی معرفت تک پہونچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے طالب ہو پس وہین تم اسے پاؤ گے کیونکہ اولیا اسکے غیب کی امانتین اور اسکے بارگاہ کی پوشیدہ چیزین ہین۔ اور اعمال و علوم و احوال کی نسبت یہ نہ چاہو کہ وہ تمام بشری آمیزشون سے خالص و پاک ہون ورنہ تکلیف مالایطاق مین پڑ جاؤ گے اور جسکا وجود ممکن نہین ہے اُسکو سہو و غلط گمان کرنے لگو گے بلکہ آب و خاک کی نجاست اور مدرکون کے ادراک سے پوشیدہ چیز کے خون کے بیچ مین سے خالص[۵] دودھ نکلتا ہے جو پینے والون کے لیے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور بدکارون کی کثرت اور نیکوکارون کی قلت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ گو اُنکی تعداد کثیر ہے مگر اُنکا معاملہ چھوٹا اور حقیر ہے اور اگرچہ اُنکا شمار کم ہے لیکن اُنکا معاملہ اہم ہے۔ اُنکی ظاہری باتون کے سارے اور اُنکے زوال پذیر معانی جو حقیقی نہین ہین بہت ہین اسلیے وہ

ع۵ دیکھو چودہوان پارہ کا پندرہوان رکوع آیت ۶۶۔ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ٥

گہاس پات کیطرح عالم ثانی مین داخل ہین کیونکہ انکے کالبد نباتات کے ہین جو معانی نورانیہ سے خالی اور نفوس خسیسہ ارضیہ سے معمور ہین انکی آبادی کی علامتین معانی رذیلہ حیوانیہ اور صفات اشکال شیطانیہ ہین انکا بہت بہی تہوڑا اور انکا ذی عزت بہی صاحب ذلت ہے وہ چوپایون کیطرح عہ بلکہ اُن سے بہی زیادہ بے راہ ہین اور یہی لوگ تو غافل ہین - اور ان نیکو کارون کی ظاہری تعداد قلیل اور باطنی امداد کثیر ہے انمین کا ایک آدمی اپنے جنس کے نیکو کارون مین سے بہترون کے برابر سمجہا جاے گا پہر اُن لوگون کے مقابلہ مین جنکا کچہہ بہی وزن نہین ہے اپنے انوار کی وسعت کے اعتبار سے اُنکا کیا کچہہ وزن نہوگا - اور جن لوگون کی کچہہ بہی قدر نہین ہے اُن کی مقدار زیادہ ہونے سے اُنکی وقعت زیادہ نہین ہوسکتی - اور جون جون بندہ مومن خلوص سے حقیقت ایمان کی تجدید کرتا ہے دون دون اُسکی یہ تجدید عالم کون کے فنا کی مقتضی ہوتی ہے - اور غنی الاعظم کے سایہ مین فنا اکبر کے اندر آجانا نعمت عظمی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے عہ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ اور حدیث مین ہے کان اللہ ولا شیٔ معہ - اور لوگون نے کہا ہے ؎

چھپا کے دامن مین اہل زمان سے	لگا دیکھنے دوسرون کو مین دان سے
مجھے پر کسی نے نہ دیکھا نہ جانا	کہ ہے نام کیا اور کہان ہے ٹھکانا

اور انکا قول ہے کہ وہ مرد نہین ہے جو استعمال کرنیکے لئے تمکو دوا بتادے بلکہ مرد تو وہی ہے جو اُسکی حضرت مین تمہاری دوا کرے - اور اعلی درجہ کا نور وہ ہے جو قلب

عہ دیکھو نوین پارہ کا بارھوان رکوع آیت ۱۷۹ - اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط اُولٰئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

عہ پھر انکو پڑے جھک مارنے دو کہ کھیل بنایا کرین (پارہ ساتوان سترھوان رکوع - آیت ۹۱.)

و اسرار مین تیرجاے اور اس دار ناپائدار کے ختم ہونے تک ظاہر نہو اور یہ اسوجہ سے کہ وہ جلد ظاہر ہونیوالے سے زیادہ پائدار زوردار بلند و اعلی ہوتا ہے - اور تم غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ جو اسنے دیر سے اُگتے ہین وہ دوسرون سے جو اسطرح کے نہین ہوتے زیادہ تر پائدار زوردار اور اوپر کو جانیو الے ہوتے ہین - اور اللہ تعالی کی یا اللہ تعالی کی راہ کی ذرہ برابر محبت کو بھی ڈھیرون اعمال کے بدلے نہ بیچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جسکو دوست رکھتا ہے اُسی کے ساتھ رہتا ہے - اور ایک آدمی دوسرے سے معانقہ کرتا ہے مگر دونون مین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی ہے اور زبان ایک باطن کی ہے ایک روح کی ایک قلب کی اور ایک عقل کی اور یہ اپنے اصل ماخذ اور اصلی سرچشمون سے پہچانی جاتی ہین اور عارف کامل ان مین سے ہر ایک کو اُسی کی زبان اور اُسی کی لغت مین خطاب کرتا اور اُسی کے جام مین اپنی شراب ڈالتا ہے - اور دزد ہستی نہین ظاہر ہوتا ہے مگر شحنۂ معرفت کے غائب ہونے کی صورت مین اور اگر معرفت نہوتی تو دزد ہستی کبھی پکڑا نہ جاتا اور اگر دوسری تشبیہ دیکر کہنا چاہتا ہو تو یون کہو کہ ہستی کا ستارہ روشن نہین ہوتا ہے مگر آفتاب معرفت کے نظر نہ آنے کی حالت مین اور جب توحید کے مشرق سے معرفت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے تب آثار کے تارے اور اغیار کے تارے ڈوب جاتے ہین اور اگر لوگ دل کی قدر جانتے تو ضرور ہر آدمی سے بادب پیش آتے کیونکہ سب کا یکسان لباس اور ایک سی صورت ہے اور جب علم والے تمکو کسی بات کا حکم دین یا کسی بات پر ڈانٹ بتائین تو حکم کو مان لو اور ڈانٹ کی جگہہ مین مُرک جاؤ گو تمہارا مقام اعلی اور منازل قرب مین تمہارا مرتبہ بہت نزدیک ہو کیونکہ اسمین اللہ تعالی کا ادب

اور اسکے حق حکمت کا پورا کرنا اور اوامر الٰہیہ کے حدود کے پاس رُک جانا ملحوظ ہے
اسلیے کہ بادشاہ کے ہمنشین کا کمال ادب یہ ہے کہ جب دربان ڈانٹے تو شاہی
آداب کی تکمیل کے خیال سے سرتسلیم خم کردے۔ اور کبھی کوئی علوی یا سفلی کرشمہ
ظاہر نہین ہوتا مگر وہ حضرت ربانیہ او معرفت خفیہ سے نور کی دلیل ہوتا ہے اور بہت سے
معارف ایسے ہین جنکی نہ کوئی مثال ہوتی ہے اور نہ کسی ذی بصیرت دل مین اُن کا
تصور آتا ہے۔ اور جب تیر معرفت کسی قلب کے ایمان کو نشانہ بنائیگا تو ضرور اُسپر جا کر بیٹھے گا
خطا نہ کرے گا۔ اور یہ عالم بہ تدریج پیدا ہوا ہے پس جب پیدائش آخری دائرہ اور
نشاۃ ثانیہ کیطرف متوجہ ہوئی تو آسمان بمنزلہ باپ کے ہوگیا اور زمین بمنزلہ ماں کے اور
پیدا ہونے والا ایک دفعہ مین ایک ہی تھا اسلیے آدمیون کی روئیدگی کے دانے
زمین کے بطن سے ایک ہی روئیدگی کے حکم مین ثابت ہوسے۔ اور جب عارف
کی زبان معرفت مین گویا ہوتی ہے تو اُسکا سارا وجود خاموش ہوجاتا ہے۔ اگر نفوس
اُس چیز کی قدر جانتے جسکی طرف بُلائے جاتے ہین تو اسکی طرف جانے مین اپنے
بُلانیوالون سے پیشقدمی کرتے۔ اور دنیا کی شراب نہ پیئو مگر اُسکو شراب آخرت کے ساتھ
ملانے کے بعد اور یہ اسلیے کہ تم محفوظ رہو۔ اور کوئی جدید وقت ایسا نہین ہے جسمین
جدید مدد نہ آتی ہو جو کہ اُن وسائط وقت کو پہونچتی ہے کیونکہ یہی وقتی مدد کے اہل
اور اسکے سفیر ہین اور اثر مین آیا ہے کہ تمہارے اس دہر مین تمہارے رب کے
نفحات ہین اسلیے سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نفحات کے سامنے آو'' اسمین وقتی
مدد کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی کوئی حقیقت کسی عارف پر وارد ہوئی مگر اس کا
شہود سلطان انوار حقیقت کے نیچے دب گیا لیکن جو شخص اس سے سننے والا ہے

اُسکے شہود کا باقی رہنا ممکن ہے باوجود اسکے کہ وہ حقیقت اُس سے اسکو پہونچی ہی ہو کیونکہ اسکے پاس وہ بشر کے ذریعہ سے آئی ہے۔ اور ارواح اشباح (اجسام) مین چھپ گئین کیونکہ اس جہان مین اشباح ظاہر ہین اسلیے لوگون کو اُسی کے ساتھہ اعتنا رہوتا ہے اور بندہ اپنے ظاہر کے شہود مین مشغول ہوکر قلب و باطن کی نگہداشت سے غافل ہوجاتا ہے اور صاحب توفیق سعادتمند وہ ہے جو اپنی روح کے لیے زحمت اُٹھاکر اُسکو ظاہر کرنا اور اسکی اصلاح حقیقت مین مجاہدہ کر کے اُسکو رہائی دلاتا اور آزاد کراتا ہے۔ اور وہ بڑا شخص نہین ہے جو اپنے امور بشریہ کو تمسے چھپا کر اپنے آپ کو تمسے مخفی رکھے بڑا آدمی وہی ہے جو امور و اوصاف بشریہ کو ظاہر کردے بعدہ کا بشریت پر تحقیق کے آثار تمہارے سامنے نمایان کرے اور اسکے چھپے ہوئے خزانہ سے غیب کے ذخیرے نکالکر دیتا ہے اور اسمین اللہ تعالی کے اس قول کے سمجھنے کا اشارہ ہے عہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَيَّ (اے محمدؐ! تم کہو کہ مین تو تمہارا ہی جیسا بشر ہون مجہپر وحی آیا کرتی ہے) اور عارف کسی حال مین غیر اللہ تعالی کے ساتھہ نہین رہتا اور نہ اُس چیز کے ساتھہ ٹھیرتا ہے جو حق سے اُس کے لیے ظاہر ہوتی ہے اور جب اُسکے ساتھہ ٹھیرا تو اسکے باعث اپنے پروردگار سے محجوب ہوگیا۔ اور سب سے مفید دوا کے پینے والے صورت کے سبب سے اُسکو پانی سمجھتے ہین مگر اسمین سب بیماریون سے شفا ہوتی ہے یہی حال ولیون کا بھی ہے کہ جو آدمی اُنکو عوام کی صورت مین دیکھتا مگر اُنکے پاس پہونچ جاتا ہے اُسکو وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ مین پہونچا دیتے ہین مگر وہ غافل رہتا اور اپنے مقام کو نہین جانتا ہے

عہ چوبیسوان پارہ پندرہوان رکوع سورہ حم سجدہ کی چھٹی آیت ۱۲

بعد جب اُسکا قلب منور ہوجاتا ہے تب اُسکو پہچانتا ہے۔ اور سلطان نور تجلّی کے سامنے آدمی ثابت قدم رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اسکی وجہ یہ ہے کہ طینت بشر کا خمیر اصل اصیل سے ہے بخلاف پہاڑ کے۔ اور زبانین تین ہین ایک تو زبان سے نقل کرنیوالی دوسری قلب سے نقل کرنیوالی اور تیسری غیب سے نقل کرنیوالی۔ پس پہلی محض ناقل ہے دوسری عالم ہے اور تیسری عارف کی۔ اور زبان کی زبان ہوا کی ہوا ہے۔ اور قلب کی زبان سیدہی راہ کیطرف رہنما ہے۔ اور غیب کی زبان عالم محو وفنا کے جانب اشارہ کرتی ہے اور ادنیٰ فرع اعلیٰ اصل ہین پیچیدہ ہے۔ اور علوم کا مہر فہم کا حُسن ہے اور حقائق کا مہر حقائق کے غلبہ مین فنا ہوجانا ہے۔ اور عارف کا نفس جو معیشت حیات دنیا کی سیاست پر مقرر کیا گیا ہے اسکے نور معرفت کے تحت مین ایک شاگرد اور اسکی روح کے ہاتھ کے نیچے ایک مرید ہے جو سارے شاگردون کے ساتھ تعلیم پاتا اور کل مریدون کیطرح تربیت کیا جاتا ہے اور اُسکی خصوصیت پر ویسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا اور مومن جنکو خدا چاہتا ہے اور اسکے علوم ربانیہ کے حقائق اور اُسکے مقامات علویہ کی واقفیت سے معزول رہتا ہے کیونکہ یہ سب ایسے اسرار غلبیہ ہین کہ علماء ظواہر انپر مطلع نہین ہوتے صرف اسکے ظاہری آثار کو جان سکتے ہین۔ اور اگر تجلیات وانوار سے غیب مین تیری آواز نہ پہونچے تو طاعت واذکار سے پہونچا۔ اور اگر کسی پر ایک ہی وقت مین نت نئی بیداریان طاری ہون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ اُسمین چند غفلتین ہین اور خصوصیت والون کے لیے بیداری نہین ہوتی کیونکہ اُنمین غفلت ہی نہین ہے۔ اور جب تم اپنے نطفہ کی پیدائش مین

اُسکی تخلیق وتصویر کے محتاج ہو تو اپنی حقیقت اصلیہ کی ہدایت مین کیونکر اُسکی
عنایت وتنویر کے محتاج نہو گے۔ اور اللہ عزوجل نے کہا ہے کہ اے میرے
بندے جب تو مجھسے ایسی حالت مین ملے گا کہ تو میرا پہچاننے والا ہوگا توجسقدر
موجودات ہین اتنی ہی تیری نیکیان لکھون گا۔ اور بہت سے بندے جو اپنے
نفس کو اسقدر ذلیل سمجھتے ہین کہ اُنکو تعجب ہوتا ہے کہ وہ موجود کیون ہوا اُنکو
جب فضل کا خلعت عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے شرماتے ہین کہ اُسکا وجود کوئی
اللہ کے ساتھ مشہود کیون ہوا۔ اور اُن ترتازہ خبرون کے سننے کو واجب جانو
جو غور وفکر سے پیدا نہین ہوئی ہین کیونکہ یہ دلون کی دوائین ہین۔ اور تمہاری ذات
آئینہ ہے اور تمہاری ذات کی شکل تمہاری ذات کی آئینہ ہے۔ اور جب تم نے
دیکھنے والے کو دیکھا تو دیکھ لیا۔ اور جو حقیقت ایسی جلوہ گر ہو کہ اُسکے غلبہ مین اُسکے
شہود کا شاہد غائب ہو جائے وہ شہد حق ہے اور اگر غائب نہو تو اُسکے شہود مین
آمیزش وتلبیس ہے۔ اور خود روحون کی کوئی صورت نہین ہے اور جو ہے وہ اجسام
کے اعتبار سے ہے اسی لیے جب بنی آدم نے نافرمانی کی تو ارواح کے اتصال
کی وجہ سے برائی ظاہر ہوئی کیونکہ عالم ارواح کا جب ظہور ہوگا تو اُسکے رب کا شہود
ہوگا اور اس شہود کی صورت مین عصیان کہان۔ اور سب سے نادر الوجود چیز طلب
مین خلوص کا پایا جانا ہے اور اسی کے لگ بھگ قبول ہے اور ان دونون سے
زیادہ کمیاب وصول پر دسترس ہے۔ اور دو چیزین ایسی ہین جن پر بہت کم دل جا رہتا
ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے باہر آجانا۔ اور عمدہ بات یہ
نہین ہے کہ تمہارے معشوق کی تجلی ہو اور تمہارا رقیب موجود نہو بلکہ عمدہ بات یہ ہے

کہ رقیب کے رہتے ہوئے تمہارے حبیب کی تجلی ہو۔ اور عارف کو اگر خلق اسلیے تلاش نہ کرے کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہونچے تو اللہ تعالیٰ کے حق کے اقتضار سے وہی اُسکو تلاش کرے گا۔ اور جنت مطلوب ہے اور دوزخ طالب ہے اسی لیے اُس سے طلب کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس سے بھاگنے کا۔ اور مہربان باپ اپنے چھوٹے بچہ کو اس طور پر طبیب کے پاس بھیجتا ہے کہ اُسے خبر نہین ہوتی اور طبیب کو کہلا بھیجتا ہے کہ اُسکے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش انا اسکا احسان مجھپر ہوگا اور اُسکو نہ بیماری کی خبر کرنا نہ علاج کی اسی طرح عارف سے کہا جاتا ہے کہ میرے بیمار بندے جب تمہارے پاس آئین تو اُن کا اُن آسانیون کے ساتھ جو ہمنے بتا دی ہین اس طور پر علاج کرنا کہ وہ خبر نہون اور اُنکو اُنکی بیماری و دوا سے واقف ہونے کی تکلیف نہ دینا کیونکہ لبا اوقات اُن پر شاق گذرے گا اور تم بھی اُن سے اسیطرح پیش آنا جسطرح ہم پیش آتے ہین کیونکہ تم تو ہماری طرف بُلانیوالے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنیوالے ہو دیکھو ہمنے اُنکو اپنی بارگاہ اور اپنی جنت کی طرف بُلایا ہے اور وہ نہ اسکو جانتے ہین اور نہ عارفون کے سوا حقیقت بین حقائق کے کنہ کو پہچانتے ہین۔ اور اسرار و انوار مین باہم کشاکش ہوتی ہے اور اُن مین سے ہر ایک اپنے جام کا دور دوسرے کو دیتا ہے پس دونون پر نشہ چڑھتا ہے اور دونون اپنے وجود سے غائب ہو جاتے ہین پھر تو نہ اسرار ہوتے ہین اور نہ انوار۔ اور نعمت اور بہت بڑی نعمت تمسے خطاب ہے گو ایک ہی لفظ سے کیون نہو۔ اور عارف اُس چیز کی رویت کیلیے جو اشرف و اعلیٰ و بزرگتر ہے دونون جہان سے دست بردار ہو گئے ہین۔ اور عابد اپنے نفس کے فعل

سے دشمنی رکھتے ہین اور عارف خود اپنے نفس ہی سے ۔ اور لاالہ الا اللہ کہنے کی اسقدر پابندی کرو کہ لاالہ الا اللہ کے ذریعہ سے لاالہ الا اللہ سے غائب ہوجاؤ ۔ اور لوگون کو عارف محقق سے اُنکا شرک ہی روکتا ہے کیونکہ عارف اُنکو حضرات جمع و تفرید مین دہنساتا ہے اسلیئے اُنکے نفوس انوار کی آگ کی گرمی سے اغیار کے سایون کی طرف بہاگتا ہے ۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی وہ ہر چیز کو جسکا سبب وہ ہے دوست رکھیگا جیسا کہ بنی عامر کے مجنون کا قول ہے ؎

سگ سیاہ نظر آتے ہین سگے مجکو	ترے سبب سے یہ کالے بہلے لگے مجکو

اور عارف جب اپنے آثار بشریہ کی شکایت کرتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ ہم تو تیرے ذریعہ سے حس کے دائرون کو اُسی طرح آباد کرنا چاہتے ہین جسطرح قدس کے دائرون کو تجہسے ہمنے آباد کیا ہے ۔ اور فرزند آدم گوشت و پوست کے بازو لیکر دنیا مین آیا اور اُسکے اوپر آسمان ہے اور نیچے آگ ہے پس اگر اُسنے اپنے بازودن اور پرون کی پرورش کی تو اُڑا اور اگر اُنکو اپنی حالت پر چہوڑ دیا تو آگ مین گرا اور حدیث مین آیا ہے کہ مومن کا لوتہڑا ایک پرندہ ہے جو بہشت کے درخت مین لٹکا رہتا ہے اور یہی تمہارا ایک قہر ہے کہ بہت سی چیزون کا تمکو مشاہدہ کراے اور نہ تم مین اُنپر چلنے کی سکت ہو اور نہ تم اُنکے اقتضا پر عمل کرتے ہو مگر جب وہ چاہے اور ارادہ کرے ۔ اور جس چیز کا تم ارادہ کرو اور تم اُس سے محجوب ہو تو وہ عین امر مطلوب نہین ہے ۔ اور بندہ جسقدر حضوری مین زیادتی کریگا اُسیقدر اُسکے وقت مین نور کی زیادتی ہوگی ۔ اور آگ نہین کہاتی ہے مگر شرک ہی کی جگہہ کو اگر سارا ہے تو سارے کو اور تہوڑا ہے تو تہوڑے کو اور بعض مومنون تک جو آگ

پہونچے گی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہون کے باعث شرک خفی مین مبتلا رہے گی
اور حقیقت ستر دونون جہان مین کسی پر ظاہر نہین ہوتی۔ اور اضطرار کے وقت
بہی اسرار کا اظہار مباح نہین ہے مگر اُنکے علمار کے فتوے سے۔ اور حقیقت
انسان کا مغز ظاہر نہین ہوتا مگر اُسکی ظاہری طینت کو نکال پہینکنے سے جیسا کہ بعض
میوون کا باطنی مغز اُسکے ظاہری چہلکے ہی کو اُتار دینے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔
اور ادابِ معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکے ساتھ
اتصاف بہی پایا جاے لیکن جو شخص اُن سے متصف ہو اُسکا بیان سننے والے
کیلیے زیادہ تر مفید ہے اور غیر متصف کا بیان شافی اور اُسکے علم کا پہیلانا طلب سے
خالی نہوگا۔ اور اللہ تعالی ابنی آدم سے فرماتا ہے کہ تمنے زمین کو طول و عرض مین گہیر لیا مگر
تم مین سے ہمارے پاس تہوڑے ہی سے پہونچے۔ اور کبہی کوئی عارف خاموش تہا
گویا ایک ہی سانس کیلیے مگر اپنے زمانہ والون کے عذاب کیلیے اور کبہی کوئی کلمہ
اُسنے مُنہ سے نہ نکالا مگر جتنے لوگون نے اُسکو سُنا اُنکو فائدہ پہونچا۔ اور بندہ کی
غفلت اور اُسکے دل کا اندہاپن ہے جو وہ چیزون کی نسبت اپنے رب کے سوا
اورون کی طرف کرتا ہے۔ اور تم سے ہو نہین سکتا ہے کہ تم شیطان سے بچ سکو
جو تمہارے نفس وجود سے ملا ہوا تمہارے قلب کے کانون سے چپکا ہوا
اور تمہارے خون کیطرح تمہاری رگون مین دوڑتا پہرتا ہے مگر اُسی کی طرف رجوع
کرنے سے جو باعتبار شیطان کے تمسے زیادہ تر قریب ہے اور وہ اللہ تعالی ہے۔
اور معاملات کے رستہ مین ظاہری بدیان معاف ہونے کے قابل ہین کیونکہ
یہ اُن سُنے ہوے حکمون کی مخالفت ہین جو پردہ کے باہر سے مخلوق پر اوترے

ہین بخلاف دلون کے انوار واسرار کے کہ جب انین خلل واقع ہوا تو نہ انکی بُرائیون کی معافی ہے اور نہ اُنکے نقصانون کی تلافی چنانچہ بعض شخص جو اسی خلل مین مبتلا تھے اُن سے کہا گیا تھا کہ ؎

تری ہر خطا سے ہے یان درگذر	فقط بے رخی ہی گوارا نہین
دئے بخش اگلے تمہارے قصور	یہ دلبر تمہارا اجارا نہین

اور جب کبھی کسی خالی یا تاریک وقت کے بعد ندامت لاحق ہوئی تو ضرور وہ معمور یا منور ہو گیا۔ اور پہلی مرتبہ تم سنتے ہو دوسری مرتبہ سمجھتے ہو تیسری مرتبہ جانتے ہو چوتھی مرتبہ دیکھتے ہو اور پانچوین مرتبہ پہچانتے ہو۔ اور بنی آدم کے لئے تین عالم ہین عالم انسانی عالم شیطانی اور عالم روحانی پس خاکی ہونے کے باعث اس مین جہل ونسیان ہے اور یا شیطانی کے سبب جھٹلانا ناشکری انکار اور سرکشی اور وصف روحانی کی وجہ سے تصدیق واعتقاد وبعدہٗ یقین وعرفان اور بعدہٗ شہود وعیان۔ اور قلوب تین ہین ایک تو قلب ارضی جسمین شیطان پناہ لیتا ہے اور اکثر اغوار کے ذریعہ سے اسپر چھا جاتا ہے دوسرا قلب سماوی جسکی طرف شیطان ڈالدیا جاتا ہے اور پھٹکار دگر وسے باتین چراتا ہے پس شیطان اُسکی خبرین سن لیتا ہے اور اکثر اُسکے انوار کے شہاب کی مار اسپر پڑتی ہے اور تیسرا قلب عرشی ہے شیطان جسکے قریب کبھی نہین آتا اور نہ کبھی اُس تک پہونچ سکتا ہے۔ اور قرآن کے سننے کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ سننے والا موجودات کے شہود سے غائب ہو جائے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نیکی پہونچانا چاہتا ہے تو ایسے طریقہ سے جسمین نہ ظاہری شرعیات کی تکلیفین ہین اور نہ قواعد

عقلیات کی زبردستیان اُسکے قلب تک علوم حقیقیہ کو جو بارگاہ ربوبیت سے ملتے ہین پہونچا دیتا ہے - اور عالم شہادت سارے کا سارا آدم کی ظاہریت مین پیچیدہ ہے اور اُسکی ظاہریت اُسکے معنی روح مین پیچیدہ ہے جو اپنے ہونکے جانے کے پیچ مین غائب ہے - اور ہونکا جانا افاضتہ مین پیچیدہ ہے اور یہ منقطع الاشارہ ہے - اور جب ہستی فانی چشم غفلت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسی موجود کو دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی یکتائی کی غیرت کے سبب سے اُسکی فنا کا حکم جاری فرماتا ہے - اور اگر عارف اپنی حقیقت کی زبان سے کلام کرے تو ہستی شہادی مین اُس کا ایک کلمہ بھی نہ سما سکے - اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ شخص جسنے مجھے طلب کیا ہے اور اے وہ شخص جو مجھے طلب کرتا ہے ٹھیر جا - اور جسنے یاد دہی کے جام مین اپنی بشریت کا ذرہ برابر بھی ملا کر تمکو دیا اُسنے تمکو اذیت دی اور اگر عارف کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے ایک لاکھہ خصوصیتین قبول کرے اور چاہے حجاب کا دور ہونا تو وہ ضرور اسی کو پسند کریگا کہ ذرہ برابر بھی اُسکا حجاب دور ہوجاے - اور حال وہ ہے جو تمکو اُسکی بارگاہ کیطرف کھینچے اور علم وہ ہے جو تمکو اُسکی خدمت کیطرف پھیر لاوے - اور اگر راہین تنگ ہوتین تو تم نور کو بہتا ہوا دیکھتے اور نسیم قرب کی خوشبو سونگھنے سے تمکو کسی چیز نے نہین روکا ہے مگر تمہارے زکام نے اور نور کے مشاہدہ سے تمکو کسی چیز نے باز نہین رکھا ہے مگر تمہاری تاریکی نے - اور اپنے محبوب سے جس شخص کی محبت کسی نے سب سے زیادہ ہوجاے وہ انتہائی محبت کے دعوے سے کوسون دور ہے - اور جس حالت پر کوئی اعتراض نہ ظاہر سے ہوا ور نہ باطن سے وہ ایسا "جمع" ہے جسمین "غلطی" نہین ہے اور

ایسا "رزق" ہے جسمین شرک نہین ہے - اور جسنے اللہ تعالی کے ایسے اسرار
کھولدیے جنکا کھولنا مناسب نہین اور ایسے پوشیدہ علم کی کوئی بات افشا کر دی جسکا
افشا سزاوار نہین اسکو یہ سزا دیجاتی ہے کہ لوگ اُس سے بدگمان ہوجاتے
ہین یا اس سے بھی بڑھکر عقوبات مین مبتلا ہوتا ہے - اور اگر تجھسے "مین" نکل جاے
تو تجھپر روشن ہوجاے کہ مین کون ہے - اور شیطان کا مطلب آدمی سے
حاصل نہین ہوتا مگر جس وقت وہ اپنی خواہشون کی زمین مین اُترآتا ہے - اور
عابد خلق اللہ سے اسلیے بھاگتے ہین کہ انہین اللہ تعالی کے جو اسرار ہین اُن سے
وہ ناواقف ہین اور اگر وہ اُن اسرار سے واقف ہوتے تو ضرور ان سے ویسے
ہی مانوس ہوتے جیسے عارف مانوس ہین - اور کشف غیبی جسقدر دقیق و خفی
ہوگا اُسیقدر اعلی ہوگا - اور جن دلیلون سے تم اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنی
چاہوگے اُن سب سے زیادہ واضح خود تم ہو - اور اس دار ناپایدار مین عارف نہ کسی
حال پر عمل کرتے ہین اور نہ کسی مقام پر وہ تو صرف اللہ کی طرف جمع ہونے کی تحقیق
پر عمل کرتے ہین اور سب باتین اسی کے ضمن مین ہین - اور موجودات مین جتنی
چیزین ایسی ہین کہ اپنے افعال مین اپنے اختیار کے شہود سے دور ہین اُنکی
بقا مین پایداری ہے جیسے آسمان زمین پہاڑ اور دریا اور جو اپنے اختیار کے شہود
سے قریب ہین اُنکی عمر کوتاہ ہے جیسے آدمی اور جانور تاکہ عقل والے سمجھین اور عنایت
سابقہ ہدایت ناطقہ کے پیشتر ہوا کرتی ہے - اور دنیا مین تم ٹھیرنے والے نہین
ہو اور آخرت تک تم ابھی پہونچے نہین ہو اسلیے قریب مجیب کی طرف رجوع
کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہین ہے - اور اللہ عزوجل کی بندہ پر اس سے

بڑھکر کوئی بخشش نہین ہے کہ اُسکے قلب کو منور کردے۔ اور جس وقت عارف ایک کلمہ بھی بولتا ہے تو اُسمین سننے والے کا وجود غائب ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام بمنزلہ مرد کے ہے اور کان بمنزلہ عورت کے "اور مرد عورتون کے سردھرے ہین" عـ۵ اور اگر عارف کسی شہر مین سانس لے تو جو بندہ اسمین ہوگا اُسکا ایمان مضبوط ہوجاے گا۔ اور سیر وصول غیبی کے سامنے عارض شہوانی ہے۔ اور جس عارف کا وجود اُسکے مرید کے سامنے مرجاے اُسکا مرید اللہ تعالیٰ تک نہ پہونچے گا۔ اور حضرات انوار تک نہین پہونچتے مگر وہی اسرار جو خالص ہوتے ہین۔ اور جس مرید نے عارف کو توقیر و وداد کی نگاہ سے دیکھا وہ راہ حق ورشاد کا سالک ہوا اور فہم کے ساتھ توحید مباح نہین ہے مگر خاص کر تکلیف کے محل مین اور جسنے سمجھا ایسے مقام مین یہ مکلف وجد کیا جسمین وہ پہونچا نہین ہے اُس کا قدم اُس مقام سے جسمین وہ ہے نیچے کیطرف پھسلجاے گا یہ صرف اُسی کو مباح ہے جسکو اجازت ہے، یا جو کسی عارف کے اشارہ کے تحت مین ہے۔ اور واردات ربانیہ سمجھ سے باہر نہین اور جو سمجھ مین آتے ہین وہ تو اُسکے پانی کے چھینٹے اور اُسکی روشنی کی شعاعین ہین اور جب تک کہ تم عام موجودات سے باہر نہ چلے او تمہارے لئے حقائق ایمان کا نور نہین چمکنے کا۔ اور علم حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب دل مین اُترجاے تو امثال وصورتین مٹ جائین گو امثال ظلیہ حقائق اصلیہ کے اخذ کا سبب ہون اور جو کچھ تم مین پیدا کیا گیا ہے وہ صرف اس لئے کہ اُسکے ذریعہ سے تم موجودات کو پہچانو نہ کہ موجود کنندہ کو کیونکہ وجود اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اور

عـ۵ الرجال قوامون علی النساء سورۂ نساء ۱۲-۱

حکمت کے مواد انسانی قوت کے اندر پیچیدہ ہین مگر حکیم کو اُدرون پر صرف اسلئے فضیلت ہے
کہ وہ اُنکو قوت سے فعل کی طرف لاتا ہے۔ اور آدمی پر اشارہ واقع نہین ہوتا کیونکہ
وہ ایک نسبت ہے جو فنا رکے انوار مین سرگردان رہے۔ اور اگر حصول مین تمھاری
کوئی نیت ہوگی تو تمھارا کچھ اثر اُسمین باقی نہ رہے گا۔ اور فرزندِ آدم کی خوبیان چھپی
ہوئی رہتی ہین اسلیئے اُسکو اُنکے اعتبار سے دیکھو تو امید ہے کہ تمکو اُس کا کچھ
جمال نظر آئے۔ اور ایمان کے جواہر انکے ہی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور حیاتِ دنیا
مین شہوات کا حاصل ہونا فوری عذاب ہے مگر چھپا ہوا۔ اور جب حقائق اپنے صفت
کے ساتھ ظاہر ہونگے تو اُنکے ظہور مین خفا اور خفا مین ظہور ہوگا اور اُنکو ھو الاول
والاخر والظاھر کی وادے مدد پہنچتی ہے۔ اور کوئی اعلیٰ واردات نہین
آتی مگر اُسکے ساتھ قطع کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور محققون کی دو قسمین ہین ایک کو
تو رہنمائی و صاف گوئی کی اجازت ہوتی ہے اور دوسرے کو اسکی اجازت نہین ہوتی
اور دنیا کے مال و متاع مین خوبی و برکت اسلیئے ہے کہ وہ نہ منقطع ہونیوالی عطا اور
نہ ختم ہونیوالے احسان ہین اور عالم بقا اور فضاء اعلیٰ کیطرف جانیوالے ہین۔ اور جب
تمھارے پاس سے غیب کے حقیقی بادل کا کوئی ٹکڑا گزرے تو اُسکے نیچے ٹھیر جاؤ
کیونکہ وہ یا تمپر سایہ ڈالے گا یا تمکو تر کرے گا۔ اور آدمی کے آزادانہ ہونے کی ایک
علامت یہ ہے کہ جدہر اُسکو ہوا و ہوس چلائے اُدہر ہی اُسکا قدم اُٹھ جائے۔ اور
اپنے حسن نیّت پر جمے رہو تاکہ اصول مقصود کی صورت پیدا ہو۔ اور مومن کا شوق
ایسی چیز کی نسبت جسمین ہوائے نفس نہین ہے۔ اور جو چیز اُسکے نفس کے لیئے
مناسب نہو اُس سے امید ہیم اُسکی استقامت کی دلیلین ہین۔ اور اگر کوئی شخص

اپنی ظاہری بشریت کے پانی کا نچوڑ تیرے سامنے پیش کرے تو خبردار اُس مین سے
نہ پینا کیونکہ وہ تجھے پیروی حرص دگمراہی کیطرف کھینچکر لیجائے گا اور اگر اپنی باطنی خصوصیت
کے پانی کا نچوڑ تجکو دے تو اُسکو بے تکلف خوشی خوشی پی جاؤ یہ شربت تمکو نفع کریگا
اور جس کلام کے رد وقبول مین تمکو اختیار رہو اُس سے تمکو تھوڑا نفع پہونچے گا اور جو کلام
تمکو قبول کرنے پر مجبور کرے وہی تمکو زبردستی اچھے اور عمدہ کام کیطرف لیجائے گا۔
اور مرید کی سیر باطن سے ہوا کرتی ہے اور اُسکا ظاہر تابع ہوا کرتا ہے اور عابد کی
سیر ظاہر سے ہوتی ہے اور اُسکا باطن تابع ہوتا ہے اسلیئے عابد اپنے اوراد کی
نگہبانی کرتا ہے اور مرید اپنے واردات کی۔ اور علمار اس لیئے لوگون پر رحم کرین اور
علم نہین حاصل کرتے کہ معصوم بنین بلکہ اسلیئے کہ لوگون پر رحم کرین اور اسلیئے
نہین کہ اپنے علم کے ذریعہ سے تقدیری امور سے محفوظ رہین بلکہ لجاجت و محتاجی کے
ساتھہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرین۔ اور اہل معرفت کے احوال نہایت ہی عجیب
ہین کیونکہ اگر وہ اپنی بشریت کے ساتھہ ہین تو پانی کی مچھلیان ہین اور اگر اپنی خصوصیات
کے ساتھہ ہین تو ہوا کی چڑیان ہین اسلیئے وہ جب اپنے نفسون کے اوصاف مین
ہونگے تو دنیا کے دریاؤن مین ڈوبے ہوئے ہونگے اور جب اپنی روحون کے اوصاف
مین تو عالم اعلی کے افق مین چکر لگانیوالے اور ہر عالم سے جسکو عالم اعلی سے زیادہ
مشابہت ہے دنیا مین بہت ہی کم ٹہرنے والے اور اصالت مین بہت زیادہ ہونگے
اور جتنی چیزین کہ عقل کے ادراک سے بالا تر ہین اُن مین دو ہی ذریعون سے چل سکتے
ہین اور وہ یا نور ہے یا اعتقاد۔ اور مخلوقات کی طرف سے جسقدر کم تدبیرین ہون گی
اُسیقدر زیادہ خالق کی طرف سے توفیق واعانتین پہونچین گی۔ اور بنی آدم کا اہل

حجاب سایہ کے حقائق کو نصب العین نہ رکھکر سایہ کے ساتھ ٹھیرا رہتا ہے جیساکہ وہ علم کی وجہ سے اسلئے محجوب ہین کہ اُسکے حقائق سے باہر ہوکر اُسکے پردہ کے پیچھے ٹھیرے ہوے ہین۔ اور حالت شکر مین شکر کرنے والے کی ایک زبان ہوتی ہے جو اپنے رب کی طرف سے یہ کلام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی زبان سے فرماتا ہے کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (جو شخص اُسکا شکر کرتا ہے اللہ اُسکی سنتا ہے) اور مرید کو جیسی حاجت اپنے پیر سے ہوتی ہے اُس سے بڑھکر پیر کو اپنے مافوق کی ہوتی ہے۔ اور مریدون کے دل تک انوار پہونچنے کی راہ یہی محبت ہے۔ اور عارف دنیا مین غیر کے لئے ہے نہ اپنے لئے اور غیر عارف خود اپنے لئے ہے نہ غیر کیلئے اور بندہ جسقدر اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ کرے گا اُسیقدر اُس کو اطمینان ہوگا اور جسقدر خلق کی طرف مائل کرے گا اُسیقدر پریشان ہوگا۔ اور جو سبب تجھے تفرقہ مین ڈالے وہ تجھے فنا کردے گا اور مار ڈالے گا اور جو سبب تیری جمعیت کا باعث ہو وہ تجھے جِلائے گا اور پائدار بنائے گا۔ اور محبت ارواح حقائق کا جسد اور اُنکے حضرات کا دروازہ ہے۔ اور عابدون کے لوگون سے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ اُنکو انکی ظاہری بشریت کے باعث مردار دنیا کی بدبو معلوم ہوئی اور عارفون نے جو انکی طرف رُخ کیا اُسکا سبب یہ ہے کہ انکو اپنی باطنی خصوصیت کے سبب سے ارواح کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اللہ عزوجل کو اپنے ولی کے بارہ مین رشک آتا ہے کہ اُسکو اور کوئی پہچانے۔ اور جبتک کہ اللہ تعالیٰ نہ پہچنوائے ولی پہچانا نہین جاتا کیونکہ یہ اُسکے پاس ہوتا ہے اور اگر اُسکے پہچنوانے سے پیشتر پہچانا جاوے تو اُسکے لئے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہوجائے گا۔ اور اس دنیا مین اللہ تعالیٰ کے

جاننے کے دو ہی طریقے ہین۔ اولیاء کے لئے الہام اور انبیاء کے لئے وحی۔
او نگاہون کے اعتبار سے چار قسم کی آنکھین ہین۔ پہلی چنگی اور تیز نگاہ اور یہ نبیون
کی آنکھین ہین۔ پہلی چنگی اور سست نگاہ اور یہ ولیون کی آنکھین ہین۔ ذات کے
اعتبار سے موجود مگر نگاہ مین محجوب اور یہ غافل مومنون کی آنکھین ہین۔ اور اندہی
اور کازدن نادانون کی آنکھین ہین۔ اور جب سے آدمی قالب بشری مین گہیر گئے
او مظاہر حسیات کے قیدخانون مین قید کئے گئے اُس وقت سے اُن کے
پاس عالم غیبی کی کوئی سانس اور محلِ کونی کے انوار کی کوئی شعاع اور کوئی نیا علم
حقیقی نہ آیا مگر نبیون اور رسولون کے ذریعہ سے اور پہر اُنکے پیرو دن یعنی ولیون
صدیقون اور معرفت والے عالمون کے ذریعہ سے اور ان مین سے کسی کو
اُس سے زیادہ علم نہین ہوتا جتنا کہ اوائل فطرت مین اُنکو ملا ہے اسلئے اُن کے
پاس نئے اور تر و تازہ علوم نہین ہوتے مگر اُنہین اعلیٰ درجہ کے قدسی منبعون سے
نکلے ہوے۔ اور جسنے عارف کو پہچانا عارف کو اُس سے مشقت ہی حاصل ہوئی
کیونکہ اُسکی ساری تبدیلیون مین عارف ہی کو اُسکا بوجہ اُٹھانا پڑا اور جسنے عارف کو
نہ پہچانا عارف کو اُس سے راحت نصیب ہوئی اور جسقدر عارف کی معرفت بڑہتی
جائیگی اُسیقدر اُسکی محتاجی و مفلسی زیادہ ہوتی جائیگی کیونکہ جسقدر معرفت
بڑہے گی اُسیقدر قرب بڑہے گا اور قرب سے نسب زائل ہوجاتا ہے کیونکہ دوری
و حجاب ہی کے ساتھہ نسب و اسباب پاے جاتے ہین۔ اور دنیا مین عارف
کی مثال اُس شمع کی سی ہے جو خود چہپی ہوئی دیگر روشنی دیتی ہو۔ اور جسدن اہل باطل
خسارہ مین ہونگے اُسدن نبی یا نبی کے پیرو یا عاشق کے سوا کسی کو نجات نہ ملیگی

اور مثالین مریدون کے لئے ہین اور حقائق عارفون کے لئے اور عارف کی مثال
اُس شخص کی ہے جو دریا کے پاس ہو کہ جہان سے چاہے پانی نکال لے اور مرید کی
مثال اُس شخص کی ہے جسکے پاس تھوڑا سا منجمد پانی ہو اور وہ اس انتظار مین ہو
کہ وہ پگھلے تو اُسے نوش جان کرے۔ اور جب تمہارا نفس قرآن کے سمجھنے کا
قصد کرے تو یہ تمہارا عجیب حال ہے کیونکہ جو چیز تم مین موثر ہے تم اُسکے مؤثر بننا
چاہتے ہو۔ اور جب مؤمن ایک دن ایمان کے ساتھ رہا تو اُسنے لاکھ سے زیادہ
رسیان پکڑین جنمین سے کوئی بھی ٹوٹنے والی نہین ہے۔ اور اگر شیطان انسان
کو گناہ و عصیان کیطرف ہنکا لکر لے گیا اور اُسنے اصرار نہ کیا بلکہ رجوع و توبہ کی تو
گویا اُسنے کبھی شیطان کی فرمانبرداری ہی نہ کی تھی۔ اور جب تمنے کسی بندہ کو ایسی
چیز کی طرف بلایا جسین اُسکی ہوا ئے نفس نہین ہے تو جہانتک تمہارے امکان
مین ہو اُس سے بچو کیونکہ وہ اپنے نفس سے تمکو دشمن سمجھے گا اور اپنے ایمان سے
تمکو دوست رکھے گا۔ اور جب تمنے اپنا عمل درست کیا تو جنت نے تمہاری طرف
رخ کیا اور جب تمنے اپنا دل درست کیا تو حق سبحانہ وتعالی اپنے احسان سے
تمہارے جانب متوجہ ہوا۔ اور جسطرح بندہ کو ہزار ناپاکیون کے بدلے بھی ایک
ہی غسل کافی ہے جس سے اُسکا نماز مین داخل ہونا جائز ہے اُسیطرح جب بندہ
غفلت سے ہزار گناہ کرے بعدہٗ ایک مرتبہ اللہ تعالی کو یاد اور اُس سے امرزش کی فریاد
کرے تو یہ اُن گناہون سے اُسکو پاک کردے گا اور حضرات مین اُسکو داخل ہونے
کے قابل بنادے گا۔ اور جب تمکو دو بہترین باتین حاصل ہوجائین تو پھر کچھ پروا نہ کرو
ایک اللہ پر ایمان اور دوسری بار بار اللہ کی طرف رجوع و میلان۔ اور واللہ اگر

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اس دار ناپائدار میں چھپانا نہ چاہتا تو وہ کسی کو اُسکے ستانے کے لیئے اُن پر مسلط نہ فرماتا - اور فراخ حالی مین حقائق کے ظاہر ہونے سے پیشتر کجی سے باز رکھنے کے لیئے جو ڈانٹ بتائی جائے اور جو فائدہ مند نصیحتین کیجائین اُنکو سن لو کیونکہ حقائق مین پہلی چیز کتاب ہے دوسری خطاب تیسری عتاب چوتھی حجاب اور پانچوین عذاب "جسدن[ع۵] تمہارے رب کی بعض نشانیان آئینگی اُس دن کسی شخص کو اسکا ایمان فائدہ نہ دیگا" اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تقصیر کے ساتھہ بھی اُس کے غیر کی طرف وفاء و خلوص کی نسبت سے کہین بہتر ہے - اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسنے مجھسے ایسی شے طلب کی جس سے اُسکی شہرت ہو تو اُسنے مجھسے اپنا وصف مانگا اسلیئے وہ محرومی سے قریب تر ہے اور جسنے مجھسے میرا وصف چاہا وہ کامیابی سے قریب تر ہے - اور جب تمنے نفس کو خواہش سے روکا تو بس جنت ہی ٹھکانا ہے اور جب تم تقویٰ کے قدم سے اُس چیز کی طرف دوڑے جسمین نفس کی خواہش نہین ہے تو بس وہ بارگاہ ہی تمہارا ٹھکانا ہے - اور اگر تمسے حجاب اُٹھہ جائے تو کتاب نظر آئے - اور انبیاء علیہم السلام کے حقائق غیب کے دائرون مین ٹھیرے ہوئے ہین اسلیئے وہ اپنی ذاتون سے وہان ہین اور ظاہر کے دائرون کا حق پورا کرنے کیلیئے عالم شہادت مین اُنکے رقائق ہین اور اولیاء کے حقائق عالم شہادت مین ٹھیرے ہوئے ہین اور عالم غیب مین اُنکے جگر کہانے والے رقائق ہین بس انبیاء اپنے حقائق سے حجاب کو طے کرتے ہین اور اولیاء اپنے رقائق سے - اور جو شخص اپنے اختیار سے آزاد بندون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہے اُسی کی سُنی جاتی ہے

ع۵ دیکھو آٹھوین پارہ کا ساتوان رکوع یعنی سورہ انعام کی آیت (۱۵۸) - ۱۲

اور تمہارے صلاح حال مین تمہارا راس المال وجود اقبال ہے - اور قطعی مقبول نماز وہی ہے جو حقیقی پیروی سے ملی ہوئی ہے - اور اگر کوئی عارف باللہ مشرق مین حقیقت پر گفتگو کرے اور اللہ کا کوئی عاشق مغرب مین ہو تو اسکو بقدر اپنی قسمت و محبت کے اُس سے ضرور حصہ ملے گا - اور ہر عمل کی جزا کا آیندہ وعدہ کیا گیا ہے مگر سمجھانا کہ اسکی جزا آیندہ کے علاوہ فوری بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عہ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ٥ (اور سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والون کو فائدہ بخشتا ہے) اور عارفون کی معرفت اس سے کہین اعلیٰ ہے کہ دار دنیا اُس کے ظہور کی جگہ ہو اور تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت مین ملنا کہ تیرا قلب نورانی مستنیر ہو اس سے بہتر ہے کہ تو اُس سے ملے اور تیرا عمل کثیر ہو - اور جس کی زبان عجمی (قاصر) ہے اور دل کی زبان عربی (کامل) ہے اسلیے جب تمکو جس کے قصور بیان سے کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکو اپنے قلب کی عربیت سے حل کرو تمکو راہ راست ملجائیگی - اور قلوب ہمیشہ اپنی اصلی سادگی پر رہتے ہین لیکن جب تذکرہ (سمجھانے) کے ذریعہ سے اُنکو حرکت دیجاتی ہے تو اگر سیدھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُسپر توجہ فرماتا ہے اور اگر ٹیڑھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُنکی کجی کو اور زیادہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عہ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ إِيمَانًا

عہ پارہ ۲۷ - رکوع ۲ - یعنی سورہ ذاریات کی آیت ۵۵-۱۲

عہ گیارہویں پارہ کا پانچوان رکوع - یعنی سورہ توبہ کی ایکسو چوبیسوین اور ایکسو پچیسوین آیتین - اور وہ دونون یہ ہین :- واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا ج فاما الذین امنوا فزادتہم ایمانا وھم یستبشرون ○ واما الذین فی

(دونون آیتون کے اخیر تک) اور حق کا کہنا اور سننا عبادت ہے چاہے کوئی اُسپر
عمل کرے یا نکرے - اور خلق اللہ و دنیا سے سروکار رکھنے پر عارف اس لیے مجبور
ہوے ہین کہ جو یہان ڈوبتے ہین اُنکو نکالین جو قید ہین اُنکو چھڑائین اور بہتیرے
کمزورون کے بار اُٹھائین - اور دنیا مین توحید کی زبان گویا کوا ہے جو دنیا کے نیست
و نابود ہو جانے کی کائین کائین لگاتا ہے - اور چونکہ یہ امت اور امتون سے حقائق
توحید مین زیادہ قوی ہے اسلیئے اُن سے جسم مین کمزور اور عمر مین کم ہے - اور
جو اسرار کہ خواص بنی آدم مین پہیلے ہوے ہین اُن مین ملاء اعلیٰ کا کچھ بھی واسطہ
نہین ہے اُنکو تو حق تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے اُنکے باطن مین پہونچا دیتا ہے اور اسرار
کے سوا اور چیزین عالم بالا ہی کے واسطہ سے اسفل کی طرف آتی ہین اور جب کسی
موجود کو تم خطاب کرتے ہو یا وہ تمکو خطاب کرتا ہے تو حقیقت اصلیہ وہان نہین
ہوتی مگر حقائق کہ تم اُن سے عین ذات اصلی ہی کے ساتھ ملتے ہو - اور اگر شیخ
مرید کے قلب کو صریح حقائق سے واسطہ پڑے تو سارے عالم مین اُسکی گنجائش
نہو - اور حقیقت جب اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو نہ ظاہر ہوگی مگر ساری مخلوقات مین سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا وھم
کٰفرون ﴿۱۲۵﴾ - ان دونون کا ترجمہ یہ ہے - اور جس وقت کوئی سورت نازل کیجاتی ہے تو انمین
سے بعض لوگ پوچھنے لگتے ہین کہ بہلا اس سورت نے تم مین سے کس کا ایمان بڑہا دیا
سو جو ایمان رکھتے ہین اسنے اُن کا ایمان تو بڑہایا اور وہ خوشیان مناتے ہین - اور جن لوگون کے
دلون مین روگ ہی تو اسنے اُنکی خباثت پر ایک خباثت اور بڑہائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت
مین مرگئے - ۱۲

اعلیٰ واشرف ہی پر جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چونکہ انوار مین سب سے اعلیٰ تھا اسلئے نہ ظاہر ہوا مگر بہترین و بزرگترین بشر پر صلی اللہ علیہ وسلم - اور باعتبار بولنے والے کے سننے والے کے ذہن مین حقیقت زیادہ ٹھیرتی ہے کیونکہ اُسمین کلام کرنیوالا اُسکو صاف مشاہدہ کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس حقیقت کے ٹھیرنے کا زمانہ کم ہوتا ہے اور سننے والا اُسکو شہادت سے اخذ کرتا ہے اسلئے اسکے پاس ٹھیرنے کا زمانہ طویل ہوتا ہے اور جب کوئی نور تمہارے لئے چمکے تو شہود یا محبت کے ذریعہ سے اُسکا اپنے ہمراہ رہنا چاہو کیونکہ تمہارا حصہ اُس سے تمکو حاصل ہو چکا ہے - اور انوار عرفانیہ غیر محل بشریت سے صاف نظر آتے ہین اسلئے اگر تم اُن تک پہونچنا چاہو تو بشریت کو اُسکی شرط نہ قرار دو اور جب تم کسی مرد خدا کا کلام کسی کتاب مین دیکھو یا نقل کے ذریعہ سے سُنو تو اگر ناقل کو اُسکے شہود حقیقت کے ساتھ نسبت نہین ہے تو تمکو اُس کلام سے نفع نہین پہونچے گا - اور جب دنیوی ہستی عارض ہوئی تو حجاب آیا اور جب اُخروی ہستی عارض ہوئی تو ٹھیراؤ ہوا - اور ہوا سے نفوس و دنیا کی ہوا حقیقت کے نور آفتاب کو بجھا نہین سکتی کیونکہ یہ جواہر دریا سے قلوب کے قعر مین جاگزین ہین نفس و ہوا کا غواص وہان تک نہین پہونچ سکتا - اور اگر حقیقت عارف کو اُسکی ذات سے دور نہ کرتی تو بھی اُسکی تعبیر بہت کم ممکن تھی - اور جب عارف اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا ہے تو اُسکے آئینہ مین دنیا غائب ہو جاتی ہے کیونکہ اُسکی بصیرت کا حلقہ دنیا سے زیادہ وسیع ہے - اور عالم دنیوی معنی انسانی کے ظہور کا محل ہے اور موت کے بعد سے آخر محشر تک نور ایمانی کے ظہور کا اور دخول جنت کی ابتدا سے سر عرفانی کے ظہور کا - اور حقیقت کے متعلق اللہ تعالیٰ

کا ایک علم ہے جسکو اُسکے سوا کوئی نہین جانتا اور جو علم اس سے نیچے ہے اُسمین
لوگون کے درجے متفاوت ہین - اور جو دل غافل ہین وہ جب حقائق کو سنتے ہین
تو بھاگتے ہین اور سماع حقائق مین نہین ٹھیرتا ہے مگر وہی دل جسکی حق تعالی ترقی چاہتا
ہے - اور دنیا مین کوئی دل کبھی اپنی حقیقت کے ساتھہ نہین ہوتا وہ اپنے علم کے ساتھہ
ظاہر ہوتا ہے نہ ذات کے ساتھہ مگر جب قیامت کا دن آوے گا اللہ تعالی اُنکو
اُنکے حقائق واعیان کے ساتھہ ظاہر فرماوے گا - اور اے فرزند آدم تو نے کیا خوب
انصاف کیا دنیا کی طرف بلانے والا جانے والی تیلی اور مٹنے والی چیز کے لیے
ایک بات ایک دن کہدیتا ہے تو تو ہزار دن اُسکا کہا مانتا ہے اور آخرت کیطرف
بلانیوالا رہنے والی صاف اور پایدار چیز کے لیئے ہزار دن تجھسے کہتا ہے مگر تو
ایک دن بھی اُسکا کہا نہین مانتا اے کاش آخرت مین آنے سے پہلے تو دونون
کو برابر ہی سمجھے - اور تعجب کی بات ہے کہ آدمی دنیا کے آفتاب کو دیکھتا ہی اور اُسکی
روشنی سے منور ہوتا اور اُسکے اثرون سے نفع اُٹھاتا ہے اور اُسکے سرِ وجود مین
انوار کا آفتاب ہے مگر اپنی خاکی ذات کی تاریکی کے باعث اُسکی حقیقت کے شہود
سے غافل ہے - اور ہمارے اس دین کی دو قسمین ہین ظاہر علم اور باطن حقیقت
پس اسکا ظاہر اصول و نقول سے ضبط کیا ہوا ہے اور اسکا باطن قلوب کے انوار سے
پس جو شخص تمہارے پاس انمین سے کوئی قسم لیکر آوے اُس سے اُسی قسم کا شاہد
طلب کرو ظاہر والے سے ظاہر کا اور باطن والے سے باطن کا مگر جو شخص ظاہر
کی کسی چیز و شخص معتبر کی نقل کے بغیر بیان لے گا وہ ٹھوکر کھاویگا اور جو شخص باطن کی
کسی بات کو قلب کے گواہ ہون کے بغیر تسلیم کرے گا وہ گمراہ ہوگا - اور بہت عمدہ وہ

نور ہے جو مرید کے قلب پر اُترے اور دعوی کی تاریکی سے آلودہ نہو۔ اور وا اللہ اللہ تعالی کیطرف بُلانے والون کا مقصود نہ علوم ہین نہ احوال نہ مقامات نہ خصائص اور نہ اور کوئی شئے انکا قصد تو صرف یہ ہے کہ دین کا کلمہ جیسا ظاہر مین مجتمع ہے ویسا ہی اُسکو باطن مین کردین۔ اور اگر اللہ تعالی روحون کے پاؤن مین وہ بھاری بھاری بیڑیان نہ ڈالتا تو وہ ضرور اللہ تعالی کیطرف اُڑ جاتین۔ مین کہتا ہون کہ دو بیڑیون سے شاید امر و نہی مراد ہو۔ اور یہ عارفون کے دل کاتب ہین۔ مریدون کے دل مکتوب فیہ اور غافلون کے دل نہ کاتب نہ مکتوب فیہ۔ اور حقائق جب تمہارے سامنے ظاہر ہوئی تو وہی علم ہے اور جب تم ظاہر ہو تو وہی کشف ہے اور عالم ربانی وجود مین قلب کے مانند ہے اور اُسکا وجود دلیل اسکی ہے[ع] اور اللہ تعالی نے کسی شخص کے شکم مین دو قلب نہین رکھے ہین،، اور اگر اس عالم مین دو عارفون سے برابر برابر مدد حقیقی پہونچے تو حاصل کرنیوالون کے دلون مین شرک خفی کا وجود ضرور سرایت کرجاے فافہم مین کہتا ہون کہ انکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ مین ایک ہی شخص کو نفس الامر مین مرتبہ ملتا ہے اور جو زائد ہوتے ہین وہ اُسی کے معاون و مددگار ہوتے ہین واللہ اعلم۔ اور کسی بندہ مین کوئی خصوصیت دوسانس نہ ٹھیری مگر وہ اُسکی وجہ سے سرکش ہوا پس اگر اللہ تعالی اُسکی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو اُسکے اوصاف کے شہود سے پاک وصاف کرلیتا ہے۔ اور جو مومن اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا ہے اللہ تعالی اُسکے اسلام پر لاکھہ بار سے زیادہ مہر (صاد) کردیتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالی کی ذات کیلئے مجاہدہ کی تلوارون سے بار بار قتل ہوتا ہے۔ اور کسی عارف

ع مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۝ (اکیسوین پارہ کا ستر ہوان رکوع)۔ ۱۲

کے نقش قدم پر تمہارا ایک قدم چلنا اُس ہزار فرسنخ چلنے سے بہتر ہے جو حرص و ہوا کے ساتھہ ہو - اور کلمہ حکمت کو عالی خاندان دُلہن سمجھو جسکو اگر جوڑ کا بر نہ ملے تو اپنے میکہ کو واپس چلی جاسے - اور دنیا مین مغفرت کا اعلی مقام حقیقی کشائش کا پایا جانا ہے اور یہی فرمان ولایت ہے - اور عابد اپنی عمر بہر مین ایک مرتبہ اسلام لاتا ہے اور مرید اپنی زندگی بہر جانے کتنی مرتبہ مسلمان ہوتا ہے - اور ہر گروہ کے تابعین اعتقاد و ایمان سے سیکہتے ہین اور اس گروہ کے تابعین مشاہدہ و عیان سے - اور عارف کے قلب نہین ہوتا جسکے ساتھہ وہ جیتا ہو کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھہ ہوتا ہے نہ قلب کے ساتھہ اور بعض عارف کہا کرتے تہے کہ جسکے قلب نہین ہے اُسی نے زندگی کی اور اسی مضمون کو اسطرح کسی نے شعر مین ادا کیا ہے ؎

عارفون کے دل ہی ہوتے ہین کہین!!!		کتنے ہین دل کی حفاظت کی نہین

اور وارد کا دیر تک ٹہیرنا اُسکے اعلی درجہ کا ہونے کی دلیل ہے - اور بندۂ مومن یا عارف کے دل کے اندر جو کچھہ پیچیدہ ہے اگر وہ ظاہر ہو جاسے تو سارے موجودات جگمگا جائین - اور لابدی ہے کہ عارف جنت مین بیٹھین اور لوگون سے اس سے بالاتر بات یعنی جنت اور اُسکے معاملہ و آداب کی بیان کرین اور لوگون مین سے سب سے زیادہ نعمت و بخشش اُسکو ملتی ہے جسکے ہاتھہ مین اللہ تعالی اپنے بندون کی روزی دیتا ہے - اور اگر حقائق کی روح نہوتی تو خلائق کی موت تہی - اور اگر تمکو اپنی وہ قدر معلوم ہوتی جو تمہارے باپ آدم سے پہلے تمہاری تہی تو تمکو مرتے دم تک ندامت رہتی - اور ہرگز سَمِعتُ وَرَوَیتُ (مینے سُنا اور مینے روایت کی) پر قناعت نہ کرو بلکہ شہدتُ ودرایتُ (مینے مشاہدہ کیا اور مینے دیکہا) پر -

آور عارف ہزارون برس تک باتین کرے اور یہی اللہ تعالیٰ کے پاس سکوت کے وصف کے ساتھہ آیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جسدن ع۵ اللہ تعالیٰ رسولون کو جمع کرے گا تو پوچھے گا کہ تمکو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہینگے کہ ہمکو کچھہ معلوم نہین توہی پوشیدہ باتون کو خوب جانتا ہے" اور عارف کو خواہی نخواہی اپنے مرید کی تربیت کے لیے اپنی ہمت کی بلندی سے نیچے اُترنا پڑتا ہے۔ آور مرد کامل دو دارُدن یعنی اُبُوت وامومت کے ذریعہ سے تربیت کرتا ہے۔ اور اگر واحد الزمان صبح ہوتے ہی خلائق کے معاملہ کی طرف متوجہ نہو تو یکبارگی اللہ کا حکم ان پر پہونچے اور اُن کو ہلاک کردے۔ آور اللہ تعالیٰ کے فضل کی طمع مین رات بسر کرنی رکوع وسجود مین رات گذارنے سے تمہارے لیے بہتر ہے۔ آور جو شخص حضرت مین حاضر ہوا اُسکا نہ نام ہے نہ صفت آور اللہ تعالیٰ اہل جنت مین سے خواص کو ایسے خلعت پہنائے گا جنمین کوئی رنگ نہوگا۔ آور اگر جنت کا ایک درخت بہی اپنی حقیقت کے ساتھہ جلوہ گر ہو تو اہل جنت اُسکی طرف دیکھنے کی تاب نہ لاسکین۔ آور آج تم موجود سے کہتے ہو کہ اپنے موجد کو مجھے بتاؤ اور آخرت مین وہ تمسے کہیگا کہ تم میرے موجد کو مجھے بتاؤ۔ آور جو شخص دنیا کی محبت سے الگ ہوا اُسکا نام عابد زاہد رکھا گیا اور جو شخص اپنے نفس اور اُسکے عالم سے الگ ہوا وہ عارف کہلایا۔ جس شخص نے اللہ کو پہچاننے سے پیشتر اللہ کے ماسوا کو پہچانا وہ محجوب ہوا اور جسنے خلق کو پہچاننے سے پہلے اللہ کو پہچانا وہ محجوب نہوا اور دعظون کے افعال کو نہ دیکھو ورنہ اُنکے اقوال کے فائدہ سے محروم رہوگے اور عارفون کی ذات کو نہ دیکھو ورنہ اُنکے

ع۵ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۵ (ساتوین پارہ کا پانچوان رکوع)

اشارات کے سمجھنے سے قاصر رہو گے- اور تم اپنے خالق کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ
سے کیونکر پہچان سکتے ہو جسکو اُسی نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ادراک کر لینے والے
کو اُس چیز پر جسکو وہ دریافت کرتا ہے غلبہ ہوتا ہے "حال ع۱ آنکہ وہی غالب اپنے بندون
سے بالاتر ہے"- اور جسنے یہ گمان کیا کہ حروف اُسکے حافظہ کے خزانہ مین جمع
رہتے ہین اُسکی عقل پر پردہ ہے- اور جنت حقیقتہً عالم وصول کا اشراق ہے-
اور کلام ربانی کے جاننے والے کے چارون طرف لوگون کی وہی قطع ہے جیسی صاحب
فصاحت کے اردگرد اُن لوگون کی جو صاف طرح سے باتین کرنی بھی نہین جانتے اس لیے
اُنکے لیے دانست کی شرائط نہین ہے- اور باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت
مقدم ہے اسلیئے کہ تمہارے باپ نے تمکو میلا کچیلا کر دیا اور پیر نے تمکو صاف کیا اور تمہارا
باپ تمکو نیچے لایا اور تمہارا پیر تمکو اوپر لے گیا اور تمہارے باپ نے تمکو ماء و طین (پانی
اور مٹی) مین ملا دیا اور تمہارے پیر نے تمکو اعلی علیین تک پہونچا دیا- اور جو شخص
دنیا مین آیا اور اُسنے کوئی ایسا مرد کامل نہ پایا جو اُسکی تربیت کرتا وہ دنیا سے آلودہ
گیا- گو اُسنے ثقلین کے برابر عبادت کیون نہ کی ہو اور اسکی وجہ کہ نماز مین بندہ کو
وسوسہ لاحق ہوتا ہے اور جب عارف کے سامنے اُسکے کلام کو سنتا ہے تو نہین
لاحق ہوتا صرف یہی ہے کہ نمازی اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور عارف
کے کلام سننے والے نے اُسکا رب سرگوشی کرتا ہے- اور اللہ تعالی کا بندون پر سب
سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُسنکے درمیان مین کسی عارف کو ظاہر کرے گو وہ اُسے
نہ دیکھین اور نہ پہچانین- اور جب تو نے اللہ تعالی کو پہچان لیا تو کسی بُرائی کا گمان

ع۱ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (ساتوان پارہ اٹھوان رکوع)

نہ کر کیونکہ اُسکی معرفت کے بعد بیان کوئی بُرائی نہین ہے - اور اللہ تعالیٰ عارفون
سے اُنکے بہت سے مقامات و کرامات کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اُنہین دعوے کا
خیال نہ آئے - اور مرد عارف کو چاہیئے کہ خود کشتی مین ہو اور اولیا راوسکے چارون
طرف پانی پر چلتے اور اُس سے تعلیم پاتے جاتے ہون اور وہ اگر کشتی سے اُتر کر
انکی معیت مین آئے تو ڈوب جائے - اور جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے وہی
گناہ ہے - اور اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت وہ علم ہوگا جو اللہ تعالیٰ اُن کو
وہان عطا فرمائے گا - اور جب تو حضرت "لا این" مین داخل ہو تو "این لا این"
کا انتظار کر - اور کامل وہ ہے جو اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے ڈہانکے رہے -
اور جب صور پہونکا جائے گا تو مرید صادق کہے گا کہ مین تو اسکو زمانہ سے سن رہا
ہون - اور اہل سعادت کے گناہ اوہام کے مانند ہین اور اہل شقاوت کے تحقیقی -
اور عارف سے ایک لحظہ مین ادب کا ایک کلمہ سننا امر ظاہر مین باپ اور معلم
سے بیس برس تک سننے سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کا ادب آموز
ہے اور دوسرے تمہارے نفس کے - اور جب عارف کی مجلس مین اغیار مین سے
کوئی آجاتا ہے تو عارف سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تو اپنی فکر کے خزانہ سے
خرچ کر اور جو کچھ تیرے قلب کے خزانہ مین ہے اُسکو ڈہانک دے اور جب تیری مجلس
کے خاص لوگ آجائین اور اُنکے ساتھ اُنکے دل بھی ہون تو اس خزانہ کو کھولنا - اور
جسنے تمہارے جسم سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر ظلم کیا اور جسنے تمہارے نفس
سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر ظلم کیا اور جسنے تمہاری عقل سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر
ظلم کیا مگر جسنے تمہارے قلب کی شراب تمکو پلائی اُسی نے تمہارے ساتھ دوستی کی -

اور علوم تین ہین ایک تو سلوک کا علم ہے اسکا ظاہر کر دینا واجب ہے دوسرا کشف کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی غیر مباح بہی ہوتا ہے اور تیسرا باطن کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی جائز نہین ہے۔ اور افعال خلق کی کیفیت کے کنہ پر اور اُسکی مکنونات کی تدبیر کے اسرار پر اور اسباب کے باہمی لگاؤ پر مطلع ہونا اور ان مین جو حکم جاری ہون اُنکی وجہ کو سمجہنا اور اُن کا اور اُن کے اوصاف اور اُنکی نسبتون کا تحقیقی علم ہونا جنس بشر کے لئے متعذر ہے البتہ مین اُنکی نہین کہتا جو اللہ تعالی کے نور سے موئّد ہین پس ہمیشہ نفوس بشریہ ان چیزون کے علم کے جویا رہتے ہین اور جب اُس اندازہ سے کہ اُنکی طبیعتون مین امور ظنیہ یا خیالیہ یا وہمیہ یا تجربیہ یا تقلیدیہ کی ترکیب سے یہ باتین اُن پر روشن ہوتی ہین تو جہٹ سے وہ اسکے علم کا ادعا کر بیٹہتے ہین حال آنکہ وہ غلط ہوتا ہے اور کوئی بندہ کسی عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ نہین ہوتا مگر اُسکی نسبت پکارا جاتا ہے کہ اس بندہ کا قلب کہان ہے جہان اسکا قلب ہو وہین اس کا دیوان عمل قائم کرو۔ اور اہل دوزخ پر جنت کی محرومی کے عذاب سے بڑہکر اور کوئی عذاب نہوگا۔ اور عارف جب اللہ تعالی کیطرف بلاتا ہے تو انسان کی جو چیز سب سے پہلے اُسکا جواب دیتی ہے وہ روح ہے پس اگر وہ عوارض سے بچی ہوئی ہے تو عارف کے ساتھ ہو لیتی ہے ورنہ واپس چلی آتی ہے اور اہل عصمت کے سوا باقی آدمیون کی شکلین بت جیسی ہین اسلیئے جوان پر جہکا اُسنے انکو پوجا اور جس نے ان سے منہ پہیر لیا اُسنے اللہ تعالی کو پا لیا۔ اور جب موسی علیہ السلام کے سایہ مین ستر آدمی سمائے اور اونہون نے ربانی کلام سنا تو کیا محمدی سایہ مین سات لاکہ ملکہ اس سے بہی زائد نہ سما سکینگے حال آنکہ اُن مین سے بعض بوالہوس بہی تہے اور ان مین سے

سب نے پہچانا ہے اور کیا ہی عزیز الوجود اس گروہ کی راہ ہے اور کیسے عزیز الوجود اسکے طالب ہین اور کسقدر کمیاب اسکے پانیوالے ہین اور کتنے نایاب وہ ہین جو اسکے پالینے کے بعد اسپر ثابت قدم رہتے ہین - اور جب مرید صادق عارف کی مجلس مین پہونچتا ہے تو چھوون[عـ٥] سمتون سے اُسکا کلام سنتا ہے - اور جو کچھہ تیرے قلب کے لوح مین ہے وجود اُسکو ہمیشہ میٹتا رہتا ہے اور اُسمین لکھتا رہتا ہے - اور عارف کی مراد یہہ ہوتی ہے کہ مرید عالم غیب مین تنگی سے نکلکر وسعت مین آئے گو مرید کو اسکی خبر نہو - اور عارف خلق سے باتین کرتے ہین مگر وہ حق کے ذریعہ سے حق کے ساتھہ ہوتے ہین جیسا کہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنہون نے کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالی اسکے ساتھہ باتین کرتے ہوے تیس[۳۰] سال ہوگئے مگر لوگون کا گمان یہہ ہے کہ مین اُنکے ساتھہ کلام کرتا ہون - اور اللہ تعالے کے کچھہ بندے ایسے ہین کہ جن اعمال مین وہ مصروف ہوتے ہین اُنکی وجہ سے کوئی مرید اُنکے حکم کے تحت مین داخل ہونے کی سکت نہین رکھتا اور اگر وہ اپنے کملون مین سے کوئی کمل اُسپر ڈالدین تو وہ سیسہ کیطرح پگھل جاے - اور بندہ کا عمل تولا نہ جائیگا مگر جب تجلیات کے انوار سے عاری ہوگا اور اگر انوار تجلیات کا لباس اُسکو پہنایا جاے تو اُسکے عمل کی سمائی میزان مین نہوگی - اور بعض مردان خدا وہ ہین جنکے لیے مقام کی صورت کھڑی کیجاتی ہے اور بعض مقام کو شاہدہ کرتے ہین اور بعض کو مقام کی لذت محسوس ہوتی ہے - اور جو شخص اپنے نفس کے خزانہ سے تمکو کچھہ دے اُس سے کچھہ بھی نہ قبول کرو اور جو اپنی عقل کے خزانہ سے کچھہ

عـ٥ یعنی آگے پیچھے داہین بائین نیچے اوپر ۱۲

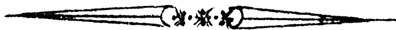
پیش کرے اُسکو اُس مقدار سے کہ اُسکی عقل کو نورِ حکمت سے لگاؤ ہو قبول یا ترک کردو اور جو اپنے قلب کے خزانہ سے تمکو کچہہ عطا کرے اُسکو قبول کرو اور زیادتی کے طالب ہو اور اسمین سے ذرہ بہی واپس نہ کرو اور جو شخص اپنے غیب کے خزانہ سے تمکو کچہہ بخشے تو وہ ایسا گنج گرانمایہ ہے جسپر لوگ جان دیتے ہین - اور دنیا کی طرف بُلانے والا تمکو تمہاری خواہش و میلان کی چاٹ پر بُلاتا ہے اور آخرت کیطرف بُلانے والا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان سے تم بہاگتے اور جسکو تم ناپسند کرتے ہو اور حقیقت کی طرف بُلانیوالا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان تم فنا ہو جاؤ گے اور تمہاری نمود باقی نہ رہے گی اسی لیے نفس پہلے کی فوراً سُن لیتے ہین اور دوسری کی بدشواری سنتے ہین اور تیسرے کی سننے سے رُکے رہتے ہین مگر جب پوشیدہ عنایت ہوتی ہے - اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے بے زبان اعضا کو یا بے زبان موجودات کو گویا کردے تو تجہسے وہی باتین کہین جو عارف کہتا ہے اور واللہ مین یہ نہین چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے لکہے ہوے صحیفے لیکر جاؤن مین تو صرف یہ چاہتا ہون کہ اُسکے پاس ایسے دل لیکر جاؤن جنکو مین اُسکی طرف کہینچتا اور اُسکے پاس کی نعمتون پر مائل کرتا اور اُسکو اُنکا محبوب بناتا ہون - اور حجاب سے بڑہکر حجاب سے حجاب ہے - اور عارف اگر نعرہ مارے تو اُسکی آواز دنیا مین نہ سمائے - اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ علم حقیقی تک نہ پہونچے مگر وہی موجودات کے مشاہدہ سے اپنے قلب کو الگ کرلے - اور اگر کوئی موجود اپنے اُس وجود کے ساتہہ جو حقیقت مین ہے ذکر کیا جائے تو انوارِ توحید اُسے جلا ہی ڈالین اور اُسکا وجود ذرہ ذرہ ہو جائے گویا اُسکا وجود تہا ہی نہین اور جو شخص غیب کی نسبت

ٹہیک ٹہیک کانٹے کی تول گفتگو کرے اُس سے کسی کو کچہہ اخذ کرنا درست نہین ہے مگر اُسی کو جو مردان خدا مین سے قوت والے ہین اور جو شخص قلوب کی نسبت ویساہی کلام کرے اُس سے مریدون کو اخذ کرنا اور سالکون کو فائدہ اُٹھانا درست ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ اپنے بندگان عارفین سے فرماتا ہے کہ میرے بندون کو میری طرف سے میری محبت پہونچادو اور اُنکو میری راہ صاف کرکے بتادو تو مین تمہارے لئے وہ حسنات لکہون گا جنکو تم نہ اعمال سے حاصل کرسکتے ہو اور نہ اپنے عمدہ احوال سے۔ اور تمہارا یہ وجود بشری تمہاری چشم بصیرت کے لئے خس و خاشاک ہے پس اگر تمہاری البشریت کی آنکہہ سے یہ خس و خاشاک دور ہوجاے تو اُسے اپنا پانی اور اپنی چراگاہ دکہائی دینے لگے اور اپنی بہبودی وراہ راست کو دیکہنے لگے۔ اور ہر زمانہ کے لوگ مختلف آوازون سے محبت پیش کرتے ہین اور اُنہین سے سچے صاحب حق اور پہونچنے والے تہوڑے ہوتے ہین۔ اور اس راستہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم مفلس اور ہمیشہ اعلیٰ کے طالب رہو اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم پہونچے تو نہین پہونچے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم کامیاب ہوے تو نہین کامیاب ہوے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تمنے اپنے لئے کوئی حال حاصل کیا تو تمہارا کوئی حال نہین ہے۔ اور عارف رات اور دن مین سو مرتبہ رنگ بدلتا ہے اور عابد برسون ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عارف دائرہ تصریف کیطرف اور عابد دائرہ تکلیف کی طرف مائل ہے۔ اور کشایش کی نشانی یہ ہے کہ سب لوگ سوتے نظر آئین۔ اور جب عارف دنیا مین نعرہ مارتا ہے تو حقائق اُسکے لئے ملاء اعلیٰ مین نعرہ مارتے ہین اور اگر وہ خاموش رہین تو اُنکے حقائق خاموش نہین رہتے۔

اور جنت کی سیر ہستی اللہ عزوجل کے غیبون مین سے ایک غیب ہے۔ اور اس معاملہ (تصوف) کی ابتدا سننا اور تصدیق ہے۔ بعدہٗ سمجھنا اور تدقیق ہے اور اسکے بعد شہود و تحقیق ہے۔ اور یہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کہ "خوشا نصیب اُسکے جسنے مجھے دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا" کہتے تھے کہ دیکھنے والے تین۳ قسم کے ہوا کرتے ہین۔ محجوب۔ ناقد۔ اور وارث۔ پس جو محجوب دیکھنے والا ہے اُسکا کچھ اعتبار نہین اور جو ناقد دیکھنے والا ہے وہی یہان مراد ہے اور جو وارث دیکھنے والا ہے وہ وہی کہہ سکتا ہے جو یہ کہتے ہین۔ اور ہر موجود تسبیح کرتا اور اپنی تسبیح مین کہتا ہے کہ مین اپنے خالق کو اس سے مُبرا جانتا ہون کہ مین اُسے ادراک کرسکون۔ اور جب تمہارے لئے آسمان مین منادی کردی گئی کہ آسمان والے تمکو پہچان لین تو تمکو اسکی کیا پروا ہے کہ زمین مین منادی کیجاے کہ لوگ تمکو پہچانین اور جو شخص تمسے ناواقف رہے گا وہ اپنا حصہ جو تمسے اُسکو ملتا کھو دیگا پس اپنے آپ کو ضرر پہونچایگا نہ تمکو۔ اور اگر خاص عام کے راستہ پر پڑلے تو وہ جل جائیگا مگر اُس صورت مین کہ اللہ عزوجل کے حکم سے تنزل واقع ہو۔ اور جسنے تصوف کی تشریح کی وہ صوفی نہین ہے اور جسنے تصوف کو نظر مین رکھا وہ بھی صوفی نہین ہے تصوف تو بس یہ ہے کہ بندہ تصوف سے غائب ہوجاے۔ اور یہ اپنے مریدون سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھکو اپنے حضور قلب کا مژدہ سناے اُسکو امر عظیم تک پہونچ جانے کی خوشخبری سنا دو۔ اور ان کا قول ہے کہ بعض کلمہ کے تحت مین ایک ہزار کلمے ہین اور بعض کے تحت مین ایک لاکھ اور بعض کے تحت مین دریا ہین جنکے قطرات کا احاطہ نہین ہوسکتا اور جنکی بڑی غایات کا پتہ نہین لگ سکتا۔ اور ہر مومن کا

قلب اُسکے جسم کے لئے شب قدر ہے اور ہر سال کی شبِ قدر اُس سال کا قلب ہے۔ اور مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ کہ جو کچھ یہ تعلیم کرنیوالے سے اُس کو پہونچتا ہے اُسکو قبل اسکے کہ وہ اُسکے قلب تک پہونچے اپنی عقل سے جانچ لیتا ہے اور دوسرا گروہ جو اُسکو عقل سے نہین جانچتا بلکہ بادی الراے سے قلب تک پہونچا دیتا ہے اور یہ نفع سے قریب تر ہے اور بھلائی دونون مین ہے۔ اور نفس جب اُنکو نیچ مین آتا ہے تو اُنکو اذکار کی زیادتی اور طاعتون کے حاصل کرنے سے روکتا ہی اور جب عارفون کے بیچ مین آتا ہے تو اُنکو مشاہدات لذیذہ اور اوپر کے درجون پر ترقی کرنے سے مانع ہوتا ہے پس نفس دونون گروہ کو چلنے سے روکتا ہے اور آغازِ توحید مین نفس کو "لا" کی لگام ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سارے دعوون سے باز آئے " اور اعلیٰ ترین جام وہی ہے کہ جسکو ملے وہ اُسے تنہا نوش جان نہ کرے۔ یہانتک ہمنے انکے کلام انتخاب کیا ہے۔ خدا اِن سے راضی و خوشنود رہے۔

(۲۹۱) عارف باللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الجبار نفری رحمہ اللہ



یہ چوتھی صدی کے بزرگون مین سے تھے لیکن ہمنے اتفاق سے انکا ذکر یہان لکھ دیا گو ہمنے اولیاء اللہ کے ذکر مین ترتیب زمانی کا التزام نہین کیا ہے۔ اس گروہ کے طریق کے متعلق انکا کلام بلند ہے یہ **مواقف** کے مصنف ہین شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ سارے علوم مین امام ماہر تھے **مواقف** مین انکے جو کلام ہین اُنمین سے تھوڑے سے یہ ہین۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عارفون کے دل کیونکر غمگین نہون وہ مجھے دیکھتے ہین کہ
مین جو عمل کیطرف نگاہ کرتا ہون تو برے عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جس
صورت مین تیرا کرنے والا آکر ملیگا اور اچھے عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جسمین
تیرا کرنیوالا آکر ملے گا - اور عارفون کے قلوب ادراک کی سطوتون سے نکلکر علوم
کیطرف جاتے ہین اور یہی اُنکا کفر ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ اُنکو منع فرماتا ہے -
اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عارف نے معرفت سے دل لگایا اور دعویٰ یہ کیا
کہ اُسنے مجھ سے دل لگایا تو وہ جیسا خدا کے نہ پہچاننے سے بھاگا تھا ویسا ہی
پہچاننے سے بھاگا - اور گویا حق تعالیٰ عارفون کے قلوب سے فرماتا ہے کہ ساکت
و صامت رہو تاکہ پہچانو اور اگر تم نے مجھ تک پہونچنے کا دعویٰ کیا تو تم اپنے دعویٰ
کے باعث حجاب مین ہو اور جو وزن تمہاری ندامت کا ہوگا وہی وزن تمہاری معرفت
کا ہوگا کیونکہ تمہاری آنکھین میقاتون کو دیکھتی ہین اور تمہارے دل ابد کو دیکھتے ہین
پس اگر تم سے یہ نہو سکے کہ اقدار کے پیچھے رہو تو افکار کے پیچھے تو رہو - اور جسطرح
تم حکمت کا قصد کرنیوالون کے مُنہ سے حکمت سیکھتے ہو اُسیطرح اُس سے غافل
رہنے والون کے مُنہ سے بھی سیکھو کیونکہ تم اللہ وحدہ کو غافلون ہی کی حکمت مین
پاؤگے نہ کہ قصد کرنیوالون کی حکمت مین - اور معرفت کا حق یہ ہے کہ عرش و حاملانِ
عرش اور جو اُسپر حاوی ہین یعنی ہر ذی معرفت کو اپنے حقائق ایمان سے یہ کہتے ہوے
مشاہدہ کرو کہ اُسکی جیسی کوئی چیز نہین ہے اور وہ یعنی عرش اپنے رب سے حجاب مین
ہے پس اگر اُسکا حجاب اُٹھا دیا جاوے تو چشم زدن مین یا اُس سے بھی کم مین سارا عالم
جل جاوے - اور تم اپنے مقام کو نہ چھوڑو ہر چیز زائل ہوگی اور تمہارا مقام نہین ہے

مگر اللہ تعالیٰ کی رویت پس جب تم اُسکی رویت پر مداومت کروگے تو ابد کو بلا عبارت دیکھوگے کیونکہ ابد مین کوئی عبارت ہی نہین ہے اسلیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مین سے ایک وصف ہے لیکن جب ابد نے تسبیح کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکی تسبیح سے رات اور دن کو پیدا کیا۔ اور جب تمنے کسی بہائی کو چن لیا تو جو کچہہ اُسکا ظاہر ہو اُسمین تم اُسکے ساتھہ رہو اور جو کچہہ اُسمین چھپا ہوا ہو اُسمین اُسکے ساتھہ نہ رہو کیونکہ یہ تمسے الگ اُسکا ایک راز ہے پس اگر وہ اُسکی طرف اشارہ کرے تو تم بھی اشارہ کرو اور اگر اُسکو صاف بیان کرے تو تم بہی صاف بیان کرو۔ اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خاص اسم اور میرے اسمار تیرے پاس میری امانت ہین انکو نہ نکال ورنہ مین تیرے قلب سے نکل جاؤنگا اور جب مین تیرے قلب سے نکلجاؤن گا تو وہ قلب میرے غیر کو پوجے گا اور پہچاننے کے بعد مجہے نہ پہچانے گا اور اقرار کے بعد مجہسے مُکر جائیگا اسلیئے نہ میرا نام بتا اور نہ میرے نام کا معلوم بتا اور نہ اُس سے باتین کر جو میرا نام جانتا ہے اور نہ یہ کہہ کہ جو شخص میرے نام سے واقف ہے اُسکو تو نے دیکھا ہے اور اگر کوئی بیان کرنے والا میرے نام کے بارہ مین تجہسے کچہہ بیان کرے تو اُسکی سن لے اور اُس سے اپنی نہ کہہ۔ اور جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب مین آتا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے بعد گناہ کرنیوالے مین دنیا کی رغبت پیدا ہو اور جو دنیا کا راغب ہوا اُسنے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کہول لیا کیونکہ گناہ کفر کے قاصد ہین اور جو شخص اُس دروازہ مین داخل ہوا اُسنے کفر مین سے اُسیقدر لیا جس قدر وہ داخل ہوا و اللہ اعلم۔ اور مینے **مختصر المواقف** مین انکے کلام مین سے بہت کچہہ بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(۲۹۲) شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممالک محروسہ مصر کے بلاد غربیہ کے شیخ المشائخ تھے۔ یہ سید احمد بن رفاعی کے ساتھ رہنے والوں مین سے تھے۔ مگر انہون نے انکو شہر اسکندریہ کیطرف جانیکا حکم دیا اسلئے یہ وہان گئے اور بے انتہا لوگون نے ان سے طریقت حاصل کی جنمین سے شیخ عبدالسلام قلیبی شیخ عبداللہ بلتاجی۔ شیخ برام دمیری شیخ جامع الفضلین دنوثری شیخ علی ملیجی۔ شیخ جمال الدین بخاری شیخ عبدالوہاب وشیخ عبدالعزیز دیرینی اور اُنکے امثال بھی ہین اور یہ اس مصیبت مین مبتلا تھے کہ لوگ انکا انکار کرتے تھے۔ اور اسکندریہ مین لوگون نے انکے خلاف مین مجلس منعقد کی اور اُنہون نے دلیل سے اُنکو معقول کر دیا۔ اور مسجد جامع العطارین کا خطیب سب سے زیادہ انکے خلاف تھا مگر ایک دن وہ منبر پر چڑھ چکا تھا اور اُسکے سامنے اذان ہو رہی تھی کہ اُسے یاد آیا کہ مین ناطاہر ہون اُسیوقت شیخ ابو الفتح نے اپنی آستین اُسکے سامنے بڑھا دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گلی ہے جسمین وہ چلا گیا وہان اُسے پانی اور لوٹا ملا۔ چنانچہ وہ نہا کر باہر آیا اور منبر پر بیٹھا بس جب شیخ نے اسطرح اُسکا پردہ رکھ لیا تو وہ معتقد ہوگیا اور انکے بزرگترین اصحاب مین سے ہوا۔ شیخ نے ۵۸۰ھ پانچسو اسی ہجری کے قریب جامہ ہستی اُتار دیا اور اسکندریہ مین مدفون ہوے جہان ان کا مزار ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۹۳) شیخ علی ملیجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

شیخ ابو الفتح کے جنکا ترجمہ ابھی گذرا اصحاب مین سے تھے۔ یہ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب عبد العال رح کو کسی کام کے لیے بھیجتے تو اُن سے کہدیتے کہ جب تم جمزود پہونچو تو اپنے جوتے اُتار لینا وہان ملیجی کے ڈیرے پڑے ہوے ہین۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک معمار تھا جو اُن کے یہان تعمیر کا کام کیا کرتا تھا اُس کو علی رض نے بُلوایا اور زیادہ مزدوری دینے کی ترغیب دی۔ وہ ملیج کو روانہ ہوا مگر جب وہان پہونچا تو اُس کا ایک ہاتھ اُکھڑ کر گر پڑا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اُسکو اُٹھالیا اور اپنا تھوک لگا کر اُس کو چپکا یا تو وہ جُڑ گیا اور سید احمد رضی اللہ عنہ کو مذاق کے طور پر کہلا بھیجا کہ تم توڑتے ہو اور ہم جوڑتے ہین۔ ہر سال سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولود سے ایک جمعہ پیشتر اُنکا مولود ہوا کرتا ہی جسمین بڑا مجمع ہوتا ہے اور لوگون کو کپڑے وغیرہ بہت کچھ ملتے ہین۔

(۲۹۴) سیدی عبد العزیز دیرینی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عابد زاہد پیشوا صاحب حالات فاخرہ واحوال شریفہ وکرامات مشہورہ تھے۔ اِن کی بہت سی تصنیفین تفسیر فقہ لغت تصوف وغیرہ مین ہین

اور اِن کی نقلین بہت اور تمام شایع ہین - بہت سے علما اِن کی صحبت مین رہ کر فیضیاب ہوئے - اور یہ ملک مصر کے زراعتی علاقہ مین رہا کرتے تھے - اور تمام اطراف کے لوگ اِن سے برکت حاصل کرنے کو آیا کرتے تھے - اور مصر سے مشکل مسئلے انکے پاس بہیجے جاتے تھے اور یہ اُنکے عمدہ ترین جواب دیتے تھے یہ علی ملیجی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو بہت جایا کرتے تھے ایک دن علی ملیجی نے انکے لئے ایک چوزہ ذبح کیا جسکو انہون نے تناول کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ضرور ہوا کہ آپکے ساتھ اسکا بدلہ کرون اُنہون نے کہا کہ اچہا ایک دن آپ بہی میری دعوت کیجیے - چنانچہ اُنہون نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک چوزہ ذبح کیا - جس سے اِن کی بی بی رنجیدہ ہوئین - اور جب وہ چوزہ پک کر آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے "ہش" کہا اور وہ چوزہ اُٹھکر چلنے لگا - اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رنجیدہ ہو ہمکو شوربا ہی کافی ہے - اور عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے فقرا کی ایک جماعت نے کرامت طلب کی تو عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ مرے بچو! کیا کوئی کرامت اس سے بڑہکر ہو سکتی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم اس قابل ہین کہ زمین مین دھسا دیے جائین اسپر بہی اللہ تعالیٰ ہمکو زمین پر روکے ہوے ہے اور نہین دھساتا - انہون نے ۶۹۷ھ چہہ سو ستانوے ہجری مین اس دار ناپایدار سے سفر کیا اور انکی قبر دیرین مین ہمارے وقت تک ظاہر ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین -



(۲۹۵) شیخ عبد اللہ بن ابی جمرہ اندلسی مرسی رحمہ اللہ

امام پیشواے ربانی۔ مصر چلے آئے تھے۔ اور جامع المقسم کی سیدیہ مین انکا تکیہ ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پابند اور صاحب حالت اور عبادت پر مستقل تھے۔ اور اخلاص اور موت کے لئے آمادگی اور لوگون سے بھاگنے اور کنارہ رہنے مین بہت مشہور تھے۔ صرف جمعہ مین لوگون کے نزدیک آتے تھے۔ اور جب انہون نے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین دیکھتا اور ان سے دوبدو باتین کرتا ہون تو لوگ انکے منکر ہوگئے اور بعض آدمی انکے خلاف مین اُٹھ کھڑے ہوے۔ اسلئے یہ خانہ نشین ہوگئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے۔ انہون نے ۶۷۵ھ چھ سو پچہتر ہجری مین قبر کو آرام گاہ بنایا۔
مین کہتا ہون کہ ابن ابی جمرہ ایک اور ہین جنکا نام احمد تھا۔ انہون نے کتاب مدونہ علی مذہب الامام کو حفظ کیا تھا اور ۵۹۹ھ پانچسو ننانوے ہجری مین بمقام مرسیہ وفات پائی

(۲۹۶) شیخ عبد اللہ بن محمد عرشی مرجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امام پیشوا۔ واعظ۔ مفسر اور فقہ و تصوف مین بڑے سر آوردہ لوگون مین سے تھے۔ مصر مین آکر انہون نے وعظ کہا اور شہرون مین ان کی شہرت ہوئی اور

تونس مین ۶۶۹ھ چہہ سو انہتر ہجری مین قضا کی - یہ امتحان مین مبتلا ہوے اور علمارنے ان کی تکفیر کا فتوی دیا مگر جب اسکا ان پر کچہہ اثر نہوا تو حیلہ کر کے ان کو مروا ڈالا -

(۲۹۷) شیخ عبد الحق بن سبعین مرسی رضی اللہ تعالی عنہ

دین کے قطب - بڑے بزرگون مین سے تھے - پچپن سال کی عمر مین ۶۶۸ھ چہہ سو اڑسٹھہ ہجری مین بمقام مکہ مشرفہ راہی ملک بقا ہوے -

(۲۹۸) شیخ محمد قونوی صوفی رحمہ اللہ تعالی

ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ساتھی - ان سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر ایک مجلد مین ہے اور دوسری تصنیفین بھی ہین - کچھہ اوپر ساٹھہ سال کی عمر پائی اور ۶۷۲ھ چہہ سو بہتر ہجری مین قونیہ مین وفات پائی اور یہ وصیت کی کہ ان کا تابوت اٹھہ کر دمشق جاے اور شیخ محی الدین ابن العربی کے پاس جو ان کے پیر تھے دفن کیا جاے مگر ایسا نہوا - اور مرتے دم تک لوگ ان کے منکر رہے -

(۲۹۹) شیخ محمد عبدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاسی بعدہ مصری مالکی مذہب اور ابن الحاج مشہور تھے۔ یہ عالم نیکوکار اور لوگون کے مقتدیٰ تھے۔ اور ابو عبداللہ بن ابی جمرہ کے جنکا ذکر اوپر گذرا اصحاب مین سے تھے۔ یہ کتاب المدخل فی الحوادث والبدع کے مصنف ہین۔ تقریباً اسّی سال زندہ رہے اور ۷۳۷ھ سات سو سینتیس ہجری مین فوت ہوئے

(۳۰۰) شیخ ابراہیم جعبری رضی اللہ عنہ

ابن معضاد ابن شداد۔ عابد زاہد صاحب احوال غریبہ و مکاشفات عجیبہ تھے۔ انکے وعظ کی مجلس سامعین کو خوش وقت کرتی اور گنہگارون کو کھینچ لاتی تھی۔ اپنی وفات سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اپنی قبر کی جگہ بتا دی تھی۔ اور کہا تھا کہ "اے قبیبی تیرے پاس دُبیبی آیا" (یعنی ذلیل قبر تیرے پاس ذلیل بدبخت آیا) یہ جب چاہتے تھے تو اہل مجلس کو عین گریہ کی حالت مین ہنسا دیتے اور عین خندہ کی حالت مین رُلا دیتے تھے۔ اور اہل مجلس کے بیچ مین ٹہل ٹہل کر وعظ کہتے تھے اور انکی ایک مریدن تھی کہ جب یہ مصر مین وعظ کہتے تھے تو وہ سرزمین اسوان سے جو انتہائی صعید مین واقع ہے سنا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ ایک دن وعظ کہہ رہے تھے اور لوگ رو رہے تھے کہ انہون نے کلام موزون مین کہا کہ "وہ دریچہ مین بیٹھی ہے

اور کتّا گوندہا ہوا آٹا کہا رہا ہے - ہان بلے گتّے کہا اور مزے کر - آٹے کا کوئی والی وارث نہین ہے" اسپر اُس عورت نے جو مڑکر دیکہا تو کتّا اُسکا آٹا کہا رہا ہے - لوگون نے اِس واقعہ کی تاریخ لکہہ رکہی اور وہان سے اسکی تصدیق ہوئی - آنکے اصحاب مین سے شیخ کمال الدین بن عبد الظاہر تہے جنکی قبر کی صعید مین لوگ زیارت کرتے ہین - اور وہ ایک دن وعظ کہہ رہے تہے اور لوگون پر گریہ طاری تہا کہ اُنہون نے لوگون سے کہا کہ تم بہی میرے ساتہہ " شفع بقع یا الله یقع " کہو - چنانچہ خبر آئی کہ مذہب مالکی کا قاضی قلعۂ مصر کے دروازہ مدرج سے اُترا آتا تہا کہ گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گیٔ - اور خبر ملی کہ لوگون نے اِسلیے ایک مجلس منعقد کی تہی کہ اِن کو وعظ کہنے سے روکا جاے اور لوگون نے کہا تہا کہ یہ قرآن و حدیث مین اعراب کی غلطیان کرتے ہین - مگر اور تینون مذہب کے قاضیون نے تامل کیا اور مالکی مذہب کے اُس قاضی نے اِن کے رد کرنے کا فتویٰ دیا - آخر اُن تینون قاضیون نے حاضر ہوکر شیخ کے پانون کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر ہم آپکے بارہ مین کوئی فتویٰ دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہوجاتے - اسپر شیخ نے کہا کہ ہم غلطیان نہین کرتے تمہاری سماعت ہی غلطی کرتی اور باطل و ناراست سُنتی ہے - یہ سلطان مصر کو خطوط مین " از جانب ابراہیم جعبری بطرف سگ زد بری " لکہا کرتے تہے اور سلطان کہتا تہا کہ انکو میرا وہ نام کس نے بتلادیا جو میرے ملک مین میرا تہا واللہ یہان آنے سے پہلے اپنے دیس مین میرا یہی نام تہا - اس بنا پر عالمون نے ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو سزا دینے کا فتویٰ دیا - شیخ نے اِن علماء اور نیز سلطان کا پیشاب بند کر دیا اور اِن لوگون سے کوئی تدبیر بن نہ آئی - آخر سب نے آکر شیخ سے معافی چاہی شیخ نے اِن سے کہا کہ

میرے لوٹے سے استنجا کرو چنانچہ اُن سب کا حرج جاتا رہا۔ اور ایک نصرانی نے انکے اصحاب کی ایک جماعت کو تنگ کیا۔ شیخ نے اُسکو کہلا بھیجا کہ اگر تمنے دوبارہ اُنکو ستایا تو مین اپنے اس قلم پر ضرور قط دونگا۔ نصرانی نے اپنے دل مین کہا کہ انکے قط دینے سے میرا کیا ہوگا۔ آخر ادہر انہون نے قلم کو قط دیا اُدہر نصرانی کا سر قلم ہوگیا۔ یہ ظالمون اور حاکمون کے حق مین دہکتی ہوئی آگ اور بہلائی کے سخت آمر تہے۔ انکی بہت سی نظمین اور مقفی و مسجع نثرین اور صوفیانہ و شطحی کلام ہین ۵۸۶ھ چہ سو ستاسی کے محرم مین فوت اور باب النصر کے باہر اپنے تکیہ مین دفن ہوے۔ جہان ان کی قبر ظاہر ہے اور لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔

باب الخاتمہ تمت بر

خاتمہ اس دوسرے حصہ کا ترجمہ بتاریخ اونتیسوین ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ بمقام حیدرآباد دکن اختتام کو پہونچا۔

اور بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۱۱ء مطبع شمسی مین **محمد بشیر الدینخان** مالک و مینجر مطبع کے اہتمام سے بفرمایش حضرت مترجم شہر اکبرآباد مین حلیہ طبع سے آراستہ ہوا۔

غلطنامہ نعمت عظمیٰ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	رحمۃ السد	رحمہ اللہ	۳۰	۵	مین لے	مین
״	۱۰	ابتدائر	ابتدا ر	״	۶	مین کہا	مینے کہا
۲	۷	وعدۂ وعید	وعدۂ دعید	۳۴	۴	پہلے	بھلے
״	۱۳	دنیوری	دنیوری	״	۸	آرزون	آرزؤون
۲	۱۰	اور ہے	ہے اور	۳۵	۱۳	عذلت	مذلت
۶	۱۶	علمون مین	علمون	״	آخر	سوہلی	سوسی
۷	۱	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ	۳۶	۱۵	اسکو اسکے	اسکو
۸	فٹ نوٹ	سوسن	سوس	۳۷	۳	فالو	قالوا
۱۰	۱۰	ابتدًا	ابتدا ر	״	۱۵	یہ ہی کہ	یہ
۱۱	۱	آدمی	آدمی	״	آخر	گزرہے	گذرے
״	۱۳	روزشب	روز و شب	۳۸	۱۵	پہرہی	بھربھی
۱۲	۱۷	عظمت ہے	عظمت سے	۳۹	۲	مان	ان
۱۴	۱۳	الاواللہ	الآیہ	״	۳	اسکو	کہ اسکو
۱۵	۶	بستوسال	ستون ہین	۴۲	۷	تین سوتین	تین سوتیس
۱۷	۱۳	دونون	وہ دونون	۴۶	۳	مقامات مین	مقامات ہین
۲۰	فٹ نوٹ	پارہ	پارہ کا	۴۸	۵	بازون	بازودن
۲۳	۱۰	تیس سو	تین سو	۴۹	۱۴	حیانت	صیانت
۲۴	۳	ہمارے	تمھارے	״	آخر	امود	اسود
۲۸	۱۲	خلاف	خلافت	۵۱	فٹ نوٹ	پہلا	بہلا
۲۹	۵	تجلی	تجلّی	۵۵	״	اوڑتا	اڑتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	آخر	سُہل	سہل	۹۷	۱۷	تیری	تبری
۵۷	اول	امام تھے	معارف کے امام تھے	۱۰۰	۱۱	کے اٹھنا	کیلئے اٹھنا
۵۷	آخر	وہ	و	۱۰۲	آخر سے دوسری	موت دے	موت دی
۵۹	۴	مکر	مکہ	۱۰۳	۱۲	کے ارادہ	کی ارادہ
۶۳	۶	کئے	کے	۱۰۴	۱	تعییر	تغییر
//	۱۴	ہجری	ہجری این	//	۸	مہا	منہا
۶۵	۱۲	مر	امر	//	//	مِثلہا	مِثلُہا
۶۶	فٹ نوٹ	سورہ عراف	سورۂ اعراف	۱۰۵	۴	سالت	حالت
۶۸	۲	باطینی	باطنی	۱۰۷	۱۰	تب	تپ
۷۴	//	اُسکی	اسکو	۱۰۸	۲	فیضُلّک	فیضلاً
۷۷	اول	اقندار	اقتدار	//	فوٹ نوٹ	تیسوین	تیئسوین
۷۸	۱۳	اُممک	ممک	۱۱۰	۹	دیکھتا	دیکھتا ہے
//	۱۵	جادوکر	جلوہ گر	۱۱۳	اخیر سے ۴	ہوتے	ہوے
۸۰	۲	رہتا	رہنا	۱۱۵	۹	خلوس	خلوص
۸۱	۱۲	اخلاق	اخلاق و	۱۱۶	۹	مراتبہ	مراقبہ
۸۳	۱۵	تھوڑی بلائین ہی اپنہ	اپنہ بلائین ہی تھوڑی	۱۱۹	۶	پس	بس
۸۷	۱۲	چھسکارہ	چٹکارا	//	۹	عیب	غیب
۹۲	فٹ نوٹ	الشراح	انشراح	۱۲۳	آخر	دیتا ہے	دنیا ہے
۹۶	۹	سنیت	سنت	۱۲۵	فوٹ نوٹ	قنسرین	قنسرین
//	۱۳	خیزدن	چیزدن	۱۲۸	آخر	ہدامیت	ہدایت
۹۷	۵	اذکبار	اذکیار	۱۳۳	۲	فنابجی	صنابجی
//	۱۴	نہ کبھی	نہ کسی	۱۳۴	۱	رہگزرے	رہگزارے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	آخر	ماخود	ماخوذ
۱۳۷	نوٹ نوٹ کی پہلی سطر	کسی	کبھی
۱۳۸	۳	انور	انوار
〃	۶	انضاق	انفاق
۱۳۸	۹	ہی	کی
〃	۱۰	مہینے کی	مہینے کے
〃	〃	بارش	یا اس
〃	۱۳	وہین یہ	وہین
۱۳۹	۱	عالمون کے	عالمون
〃	۵	جیسا	جیسے
〃	۹	اعلم	علم
〃	آخر	صحو،	صحو
۱۴۰	۴	خفوظ	حفوظ
۱۴۱	۱۶	اٹھاے	اٹھتا ہے
۱۴۲	۱۰	جنبتی	جتنی
۱۴۶	۹	ہین	تھین
۱۴۸	۷	سمیندر	سمندر
۱۴۹	۳	دنا کے	دیا گئے
۱۵۳	۴	اللہ تعالے تکو	اللہ تعالے
۱۵۵	۷	قلبعیت	قطبیت
〃	۱۱	رلبوالوفار	ابوالوفار
۱۵۶	۱۲	ہوتا ہے	ہوتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۷	۴	الجمیع	الجمع
〃	۶	تجلی	تجلی
۱۵۸	۵	ملبی	لمبی
۱۶۰	نوٹ نوٹ	حول قوت سے تیزی	حول و قوت سے بری
۱۶۱	۴	ورد	ورود
۱۶۵	۲	جو	ہ
۱۷۱	۲	ے باعث	کے باعث
〃	〃	گم گستگی	گم گشتگی
۱۷۳	۱۲	ہوا چلنی	ہوا چلتی
۱۷۹	۳	عقل کی بصیرت استمر روح کی بصیرت امر حکم کی	عقل کی بصیرت اور سمر روح کی بصیرت اور امر حکم کی
۱۸۶	آخر	استمال	اشتمال
۱۹۲	۷	سواطمع	سواطع
۱۹۴	۳	ملتیم	ملتئم
۱۹۵	۹	ڈر اپنے	ڈر اور اپنے
〃	۱۰	حینیہ	حسینیہ
۱۹۸	۲	زونق	رونق
〃	۱۶	فضول اور	اور فضول
۲۰۰	۱۴	در	وہ
۲۰۱	۱۳	سہروردنہ	سہروردیہ
۲۰۳	۱۶	آئین	آئین
۲۰۴	۱۳	روایت	رویت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۵	ترمین	ترین
۲۰۶	۳	لوگون کو	لوگون کا
۲۰۹	۷	بن منہ	بن موسٰے
۲۱۰	۹	نوجونون	نوجوانون
۲۱۱	۷	واسطہ	واسط
۲۱۴	۱۶	عدوت	عداوت
۲۱۷	۱۴	جاہتی	چاہتا ہے
״	״	پوجی	پوچا
۲۲۰	۹	برکاتیہ	برکاتہ
۲۲۲	۵	بات سے بات سے	بات سے
״	آخر	بعض	بغض
۲۲۳	۱	اقتدار	اقتدار
۲۲۵	۳	ہدایت	ہدایت
״	۵	بہلات	مہلات
۲۲۶	۲	نہ کرنے	نہ آنے
״	۱۷	ہوے	ہواے
۲۲۸	۷	مین	ہین
۲۳۰	۷	خطلو	حظ کو
״	۸	وصیع	وسیع
۲۳۱	۵	اور نہ ہم مین سے	اور نہ ہم مین ہے
۲۳۲	آخر	لون	ہون
۱۳۵	۱	الوق	الفوق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۶	غامصہ	غامضہ
״	۱۱	سنت	ست
״	۱۷	قربت	قریب
۲۳۶	۱۰	چاہے	چاہتے ہو
۲۳۹	۱۸	چھوٹا	جھوٹا
۲۴۰	۱۵	اطلاعت	اطاعت
۲۴۳	۹	ہین ہین	مین ہین
۲۴۴	۱۲	آنکھین	انہین
۲۴۶	۸	سوامین	سواہین
۲۵۴	۱۸	وریا	دریا
۲۵۶	۶	دروغبانی	دروغبافی
۲۵۷	۱۶	ارقنوم	رقوم
۲۵۹	۱۸	مین تہی ہے	ہی سے
۲۶۰	آخر	کھانا	کھاتا
۲۶۷	۸	مکلا	بلا
״	۱۳	کرتے	کرنے
״	۱۸	باریک موٹے	باریک اور موٹے
۲۶۸	۲	تہ بند	تہمد
۲۶۹	۱۷	اعتبار کرنے	اعتبار کرتے
۲۷۱	۱۲	یہی ہے	یہی
״	۱۸	تہوئی	ہوئی
۲۷۴	۳	نہ کرد	کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۹	دشمن جاں تو	*
۲۷۸	۱۲	مرے اول	میرے دل
۲۸۱	۱۴	ردخون	ردحون
۲۸۲	۷	برس تھا	برس کا
۲۸۴	~	۱۸۴	۲۰۴
؍؍	۹	معارصہ	معارضہ
؍؍	نوٹ نوٹ سطر ۲	جیسا عبارت کی	جیساکہ عبارت
۲۸۶	۱۳	نہ چھڑا	چھڑا
۲۸۷	۱۱	ٹھہرے ہے	ٹھہرے رہے
؍؍	۱۵	جبسکا	خبکا
۲۸۸	۱۱	تسے	سے
۲۸۹	۶	منارون لی	منارون کی
۲۹۰	۹	انھون نے کہ	انھون نے کہاکہ
؍؍	۱۷	جھاڑدنے	جھاڑدینے
۲۹۱	۹	کردینے سے	کردیتے تھے
؍؍	آخر	تربیت	تربت
؍؍	؍؍	آٹیلے	ٹیلے
۲۹۴	۱	رندون	زندون
؍؍	۷	مواور	ہوااور
؍؍	؍؍	ضرورہی ہے	ضروری ہے
؍؍	۸ و ۹	کہا لوکہ	کہاکہ لو
؍؍	۱۰	شناورہی	شناوری
۲۹۵	۱	اس	مصرعین
۲۹۶	۹ ×	اورجو	جو
۲۹۷	۸	شناوری	شناوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۹	۶	شاہدمن	شاہدہین
۳۰۰	۴	کہاے	کہیا ہے
؍؍	۱۴	محیلی الدین	محیی الدین
۳۰۲	۲	عیوان	عیون
؍؍	۱۶	جلار	جلار
۳۰۳	۱۸	اسمین سے	اسمین ہی
؍؍	؍؍	ہی لاے	بہی ایمان لاے
۱۱	آخر	اسی شائر	اسکو شعائر
۳۰۴	۵	اجرلو	اجرو
؍؍	۱۸	قاب بے	قلب کے
۳۰۵	۱	اغراض	اعراض
۳۰۹	۶	بہترون	بہتیرون
۳۱۰	۱۳	چاہتاہو	چاہو
۳۱۱	۱۷	دتمنی	وقتی
۳۱۲	۶	کرنا	کرتا
۳۱۳	۱۴	غلبیہ	غیبیہ
۳۱۴	۵	گیون	کیون
؍؍	۶	کوئ	کوئی
۳۱۵	۱۳	جانتیمین	جانتے ہین
؍؍	۱۴	کنبہ	کہنہ
؍؍	۱۵	دہ سرے	دوسرے
۳۱۶	۱	اللہہ	الا اللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۲	اللہ	الا اللہ
”	”	”	”
”	۵	بھاگتا ہے	بھاگتے ہین
”	۷	بھگے	بھلے
”	۹	آباد کرتا	آباد کرنا
”	۱۲	اُنکر	انکو
”	۱۳	لوتہڑاک	لوتھڑا اک
۳۱۸	۵	یہ	پہ
”	۱۸	ہوجانے	ہوجاے
”	”	بنادہ	بندہ
۳۲۰	۱۲	جمع ہونے	جمع ہوئے
۳۲۱	۸	توتیر و داو	توقیر و وِداو
”	۱۰	بہ مکلف	بہ تکلف
”	۱۲	باہر نہین	باہر ہین
۳۲۲	۱۷	اصول	اصل
۳۲۳	۸	لوگون پر رحم کرین اور	××××
۳۲۴	۱۵	باتنی	باطنی
۳۲۵	۵	اورکافرون	اور یہ کافرون
”	۷	نمالم	عالم
”	۱۶	دوررہی	دوری
”	۱۰	دیگر	ہوکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۱۹	پیرہو	پیرو
”	۵	تمّ	تم
۳۲۷	۱۴	گرنے	کرنے
۳۲۸	۱۴	ٹھیرے	ٹھیر ہے
”	نوٹ نوٹ سطر ۴	فرادلہ	فرادھم
۳۳۱	۷	تیلی	میلی
۳۳۹	۱۶	موجودات	جوذات
۳۴۱	۱۹	نظرات	قطرات
۳۴۲	۶	طاعنون	طاعتون
”	۱۲	ارجبار	الجبار
۳۴۳	۷	یایا	یا
۳۴۵	۲	غزبیہ	غربیہ
”	۱۰	منیر	منبر
”	۱۱	ناظاہر	ناطاہر
۳۴۶	۳	بروی	بدوی
۳۴۷	۹	جوزہ	چوزہ
۳۴۸	۲	سیدیہ	سیدہ

التماس۔ اس حصہ مین صاحب مطبع کی غیر معمولی مہربانی سے اس قدر غلطیان ہین کہ مجھی اسکے شایع کرنے مین سخت پس و پیش رہا لیکن کیا کرتا روپیہ پیشگی دیکر پھنس چکا تھا۔ ناظرین سے توقع ہے کہ جسطرح خون جگر کھاکر "زر دادن و درد سر خریدن" کی مصیبت مین مبتلا ہوا ہون اسیطرح بنظر ہمدردی و اخوت اسلامی وہ بھی تصحیح اغلاط کی مصیبت گوارا فرمائین۔

اشتہار چھپائی مطبع شمسی آگرہ

پاک پروردگار کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مطبع مذکورۃ الصدر کو جاری کیے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ چارون طرف سے کتابین بغرض طبع آنی شروع ہوگئین۔ اگرچہ ہمارا ایک مطبع اسی نام کا حیدرآباد دکن مین اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہا ہے اور عرصہ بارہ سال مین اتنا مشہور ہوا اور اتنا کام ملا کہ ایک مطبع آگرہ مین بھی جاری کرنے کی نوبت آئی۔

مطبع شمسی آگرہ کی چھپائی کا نمونہ یہ کتاب خود موجود ہے۔ ہمین چھپائی۔ لکھائی صفائی کی تعریف کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔ جب چیز سامنے موجود ہے قدردان خود اچھے برے کو پرکھ لین گے۔ اب رہا نرخ وہ بھی اتنا سستا کہ لوگ تعجب کرینگے۔ اگر کتاب کی تعداد دو ہزار ہے تو اعلیٰ درجہ کے چکنے ولایتی کاغذ پر جسکی چھپائی لکھائی مثل اس کتاب کے ہوگی ایک روپیہ کے ۵۴ جزو اگر تعداد ایک ہزار ۴۰ جزو۔ جن صاحبون کو ہمارے آگرہ کے کارخانہ مین کتاب۔ نقشہ فارم۔ طبع کرانا ہو وہ مشتہر سے خط و کتابت کرین مگر صاحبان حیدرآباد دکن کو خط و کتابت کی بھی تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی کیونکہ محمد ابراہیم خان صاحب اکبرآبادی مالک مطبع شمسی بازار شیدی عنبر حیدرآباد دکن مین خود موجود ہین جن سے ہر معاملہ بالمشافہ نہایت آسانی کے ساتھ طے ہو سکتا ہے فقط

المشتہر

محمد بشیر الدین خان مہتمم مطبع شمسی آگرہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس ارتقاء، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و دیگر عہدہ داران جامعہ دس کتابیں ایک ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ اور اراکین دارالترجمہ [illegible] دو کتابیں [illegible]

۳۔ طلبائے ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ بی۔ اے اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ کے حساب سے ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیرانہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط